

خطباتِ محمود

براعظم افریقہ کے ملک "ملاوی" کے بیانات کا مجموعہ

جلد 2

افادات
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

یَتْلُوا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ.

خطبات محمود

جلد:۲

افادات

حضرت مولانا مفتی محمود حافظ جی ابن مولانا سلیمان صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات، ہند

ناشر

جامعہ دار الاحسان

بارڈولی، سونگڈھ، ویارا، نواپور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب	خطبات محمود
جلد	دوم
ازافادات	حضرت مولانا مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم
ضبط وترتیب وکمپوزنگ	مفتی عمران صاحب مولدھرا، مفتی ومدرس جامعہ دارالاحسان نواپور مولوی محمد اویس کنجری، متعلم دارالافتاء جامعہ ڈابھیل قاری آصف صاحب سارساوی، مدرس مدرسہ صفیہؒ، آنند مفتی محمد امین صاحب، ادھنا
اشاعت اول	۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء

ملنے کے پتے

Molana Ubaidullah Hafezi Nazim Jamea-Darul-Ehsan, Navapur. Didt: Nandurbar, Maharastra Mo. 09377013828	Idara-e-Siddiq Dabhel, 396415 Navsari, gujarat Mo. 9913319190
Qari Irfan Godhravi Jamea-Darul-Ehsan, Makki Masjid Bardoli, Dist: Surat Mo. 9904074468	Majlise Mahmud Badi Masjid, Momnavad, Salabatpura, Surat Mo. 9979582212

ہال سیل کے لئے تجار حضرات ان سے رابطہ کریں

Molana Yusuf Bhana Aasnavi Simlak, Aasna Mo. 09824096267 Email id: yusuf_bhana@hotmail.com	Mufti Mohammed Amin Udhna Aman Society, Udhana, Surat Mo: 9909279863

اجمالی فہرست

فہرست

☆......☆......☆

ماں کی شان

جب تو پیدا ہوا کتنا مجبور تھا یہ جہاں تیرے سوچوں سے بھی دور تھا
ہاتھ پاؤں بھی تب تیرے اپنے نہ تھے تیری آنکھوں میں دنیا کے سپنے نہ تھے
تجھ کو آتا تھا جو صرف رونا ہی تھا دودھ پی کے تیرا کام سونا ہی تھا
تجھ کو چلنا سکھایا تھا ماں نے تیری تجھ کو دل میں بسایا تھا ماں نے تیری
ماں کے سائے میں پروان چڑھنے لگا وقت کے ساتھ قد تیرا بڑھنے لگا

پیش لفظ

از: صاحب خطبات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العٰلمين والصلٰوة والسلام علٰى سيدنا محمد خاتم النبيين وعلٰى اٰله وصحبه وعلٰى من تبعهم باحسان الٰى يوم الدين آمين۔ امابعد!

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خطبات محمود جلد اول کو مقبولیت نصیب ہوئی۔ بہت سے علماء، مفتیان کرام نے خود بتایا کہ ہم نے اس سے مکمل استفادہ کیا۔ اوراس کے مضامین ان کو اپنے بیانات میں معاون ثابت ہوئے۔ اور بہت سے گھروں میں اور مجالس میں باقاعدہ تعلیم کی شکل میں اس کو پڑھا اور سنا گیا اور زندگی کے لیے ایک صحیح راہ اور نہج انکو ملا۔

ذٰلِکَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ عَلَیۡنَا

خصوصاً عورتوں کی مجالس میں باقاعدہ اس کو فضائل اعمال کی تعلیم کے ساتھ پہلے یا بعد میں کچھ منٹ سنایا گیا۔ باری تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور اپنی رضاء کا ذریعہ بنائے آمین۔ بحمد اللہ اسی عرصہ میں گجراتی زبان میں بھی اس کی جلد اول شائع ہوئی اور اللہ کے فضل سے مقبول ہورہی ہے۔

ایک صاحب خطبات عالم دین کے تأثرات

گذشتہ سال شعبان میں ۱۴۳۲ھ میں میرے مشفق اور مرشد شیخ الحدیث حضرت

اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی کی معیت میں عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی تو حضرت مولانا اسلم صاحب شیخوپوری شہید مرحوم کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مرحوم کے خطبات ندائے ممبر ومحراب بڑے مقبول ہیں بیت اللہ کے سامنے انکی خدمت میں دو کتابیں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی (۱) حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی کے چند نہایت اہم ضروری فتاوی جو اصلاح معاشرۃ کے سلسلے کے لیے مفید ترین ہیں گجراتی زبان میں کتابچہ کی شکل میں ۲۵ رہزار سے زائد شائع ہوکر مقبول ہوئے اب پہلی مرتبہ وہ اردو میں شائع ہوئے جس کا نام ’’نکاح کے مسائل اوران کا حل‘‘ تجویز ہوا (۲) خطبات محمود جلد اول، پھر حج بیت اللہ کے موقع پر مدینہ منورہ مسجد نبوی میں مولٰنا مرحوم کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ بندہ نے عرض کیا حضرت خطبات محمود کے متعلق کوئی اصلاحی بات ہوتو ارشاد فرماویں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی طرف توجہ رہے۔ موصوف نے بہت خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے بہت دعائیں دی اور ارشاد فرمایا حضرت موسیٰؑ کا مدین کا سفر اور شادی کے بارے میں قرآن مجید کی آیات سے اُس واقعے کے متعلق جن اہم نکات کا استنباط ہوا ہے وہ بہت ہی عجیب اور بڑے اہم فوائد پر مشتمل ہے۔ پھر فرمایا میں نے اس کو پڑھ لیا تھا مزید پڑھنا چاہتا ہوں لیکن عمرہ کے زمانے میں ’’بدر‘‘ جانا ہوا وہاں کسی متعلق نے وہ خطبات مجھ سے طلب کر لیے اس لیے اس کی دوسری کاپی ضرور میرے لیے روانہ کرو اور موصوف نے خود پتہ لکھ کر دیا اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ ہمارے یہاں ہم اس کی اشاعت کرینگے، نہایت متبرک مقام پر ایک ذی علم وعمل اللہ کے ولی کے یہ کلمات کو میں اپنے لئے دعاء اور فالِ نیک سمجھتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ یہ میرے اللہ کا فضل وکرم ہے اور اسمیں

کچھ اور برکتیں بھی شامل ہے وہ یہ کہ ہمارے جامعہ ڈابھیل کے مدیر محترم حضرت مولٰنا احمد صاحب بزرگ مدظلہ العالی نے اس بندۂ ضعیف کے قیام، طعام اور مطالعہ کے لیے جامعہ میں جو حجرہ تجویز فرمایا ہے یہ وہ مبارک حجرہ ہے جہاں کسی دور میں مفسرِ زماں علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اور بعد میں صاحب معارف القرآن حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے قیام فرمایا۔ انہی اکابر کے مبارک فیض کا اثر شامل ہے۔ اسی خطبات میں آپ مبارک جگہوں کے پاکیزہ اثرات کا واقعہ قرآن مجید کے حوالے سے پڑھیں گے۔

اس دوسری جلد میں ایک دوسری خوبی یہ شامل ہوئی کہ اس کی ابتداء ایک ایسے عالمِ دین کے مبارک کلمات سے ہورہی ہے کہ جنکے کلماتِ بابرکت کا شامل ہونا واقعی مثالی سعادت ہے۔

میرے مشفق استاذ محقق عصر محدثِ زمان فقیہ النفس دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت العلامہ مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم کے کلمات ان خطبات کی زینت ہے باری تعالیٰ عافیت کے ساتھ حضرت کے سایہ کو ہم پر تادیر قائم فرمائے آپ کے علوم وفیوض سے ہم سب کو اور پورے عالم کو مستفید فرمائے۔ آمین

العبد الضعیف

محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

مدرس جامعہ ڈابھیل سملک گجرات

انتساب

اپنے ان خطبات کی دوسری جلد کا انتساب

میرے مشفق ومربی استاذ اور مرشد ثانی فقیہ العصر

شیخ الحدیث حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ

کی طرف کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ میرے ملکِ ملاوی کے اسفار بلکہ میرے بیشتر دینی اسفار حضرت والا کا فیض، توجہ اور دعاء کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں ان خطبات کا ثواب حضرت والا مدظلہ العالی کو پہنچتا رہے اور حضرت کا سایہ تادیر ہم پر عافیت، سلامتی اور صحت کے ساتھ قائم رہے۔ آمین

درساً دو کتابیں حضرت والا نے اپنے گھر پر بندہ کو پڑھائی (۱) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ (حضرت تھانویؒ کی تالیف) (۲) سراجی مع مشقِ امثلہ (۳) اور دورۂ حدیث شریف کے سال بخاری شریف جلدِ ثانی مکمل (۴) دارالافتاء کے سال تمام کتابیں اور مشقِ فتاوٰی (۵) نیز حقیقت یہ ہے کہ بندہ کی اکثر وبیشتر دینی، ملی، رفاہی اور درسی تمام تر مشغولیات حضرت والا کی توجہ، رہنمائی، فکر، کوشش، حوصلہ افزائی، ہمت افزائی اور تعاون اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ انشاء اللہ اس پر تفصیل سے لکھا جاویگا۔

العبد الضعیف

محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

تقریظ

از: محقق عصر محدثِ زماں فقیہ النفس حضرت علامہ

مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری ادام اللہ فیوضہم علینا وعلی جمیع المسلمین

شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

الحمد لله رب العالمين، والصلوة و السلام على سيد المرسلين، وعلى آله وصحبه اجمعين

امابعد: ہمارے حضرت مولانا محمود صاحب بارڈولی والے اللہ کے فضل سے موفق ہیں، دنیا کے مختلف ملکوں میں ان کے اسفار ہوتے ہیں، اور دینی بیانات سے اللہ تعالیٰ امت کو فیض پہنچاتے ہیں، ان کی تقاریر کا ایک مجموعہ خطبات محمود کے نام سے پہلے منظر عام پر آچکا ہے، اور قبولیت کی چادر اوڑھ چکا ہے، اب یہ ان بیانات کا دوسرا مجموعہ ہے، اس میں 'محمود' خود مقرر کا نام نہیں ہے، بلکہ ان کے مرشد حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ کی طرف تلمیح ہے، اور اپنے لغوی معنی میں ہے، یعنی پسندیدہ اور ستودہ بیانات، واقعی یہ بیانات عمدہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائیں اور امت کو اس سے خوب فیض پہنچائیں۔ (آمین)

کتبہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالنپوری

خادم دار العلوم دیوبند

۲۰۱۲/۵/۲۶ء

﴿ ۱ ﴾

(۱) اولاد کی تربیت کا اسلامی نظام

(۲) نیک اولاد حاصل کرنے کا بہترین نسخہ

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

❧	''ہم نے ہماری اولادوں کو نیک بنایا، ان کو اچھے اخلاق اور اچھی عادت سکھائی، تو یہ اولاد دنیا میں بھی ہمارے لیے عزت، راحت اور زینت و رونق ہیں، دل کا سکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی اور آخرت میں ہم کو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنے گی''
❧	'' کاوی کا حلوہ، متھرا کے پیڑے جو کھائے وہ بھی پچھتاوے نہ کھاوے وہ بھی پچھتاوے۔'' میں نے اسی میں ایک اضافہ کیا '' بیرون ملک (Forign) جو آیا وہ بھی پچھتایا نہ آیا وہ بھی پچھتایا۔''
❧	''اذان دعوت ہے اور نماز عبادت ہے، اور شیطان کے لئے عبادت سے زیادہ بھاری اور پریشان کرنے والی چیز دعوت ہے۔''
❧	''دین دار رشتہ مل جائے اس کے ساتھ وہ رشتہ بیرون کا بھی ہو، تو مناسب ہے، ورنہ صرف بیرون، Foriegn کو شادی میں بنیاد مت بناؤ۔''
❧	''اولاد کا نگاہوں کے سامنے ہونا اسکو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں بطور نعمت کے شمار فرمایا ہے وبنین شھوداً .''
❧	''ماں کی زندگی بننے سے اولاد کی زندگی بنتی ہے اور ماں کی زندگی بگڑنے سے اولاد کی زندگی بگڑتی ہے۔''
❧	''ماں کی دعاء ساتوں آسمان تک پہنچتی ہے''

﴿۱﴾

(۱) اولاد کی تربیت کا اسلامی نظام

(۲) نیک اولاد حاصل کرنے کا بہترین نسخہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیۡعَنَا وَحَبِیۡبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّداً عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھۡلِ بَیۡتِہٖ وَاَھۡلِ طَاعَتِہٖ وَبَارِکۡ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡراً کَثِیۡراً...... اَمَّا بَعۡدُ !

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَھۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُھَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ عَلَیۡھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ. (پارہ ۲۸ر سورۂ تحریم ر آیت ۵۰)

ترجمہ: (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جسکا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔)

وقال تعالیٰ: یَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثاً وَّیَھَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ o اَوۡیُزَوِّجُھُمۡ

ذُکْرَاناً وَّاَنَاثاً وَّ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ۔ (پارہ ۲۵؍سورۂ شورہ؍آیت ۴۹،۵۰)

ترجمہ: (اللہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، یا پھر ان کو ملا جلا کر لڑکے بھی دیتا ہے اور لڑکیاں بھی، اور جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے)

وقال تعالی: اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۔ (پارہ ۱۵؍سورۂ کہف؍آیت ۴۶)

ترجمہ: (اموال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہے)

وقال تعالی: اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ ۔ (پارہ ۲۸؍سورۂ تغابن؍آیت ۱۵)

ترجمہ: (تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو تمہارے لئے ایک آزمائش ہیں)

صدق اللہ العظیم

عن عبداللہ بن عمرؓ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ او کما قالؐ ۔ (بخاری: ج:۱،ص:۳۲۴)

﴿اپنے آپ کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ﴾

اللہ تعالی نے قرآن میں حکم فرمایا ہے، اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، ایسی جہنم کہ جسمیں انسانوں اور پتھروں کو ڈالا جائے گا، انسان اور پتھر اس کا ایندھن ہوگا، اس دوزخ پر ۱۹؍ بڑے بڑے فرشتے ہوں گے، جو بہت سخت مزاج کے ہوں گے، جو اللہ نے جہنم کی نگرانی کے لئے رکھے ہیں، جن کو جہنم کے نگران اور ذمہ دار بنائے ہیں اور فرشتے ایسے ہیں، کہ اللہ کی کسی قسم کی نافرمانی نہیں کرتے اور اللہ جو حکم دیتا ہے اس کو پورا کرتے ہیں۔

﴿اولاد اللہ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے﴾

بہنو! اللہ کی بہت ساری نعمتوں میں سے ایک نعمت اولاد کا حاصل ہونا ہے، اللہ نے

اس کو قرآن میں نعمت کے طور پر بیان فرمایا ہے، ارشاد ہے، کہ اللہ جس کو چاہتے ہیں بیٹی عطاء فرماتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بیٹا عطا فرماتے ہیں، جسکو چاہے دونوں نعمتیں یعنی بیٹا بیٹی عطاء فرماتے ہیں، اور جس کو چاہتے ہیں بانجھ یعنی بغیر اولاد کے رکھتے ہیں۔

آیت پر غور کرو کتنے عمدہ انداز میں اللہ تعالی کی بخشش، عطاء، نوازش کو بتایا گیا، حقیقت یہ ہے کہ اولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے، جس بیچارے کے پاس اولاد نہیں اسکو پوچھ لو اولاد کتنی بڑی نعمت ہے تو ہم کو اندازہ ہوگا اس عظیم نعمت کا۔

﴿ایک بے اولاد مالدار بھائی کی درد بھری داستان﴾

ایک ہمارے مخلص دوست ہے، نیک آدمی ہے، نیکی کے کاموں میں بڑے خرچ کرنے والے ہے، علماء نواز ہے، باری تعالی نے بہت جائیداد سے انکو نوازا ہے، مکانات، کھیت، نقد وغیرہ وغیرہ، جس ملک میں وہ مقیم ہے وہاں بھی بڑی آمدنی اور بڑی جائیداد ہے اور اپنے وطن ہندوستان میں بھی بڑی جائیداد کے مالک ہے، لیکن اولاد نہیں ہے، بس باری تعالی کی حکمت، ہم انکی حکمت کو نہیں سمجھ سکتے۔

بڑھاپا، بیماری ایسے وقت میں جب خدمت کی ضرورت پڑتی ہے، تب خاص کر کے اولاد کی یاد آتی ستاتی ہے۔

ایک مرتبہ وہ مشورہ کر رہے تھے اپنی جائیداد کے متعلق، اسکو کیا کرنا؟

حالانکہ شریعت نے اولاد نہ ہو تب بھی مال کے مصارف اور مرنے کے بعد کس کو ملے گا، اس کی بھی رہبری کر دی ہے۔

لیکن انسان کا جذبہ کچھ ایسا ہوتا ہے کہ میرے مال سے میرے بعد میری ہی اولاد کو فائدہ زیادہ سے زیادہ پہنچے۔

تو وہ مشورہ کر رہے تھے کہ کن کن دینی کاموں میں میری جائیداد کو وقف کروں کہ

اس کا زیادہ سے زیادہ اجر مجھ کو ملتا رہے اور اللہ کے بندوں کو اس سے زیادہ فائدہ ہو، یہ بھی مبارک جذبہ ہے۔

ورنہ بعض لوگ تو گناہ کے کاموں کے لئے جائیداد کو وقف کر کے جاتے ہیں، جسے زندگی میں گناہ کے کاموں میں خرچ کیا، مرنے کے بعد بھی اس طرح کے کاموں کے لئے وصیت اور وقف کرتے ہیں۔

تو وہ ہمارے دینی بھائی! جب اپنی جائیداد کے لئے مشورہ کر رہے تھے، تو ان کی زبان سے ایک جملہ نکلا جو بڑا عبرت کا ہے۔

''کاش میری ایک آدھ اولاد جیسی بھی، چاہے لولی، لنگڑی بھی ہوتی تو مجھے یہ سب فکر اور پریشانی نہ ہوتی'' ان کے اس جملہ سے آپ اندازہ لگاؤ، اولاد نہ ہونے کی صورت میں انسان کو کتنا افسوس ہوتا ہے، اسلئے اولاد مل گئی اس کو اللہ کی بڑی نعمت سمجھو ، اگرچہ ان کو اس موقعہ پر سمجھایا گیا کہ اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اچھی کامل، نیک اولاد اللہ سے مانگو۔

کیا لڑکی پیدا ہونا منحوس ہے؟

اس آیت میں بیانِ نعمت کے موقع پر اللہ تعالی نے لڑکی کو پہلے نمبر پر بیان فرمایا ہے، اس سے یہ بات سیکھنے کو ملی اور بزرگوں کا قول بھی ہے کہ جس عورت کو پہلی ولادت میں لڑکی پیدا ہو، وہ عورت خیر اور برکت والی ہے۔

حالانکہ اسلام سے قبل جاہلیت کے دور میں لڑکی کی ولادت کو منحوس سمجھتے تھے، لڑکی کے پیدا ہونے کے بعد اسکو زندہ قبر میں دفن کر دیتے تھے، آج بھی اس کہلانے والے ترقی یافتہ دور میں بھی بہت سے لوگ لڑکی کی ولادت کو اچھا نہیں سمجھتے، سونو گرافی کے (Test) سے معلوم ہو جائے کہ پیٹ میں حمل لڑکی ہے، تو گروا دیتے ہیں اسلئے تو اب حکومت کو بھی

مجبوراً قانون بنانا پڑے کہ حمل میں جنس (sex) کا ٹیسٹ کروانا جرم ہے اور بہت سے لوگ اگر لڑکی پیدا بھی ہوگئی، تو ناخوشی کا اظہار کرتے ہیں، جس قدر خوشی سے لڑکے کی ولادت کی تشہیر اور عقیقہ اور مٹھائی کی تقسیم ہوتی ہے، لڑکی کی ولادت میں بہت کم یہ چیز دیکھنے کو ملتی ہے، معلوم ہوا دورِ جاہلیت کا گندا تصور آج بھی ہے۔

مال اور اولاد کی حقیقت

اللہ تعالی فرماتا ہے، المال والبنون زینة الحیوة الدنیا (پارہ ۱۵/سورۂ الکہف/آیت ۴۶) کہ مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی رونق اور (decoration) ہے۔

دوسری جگہ قرآن میں فرمایا: انما اموالکم واولادکم فتنة (پارہ ۲۸/سورۂ التغابن/آیت ۱۵) کہ تمھارا مال اور تمھاری اولاد تمھارے واسطے فتنہ ہے، امتحان اور آزمائش کی چیز ہے۔

دونوں آیتوں کا حاصل

حقیقت میں بات یہ ہے کہ اگر ہم نے ہماری اولادوں کو نیک بنایا، ان کو اچھے اخلاق اور اچھی عادت سکھائی، تو یہ اولاد دنیا میں بھی ہمارے لیے عزت، راحت اور زینت و رونق ہیں، دل کا سکون اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی اور آخرت میں ہم کو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنے گی اور اگر اولاد کو اچھی عادت، اچھے اخلاق نہیں سکھائے، بری عادت سکھائی اور ان کی تعلیم اور تربیت کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا، تو یہ اولاد دنیا میں بھی ماں باپ کے لیے وبال اور (tention) اور آخرت میں بھی ماں باپ کے لیے وبال بنے گی۔

نیک لڑکیاں باپ کو جنت میں لے جانے کا ذریعہ ہے

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے'' والبقیت الصلحت خیر عند ربك ثوابًا وّ خیر املًا

"(پارہ ۱۵/سورۂ کہف ر/آیت ۴۶) (ترجمہ: جو نیکیاں پائیدار رہنے والی ہیں، وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہے،) اس کی تفسیر میں حضرات مفسرین نے ایک حدیث نقل کی ہے، کہ اگر دنیا میں اپنی اولاد کو دین داری سکھائی ہے، خاص کر بیٹیوں کو نیک بنایا ہوگا، ان کی تربیت، ان کو کھلانے پلانے اور کپڑوں کے لیے محنت کی ہوگی، تو قیامت کے دن جب ایک باپ کو اس کی برائی کے زیادہ ہونے کی وجہ سے جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ ہوگا، تو یہ لڑکی سفارش کر کے نجات کا ذریعہ بنے گی۔

حضرت عائشہؓ کی ایک روایت بتاتی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم دیا گیا، تو اس کی نیک لڑکیاں اس کو چمٹ گئیں اور رونے اور شور کرنے لگیں اور اللہ سے فریاد کیں

یا اللہ انھوں نے (ہمارے باپ) ہم پر دنیا میں بڑا احسان کیا ہے اور ہماری تربیت میں محنت اٹھائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یعنی باپ پر رحم فرما کر بخش دیا۔

دیکھو! کیسی سبق لینے کی بات ہے، آج جس بیٹی کو تم نے منحوس سمجھا وہی بیٹی اگر نیک ہے تو کل باپ کے لئے جہنم سے نجات کا ذریعہ بنے گی، باپ کی سفارش کرے گی،

اس لیے میری بہنو! اپنی اولاد کو اللہ کا دین سکھاؤ، اچھے اخلاق سکھاؤ، انشاء اللہ یہ اولاد دنیا اور آخرت میں ہمارے واسطے راحت اور عزت کا سامان بنے گی اور مرنے کے بعد صدقۂ جاریہ بھی ہوگی۔

﴿مرنے کے بعد بھی باقی رہنے والے تین اعمال﴾

عن ابی هریرةؓ ان رسول الله صلی الله علیه و سلم قال اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله (مسلم ج۲ ص۴۱)

حدیث میں آتا ہے، جب آدمی کی موت ہوتی ہے، تو اس کے اعمال نامے بند ہو جاتے ہیں، نیکیاں بند ہو جاتی ہیں، لیکن تین نیکیاں ایسی ہیں کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملتا رہتا ہے (۱) **علم ینتفع به**، کسی کو علم دین کی کوئی بات سکھا دی۔

دین کی چھوٹی یا بڑی کوئی بات، کوئی کلمہ کوئی مسئلہ، کوئی حدیث سکھا دی، وہ خود بھی عمل کرے، دوسروں کو بتاوے، دوسروں کو سکھاوے، یہ سلسلہ برابر چلتا رہے گا اور سکھانے والے کو اجر ملتا رہے گا، اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا (۲) **صدقة جارية**، یعنی صدقۂ جاریہ کا کام کرا دیا مثلاً مسجد، مدرسہ یا کنواں، یا hospital بنوا دیا، کسی غریب کا گھر بنوا دیا، خانقاہ بنوا دی، مرکز بنوا دیا، اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا (۳) **ولد صالح یدعو له** یعنی اگر نیک اولاد چھوڑی تو یہ اولاد ماں باپ کے لیے دعاء کرتی رہے گی، بیٹے بیٹیاں دعاء کرتے رہیں گے اور تم کو قبر میں راحت پہنچتی رہے گی، اولاد نیک اعمال کرے، اسمیں بھی تم کو ثواب ملتا رہے گا، اولاد ایصال ثواب کرے وہ بھی تم کو پہنچتا رہے گا۔

﴿ایک اللہ والے کا واقعہ﴾

میرے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ نے سنایا، ایک اللہ والے ایک مرتبہ قبرستان سے گزرے، تو انہوں نے دیکھا کہ اس جگہ پر موتی بکھرے ہوئے ہیں، اور مردے قبر سے باہر نکل کر اس بکھرے ہوئے موتیوں کو اکٹھا کر رہے ہیں۔

ایک مردے کو دیکھا وہ موتیوں کو اکٹھا نہیں کر رہا ہے اور وہ قبر سے ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھا ہے۔

اس بزرگ نے اس مردے سے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟

اس نے جواب دیا، ان سب مردوں کو ان کے رشتہ داروں اور جاننے والوں نے

ثواب پہنچایا ہے، وہ ان موتیوں کی صورت میں ان تک پہنچا ہے، یہ اکٹھا کر رہے ہیں۔

اس بزرگ نے کہا، تم کیوں اکٹھا نہیں کرتے؟

اس نے کہا: مجھے ضرورت نہیں، میں نے اپنے بیٹے کو حافظِ قرآن بنایا ہے، وہ روزانہ ایک قرآن پڑھ کر مجھے ثواب پہنچاتا ہے، اس لیے میں ان کے ثواب میں کیوں شریک ہوں؟

یعنی اس عمومی ثواب میں کیوں حصہ لوں، جب کہ میرے لئے خصوصی انتظام ہے۔

انہوں نے پوچھا تمہارا بیٹا کون ہے؟

کیا کرتا ہے؟

اس مردے نے کہا: حلوا بیچتا ہے۔

یہ نام ہے۔

فلاں بازار میں بیچتا ہے۔

یہ صبح کو اس بازار میں گئے، دیکھا ایک جوان حلوا فروخت کر رہا ہے، اور ہونٹ اس کے برابر ہل رہے ہیں، انہوں نے اس جوان سے پوچھا، کیا بات ہے؟ ہونٹ کیوں ہلا رہے ہو؟ اس نے کہا، میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے، انہوں نے مجھے حافظ بنایا ہے، میں قرآن پڑھ کو روزانہ ان کو بخشتا ہوں۔

چند دن کے بعد یہ پھر اس قبرستان میں پہنچے دیکھا کہ پھر اسی طرح مردے موتی چن رہے ہیں، آج وہ شخص بھی جو پہلے موتی نہیں چن رہے تھے، وہ بھی موتی جمع کر رہے ہیں، اس سے پوچھا کیا بات ہے کہ تم موتی چن رہے ہو؟ اس نے کہا: میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا، اب وہ ثواب پہنچانے والا نہیں رہا۔

یہ پھر صبح کو بازار میں گئے، تو لوگوں سے معلوم کیا، تو پتہ چلا کہ اس لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے۔

اس لیے میری بہنو! اپنی اولاد کو نیک بناؤ، ایسی نیک اولاد انشاء اللہ ہمارے لیے دنیا اور آخرت میں بھلائی اور عزت کا سامان ہو گی۔

اس لیے میں آپ سے چند گزارشات کرتا ہوں، اس کی طرف اگر آپ کی توجہ رہی، تو انشاء اللہ آپ کی اولاد نیک، صالح بن جائے گی۔

ولادت کے وقت بچے کے رونے کی وجہ

بہنو! ایک عجیب بات سنو، مسلم شریف کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے، تو شیطان (جو ہمارا دشمن ہے) وہ اتنا active اور fast (تیز) ہے، کہ فوراً بچے کے پاس حاضر ہو جاتا ہے، ابھی تو شاید اس کی خود کی ماں نے اپنے بچے کو دیکھا بھی نہیں ہوتا اس سے پہلے ہی شیطان اس بچہ کے پاس حاضر ہو جاتا ہے اور بچے کی کمر پر ایک انگلی مارتا ہے اور شیطان اپنا ناپاک اثر بچے پر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے، شیطان کے انگلی مارنے کی وجہ سے وہ بچہ رونے لگتا ہے۔

اس لیے آپ کو معلوم ہوگا کہ بچہ پیدا ہوتے ہی روتا ہے، یہ رونا شیطان کی انگلی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جس طرح چور چوری کرنے سے پہلے جس مکان میں چوری کرتا ہے، اس کا جائزہ لیتا ہے، نظام الاوقات معلوم کرتا ہے پھر چوری کے لیے جاتا ہے، اسی طرح شیطان بھی بچپن ہی سے بچے پر اپنا اثر ڈال کر مستقبل کی تیاری کر لیتا ہے۔

حضرت مریمؑ کی ولادت

اس لیے قرآن میں ایک دعاء آئی ہے، دعاء کے کتنے پیارے الفاظ ہیں " بسم اللہ الرحمن الرحیم" اِنِّیۡۤ اُعِیۡذُہَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ" (پارہ۳/ع۱۲/آیت۳۶) (ترجمہ: اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود

سے حفاظت کے لئے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں) جب حضرت مریمؑ پیدا ہوئی تھی تو ان کی والدہ نے دعاء مانگی تھی، کہ اے میرے رب! میری بیٹی مریم کو اور اس کی اولاد یعنی حضرت عیسیٰؑ کو شیطان مردود سے بچا کر رکھنا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کے پیدا ہوتے ہی شیطان وہاں جا کر اپنا ناپاک اثر ڈال دیتا ہے،

﴿شیطان ماں کے پیٹ میں اثر نہیں ڈال سکتا﴾

اب یہاں غور کرنے کا مقام ہے، بچہ کم از کم ماں کے پیٹ میں ۶ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال رہ سکتا ہے، اور عام طور پر ۹ ماہ بچہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔

میرے مرشدِ ثانی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم فرمایا کرتے ہیں کہ جب تک بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، وہاں تک شیطان اس کو چھیڑ نہیں سکتا، چونکہ وہ اس دنیا کی چیز نہیں، لیکن جب وہ پیدا ہوا تو وہ اس دنیا کی چیز بن گیا، اس لیے ولادت ہوتے ہی شیطان حاضر ہو جاتا ہے کہ میرے لیے گمراہی کی محنت کا ایک نیا میدان آ گیا، جیسے حمل کے زمانہ میں عورت جب ہسپتال جاتی ہے، تو صرف ماں کے نام سے فائل تیار ہوتی ہے، بچہ کے نام سے الگ سے فائل نہیں ہوتی، حالانکہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہے، لیکن جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے، تب سے اس کے نام کی فائل تیار ہوتی ہے۔

﴿بچہ سے شیطانی اثرات کے مٹانے کا اسلامی نسخہ﴾

اس لیے شریعت نے حکم دیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو جائے، جلدی سے اس کو غسل کرا کر پاک صاف کر دو اور کپڑا لپیٹ کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہہ دو، کیونکہ اذان اتنی powerfull (طاقتور) ہوتی ہے کہ جہاں تک اذان کی آواز جاتی ہے، شیطان بھاگ جاتا ہے، مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ اذانودی للصلوۃ ادبر الشیطان له ضراط حتی

لا یسمع التاذین (مشکوۃ ص ۶۴)

کہ جب اذان ہوتی ہے، تو شیطان بھاگ جاتا ہے، ہوا چھوڑتے ہوئے بھاگتا ہے، اذان شیطان کے لیے بڑی بھاری چیز ہے۔

اس لیے کبھی آپ کے گھر میں سے شوہر نہ ہو اور آپ گھر میں اکیلی ہوں اور آپ کو جن یا شیطان کی حرکت محسوس ہونے لگے، تو میں کہتا ہوں کہ اذان کے پاک کلمات ہلکی ہلکی آواز سے پڑھو، انشاء اللہ شیطان کا اثر دور ہو جائے گا اور جن بھاگ جائے گا۔

الغرض شیطان کی محنت کا میدان دل ہے، وہ صرف وسوسہ ڈال سکتا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا، اسلئے اذان اور اقامت کے مبارک کلمات سے شیطانی اثرات کو زائل کر کے توحید و رسالت۔ جو بنیادی اسلامی عقیدے ہیں، اس کا بیج بچے کے دل میں بو دیا جائے۔

﴿دعوت اور عبادت ایک نکتہ﴾

ہمارے یہاں ترکیسر میں حضرت مولانا غلام محمد صاحب دیسائی مرحوم تھے، بڑے اللہ والے، نورانی شکل، پاکیزہ سیرت کے آدمی تھے، دعوت اور تبلیغ کے کام سے بڑا تعلق تھا، مجھ سے بڑی محبت فرماتے تھے، ایک مرتبہ ایک اجتماع میں اذان پر شیطان کے بھاگنے والی حدیث سنائی، پھر فرمانے لگے کہ بھائی اذان ہوتی ہے، تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور نماز شروع ہوتی ہے، تو آ کر وسوسے ڈالنے لگتا ہے، بات یہ ہے کہ اذان دعوت ہے، اسلئے تو اذان کے بعد کی دعاء میں ہم پڑھتے ہیں،

اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاماً محمودن الذي وعدته (بخاری ج ۱ ص ۸۶، ترمذی ج ۱ ص ۵۱)

نماز عبادت ہے اور شیطان کے لئے عبادت سے زیادہ بھاری اور پریشان کرنے والی چیز دعوت ہے۔

﴿اذان پر ہمارے علاقہ کا ایک لطیفہ﴾

ایک لطیفہ سناتا ہوں، کچھ ایسی گستاخی بھی ہے اور تنبیہ بھی ہے، ہمارے علاقہ میں اولاد کو بیرون ملک بھیجنے کا ایسا ماحول ہے کہ وہ اب جنون کی حد تک ہے، ہر ماں کی شروع ہی سے یہ چاہت ہوتی ہے کہ میری اولاد بڑی ہوکر بیرون ملک جاوے۔

شاید یہ سمجھتے ہیں کہ بیرون ملک یعنی دنیا میں ہی جنت مل گئی، اس کے لئے ہر طرح کی جائز اور ناجائز کوشش، ہر طرح کی قربانی دی جاتی ہے، جس کی داستان بڑی درد بھری ہے۔

خیر تو ہمارے علاقہ کے ان حالات پر میں بیانوں میں کہتا ہوں کہ ہمارے یہاں بچپن ہی میں کان میں اذان پڑھ کر کہہ دیتے ہیں کہ بیٹا بڑے ہوکر باہر (بیرون ملک) جانا ہے۔

﴿دوسرا لطیفہ﴾

اس پر ایک اور لطیفہ یاد آیا، ہمارے یہاں ویسما میں حسن چاچا صالح جی مرحوم تھے، ان کو لطائف نوکِ زبان ہوتے تھے، ان کی معیت میں اطراف وجوار میں دعوتی کام میں جانا ہوتا تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی کی بڑی خدمت انہوں نے کی، فرمایا کرتے تھے کہ آج کل تو ہمارے علاقہ میں بچپن ہی سے سب کو باہر جانا لگ گیا ہے (گجراتی میں دست کی بیماری کو باہر جانا کہتے ہیں) حالانکہ بچوں کے مستقبل کے لیے فیصلہ دینی تقاضوں کے پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

﴿فورین (بیرون ملک) کا جنون﴾

ہندوستان میں بیانات میں میں عرض کیا کرتا ہوں کہ اپنی اولاد کو صرف اور صرف بیرون کے نام پر اپنے سے جدا مت کرو، شادی کے لئے انتخاب کا جو معیار شریعت نے بتایا ہے، اس میں دین داری سب سے زیادہ اہم اور کامیاب کرنے والی چیز ہے، اس لئے دین

دار رشتہ مل جائے اس کے ساتھ وہ رشتہ بیرون کا بھی ہو، تو مناسب ہے، ورنہ صرف بیرون، Foriegn کو شادی میں بنیاد مت بناؤ، آج بہت سی جگہ بیرون جانے والے بڑے پریشان ہیں، برطانیہ میں بعض مستورات نے بیان کے بعد سوالات کی پرچی کے ساتھ اپنی کارگذاری لکھ کر دی، جس میں نیند اڑانے والی، دل کو ہلانے والی کارگذاریاں تھیں کہ عورتوں پر کتنے مظالم ہوتے ہیں، حالانکہ وہاں حقوق نسواں کی آوازیں لگتی ہیں، اس میں سے ایک بہن نے اپنی درد بھری داستان لکھ کر مجھے درخواست کی تھی کہ میرے لئے دعا بھی کرنا اور انڈیا جا کر میری اس داستان کو بغیر نام کے اسلامی اخبار ورسائل میں چھپوا دینا تاکہ لوگ اپنی اولاد کے مستقبل کے متعلق صرف بیرون کے نام سے اندھا فیصلہ نہ کریں۔

﴿جس نے کھایا وہ بھی پچھتایا نہ کھایا وہ بھی پچھتایا﴾

ہمارے جامعہ میں ایک زمانہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا ایوب صاحب اعظمی تھے، حضرت شاہ وصی اللہ صاحب فتحپوریؒ کے خلیفہ اور علامہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے، حضرت کا ایک واقعہ مجھے میرے استاذ حضرت مولانا سلیمان صاحب چوکسی دامت برکاتہم نے سنایا، اس زمانہ میں کاوی (بھروچ ضلع کا ایک شہر) کا حلوہ بہت مشہور تھا، اس طرح یوپی میں متھرا کے پیڑے مشہور تھے، لیکن چکھنے سے ہی اس کی شہرت کی حقیقت کا تعلق ہے، حضرت مولانا ایوب صاحبؒ نے کبھی کاوی کا حلوہ چکھا نہیں تھا، ایک مرتبہ مولانا سلیمان صاحب وطن کاوی تشریف لے گئے، استاذ کیلئے حلوہ ہدیہ میں لائے اور حضرت کو پیش کیا، حضرت نے ایک لقمہ منھ میں رکھ کر فوراً ارشاد فرمایا۔

مولوی سلیمان! کاوی کا حلوہ، متھرا کے پیڑے جو کھائے وہ بھی پچھتاوے نہ کھاوے وہ بھی پچھتاوے۔

لنڈن میں ایک مرتبہ بیان کرتے ہوئے، میں نے اسی میں ایک اضافہ کیا، بیرون

ملک (Forign) جو آیا وہ بھی پچھتایا نہ آیا وہ بھی پچھتایا۔

﴿اللہ کے ایک نیک بندہ کا انقلابی مشورہ﴾

میں جب عربی سوم میں متعلم تھا، اسی زمانہ سے حضرت مفتی احمد صاحب مدظلہ العالی کے گھر روزانہ عصر کے بعد حاضری کی سعادت حاصل ہوتی، اس دور میں ملک میں مسلمان حالات سے گذر رہے تھے، حضرت نے مجھے فرمایا حالات کے دور میں نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ (حضرت تھانویؒ کی تالیف) کی تعلیم نہایت مفید ہے، پھر مجھے درس کے انداز میں وہ کتاب پڑھائی، اسی طرح عربی پنجم کے سال سراجی بھی عصر کے بعد مجھے اکیلے کو پڑھائی، تقریباً دو کاپی مشق کرائی۔

میرے عربی پنجم کے سال میری مرحومہ والدہ کے سامنے برطانیہ سے میرے متعلق شادی کے رشتہ کی کوئی بات آئی، جمعہ کو والدہ نے مجھے فرمایا

میں نے بہت ادب سے عرض کیا، میرے مشفق استاذ حضرت مفتی احمد صاحب سے مشورہ کروں گا، پھر آپ کو جواب دوں گا۔

میں نے حضرت کو بات بتائی، اس پر ارشاد فرمایا ''محض شادی کی بنیاد پر تو برطانیہ جانا مناسب نہیں، ہاں! اگر کوئی دینی تقاضہ ہوا تو اس پر غور کریں گے'' بس حضرت کا یہ مشورہ میری زندگی کے لئے ایک انقلابی مشورہ تھا۔

معلوم ہوا بیرون ملک جانا یہ کوئی فی ذاتہ بری چیز نہیں، لیکن نیت اور مقصد اعلائے دین ہو، اشاعت دین بھی ہو، بس دنیاوی اغراض یا شادی یا رنگینیوں کے پیش نظر نہ ہو، اس کا خاص لحاظ رہے۔

﴿اولاد کا نظروں کے سامنے ہونا بھی نعمت ہے﴾

باری تعالی نے قرآن مجید میں اولاد کا نگاہوں کے سامنے ہونا یہ بھی بطور نعمت شمار

فرمایا ہے وبنین شھوداً (پارہ۲۹رسورۂ المدثر رآیت۱۳) (ترجمہ: اور بیٹے دیئے جو سامنے موجود رہتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی دینی تعلیم وتربیت ہو، پھر وہ والدین کے ساتھ رہے، والدین کے لئے راحت، خدمت کا باعث بنے، آج تو بہت سی جگہ ایسا ہورہا ہے، ہمارا مشاہدہ ہے، بڑے ضعیف والدین انڈیا میں ہیں، جائیداد دوسروں کو حوالہ کررکھی ہیں اور خادمہ، کام والیاں کھانا پکا کر کھلا رہی ہیں، نہلانے، کپڑے پہنانے کا کام وہ کررہی ہیں اور اولاد بیرون ملک میں مزے سے کمارہی ہیں، آرام سے رہتی ہیں، کبھی کبھی زیارت کے لئے حاضر ہوجاتے ہیں، یہ بڑے فکر کا مقام ہے۔

﴿نومولود کے لئے اذان کے بعد دوسرا عمل﴾

میری بہنوں: بچے کے پیٹ میں ماں کا دودھ جائے اس سے پہلے کسی اللہ کے نیک بندے سے کھجور چبوا کر اس بچے کے منھ میں رکھ دو، اس کو تحنیک کہتے ہیں، تاکہ سب سے پہلے اس کے منھ میں ایک پاکیزہ پھل جائے، اس کے بعد ماں کا دودھ شروع کرو، یہ سنت ہے۔

﴿اولاد کے ایمان کی حفاظت کا شروع ہی سے شرعی نظم﴾

آپ سوچو! شیطان اس بچے پر اپنا برا اثر ڈالنے کی لیے کتنا active (تیز) ہوتا ہے، اس لیے ہم کو اذان کہنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ بچے کے دل میں اللہ کی بڑائی آجائے، کلمۂ شہادت'' اشھد ان لاالہ الااللہ'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اس کے دل میں آجائے'' اشھد ان محمد رسول اللہ'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہے) حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار آجائے، پھر کھجور جیسا پھل اس کے منہ میں جاوے، یہ بچے کے فطری ایمان کی حفاظت کا شرعی نظم ہے۔

﴿بچوں کو سب سے پہلے کیا سکھانا چاہیے﴾

اس لئے امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے، کہ سب سے پہلے اپنی بچوں کو یہ آیت سکھائے، وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَداً وَ لَمْ یَکُنْ لَهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ وَلِیٌّ مِنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْهُ تَکْبِیْراً۔

ترجمہ: اور کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کی نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ ہی اس کی حکومت میں کوئی شریک ہے،

حدیث شریف میں ہے کہ بنی عبدالمطلب میں سے کوئی بچہ بولنے کے قابل ہوجاتا تو آپ ﷺ اس کو یہ آیت سکھلاتے۔

﴿اللہ تعالیٰ کا کرشمہ چار ماہ کے بعد﴾

میری بہنو! ایک اور بات بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہماری بہنیں pregnent ہوتی ہیں، جب ہماری بہنیں حاملہ ہوتی ہیں، اور اس کے حمل کے چار ماہ ہوجاتے ہیں، تو اللہ کا فرشتہ اس حمل میں روح ڈالتا ہے، یعنی چوتھے مہینے کے بعد وہ بچہ ماں کے پیٹ میں زندہ ہو جاتا ہے، اس لیے چار ماہ کے بعد حمل کو گرانا فقہا نے حرام لکھا ہے، اگر کوئی سخت عذر ہو تو چار ماہ سے پہلے پیٹ کو خاص خاص حالات میں صاف کروانا جائز ہے، لیکن اس کے متعلق ہم خود فیصلہ نہ کرے، کسی ماہر مفتی سے صحیح حالت بتلا کر مسئلہ معلوم کر کے عمل کرے، حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانویؒ نے احسن الفتاوی کی آٹھویں جلد میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے، وہ دیکھ لینا چاہیے۔

﴿حضرت عیسیٰؑ کا ماں کے پیٹ میں ذکر کرنا﴾

ہمارے مدرسوں میں ایک کتاب جلالین شریف پڑھائی جاتی ہے، اس کے حاشیہ

میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت مجاہدؒ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مریمؑ فرماتی ہے، جب حضرت عیسیٰؑ میرے پیٹ میں تھے، اس وقت وہ رحم مادر (ماں کے پیٹ) میں تسبیح پڑھتے تھے اور میں خود ان کی تسبیح کو سنتی تھی۔

﴿ماں کا بولنا اور بچے کا سننا﴾

تو میں عرض کر رہا تھا کہ چار ماہ کے بعد اب اس حمل میں جان آچکی ہے یہ بچہ اس کی ماں جو بولتی ہے اس کو سنتا ہے، اس لیے کہ ماں سانس لیتی ہے تو اس کے اثرات پیٹ میں پہنچتے ہیں، اور اس ہوا سے وہ بچہ سانس لیتا ہے، تو جب ہوا پہنچتی ہے تو ماں کی آواز بھی ضرور پہنچتی ہے اور آج کے سائنس داں کہتے ہیں کہ ہوا کے مقابلہ میں آواز زیادہ ہلکی اور لطیف چیز ہے، اس لئے ماں کے بولنے کی آواز بچے کے کان میں جاتی ہے، اس لیے جب بچہ آپ کے پیٹ میں ہو، تو اپنی زبان سے کسی بھی قسم کی بات بولنے سے پہلے سوچ لو، بچے کی memory (قوۃ یادداشت) بہت ہی fresh (تازہ) ہوتی ہے، ماں جو بولے گی، بچہ کا ذہن اس کو قبول کرے گا، اس لئے ایامِ حمل میں بہت ہی احتیاط سے بولنا چاہیے۔

﴿ایک عجیب واقعہ﴾

اس پر میں اللہ کے ولی سے سنا ہوا قصہ سناؤں، میرے استاد محترم دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث ''حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری دامت برکاتہم'' نے سنایا کہ ایک بچہ پانچ سال کا ہوا، وہ مدرسہ میں پڑھنے جانے لگا، عجیب بچہ تھا کہ جب استاذ نے پڑھانا شروع کیا، تو چند ہی دنوں میں کھیلتے کھیلتے بہت آسانی سے پانچ پارے پورے کر لیے اور پھر چھٹے پارے سے اس کی گاڑی کمزور ہوگئی، اب پہلے کے مقابلہ میں بہت آہستہ چلنے لگا، استاذ بھی حیران! ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ بہت تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ اس معصوم بچہ کی ماں کو پانچ پارے زبانی یاد تھے، جب یہ بچہ پیٹ میں تھا، اس کی ماں کام کرتے کرتے، کھانا پکاتے

پکاتے، کپڑے دھوتے دھوتے قرآن پڑھتی رہتی تھی، اور یہ بچہ ماں کے پیٹ میں قرآن سن رہا تھا، تو یہ پانچ پارے ماں کے پیٹ میں اس بچے نے سنے تھے، بچہ کے ذہن میں نقش تھے اس لئے ابتدائی پانچ پارے جلدی سے پورے کر لئے۔

﴿میرے پیرومرشدؒ کا واقعہ﴾

میرے پیرومرشد حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ جب کانپور میں مقیم تھے، اس وقت چند غیر مسلم ایک غیر مسلم لڑکی کو لیکر آئے، اس کو قرآنِ مجید کی بعض آیات کہیں کہیں سے یاد تھیں، اس کے بعد حضرتؒ نے تحقیق کروائی، تو معلوم ہوا کہ اس کے پڑوس میں ایک مسلمان کا گھر ہے اور یہ بچی وہاں آتی جاتی ہے، ان سے سن کر کچھ آیات اس کو یاد ہوگئی۔

اس سے ایک بات اور سمجھ میں آئی کہ تلاوت کے ماحول کا مبارک اثر ایک غیر مسلم کے گھر کی چھوٹی بچی پر ہوتا ہے، تو مسلمان کے گھر کے بچوں پر کتنا زیادہ ہوگا، اس لئے روزانہ گھروں میں تلاوت کا ماحول ہونا چاہیے۔

﴿چھوٹے بچے کے سامنے نازیبا بات کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے﴾

بہنوں! ایک خاص قابل توجہ بات یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوجاتا ہے، بہت ہی چھوٹا ہوتا ہے، تب بھی اس کو بہرہ، اندھا نہیں سمجھنا چاہیے اس لیے کہ اس کے کان کھلے ہیں وہ سن رہا ہے، اس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں وہ دیکھ رہا ہے، بس اتنا ہے کہ وہ ابھی بول نہیں سکتا، اس کے اندر بولنے کی طاقت نہیں ہے، لیکن ماں باپ بچے کے سامنے جو بات بولیں گے، جو کام کریں گے، بچہ اس کو دیکھتا اور سنتا رہے گا اور وہ اس کو یاد ہوجائے گا اور جب وہ بولنے کی عمر تک پہنچے گا تو وہ وہی بات بولے گا جو اس نے اپنی ماں کو کہتے ہوئے سنا تھا اور جو کام ماں باپ کو کرتے ہوئے دیکھا تھا وہی کام وہ بچہ سیکھے گا۔

﴿بچوں کے سامنے صحبت﴾

اس لیے میں آپ کو ایک اہم بات عرض کرتا ہوں کہ جب آپ بیڈروم (جس حجرہ میں رات کو سوتے ہیں) میں ہو اور بچہ جاگ رہا ہو، اس وقت اپنا persnol کام نہ کرنا چاہیے، یعنی صحبت اور صحبت سے پہلے والے کام، اگر چہ ابھی یہ چھوٹا بچہ ہے لیکن آنکھوں سے وہ سب دیکھ رہا ہے اور اس کے دماغ میں سب محفوظ ہو رہا ہے، اس طرح کی حرکتوں کا اثر بچے کے دماغ پر ہوتا ہے اور جب سمجھداری کے دور میں آتا ہے، تب ہی سے اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

﴿بچہ کا ذہن مثل ٹیپ ریکاڈر ہے﴾

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بچے کی مثال ٹیپ ڑیکارڈ کی طرح ہے، کہ recorder ایک وقت میں چپ چاپ ریکارڈ کا کام کرتا ہے، یعنی اپنے اندر بات کو محفوظ کرنے کا، اور دوسرے ٹائم میں جب الگ بٹن دباتے ہیں تو وہ بولنا شروع کرتا ہے اور وہی بات بولے گا، جو اس کے سامنے بولی گئی تھی، اس لیے ابھی بچے کو ریکارڈر سمجھو کہ ابھی اس کی عمر ریکارڈ کرنے کی ہے، پھر جب وہ دو تین سال کے بعد بولے گا تو وہی بات بولے گا، جو اس نے اپنے ماں باپ سے سنی تھی،

﴿حمل کے دنوں میں دیکھی ہوئی چیزوں کے اثرات﴾

اس لیے اب تو ڈاکٹر اور سائنسداں بھی کہنے لگے کہ عورت جب حاملہ ہو، اس وقت وہ ٹیلی وژن، فلم نہ دیکھے، ایسے بھی اس کا دیکھنا حرام اور گناہ ہے، لیکن جب بچہ پیٹ میں ہو اور عورت ٹی وی کے سامنے بیٹھتی ہے، تو ٹی وی کے اندر سے کچھ کرنیں ایسی نکلتی ہے، جو بچے کی صحت پر اثر ڈالتی ہے اور اس کی تندرستی پر ifect (برااثر) کرتی ہے، بچوں کو جسمانی اور

ذہنی طور سے برا اثر ہوتا ہے، کمزوری اور بیماری کا ذریعہ بن جاتی ہے، اور یہ تو مسلم ہے کہ ماں کے پیٹ کے زمانہ کا عیب اور مرض دائمی ہوتا ہے۔

دودھ پلانے کا طریقہ

بہنو! جب بچے کو دودھ پلانے کا وقت آئے، تو وضو کر کے بسم اللہ پڑھ کر دودھ پلایا جائے، پہلے داہنی چھاتی سے پھر بائیں چھاتی سے دودھ پلایا جائے، بچہ بسم اللہ نہیں پڑھ سکتا، اس کی ماں بسم اللہ پڑھ لے، بچہ داہنی طرف والی سنت پر اپنے اختیار سے عمل نہیں کرسکتا اس کی ماں عمل کر لے، کتنا بڑا اس کا فائدہ ہے۔

حضرت خواجہ اجمیریؒ کا واقعہ

اس پر میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں، ہمارے سلسلۂ چشتیہ کے بہت بڑے بزرگ ''حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ'' بہت بڑے اللہ کے ولی ہے، ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ وہ بنگال تشریف لے گئے، سفر سے جب واپس گھر لوٹے تو بہت خوش تھے، چہرے سے خوشی نمایاں ہو رہی ہے، گھر پر ان کی بوڑھی اماں سے ملاقات کی، تو اماں نے ان کو پوچھا، بیٹا معین الدین! بہت خوش نظر آرہے ہو۔

حضرت خواجہ صاحب نے جواب دیا کہ ماں اس سفر میں اللہ نے آپ کے بیٹے سے بہت بڑا کام لیا، کہ سات لاکھ ہندو میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ستر (۷۰) لاکھ مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے توبہ کی۔

میری ماں! اللہ نے اتنا بڑا دین کا کام اس سفر میں مجھ سے لیا ہے، بہر حال اب ماں تو ماں ہوتی ہے، بیٹا چاہے کتنا بڑا ولی بن جائے۔

ماں نے کہا، کہ بیٹا! یہ اتنی بڑی کامیابی جو تیری ہوئی ہے، اس میں تیرا کوئی کمال نہیں ہے، اس میں تو تیری ماں کا کمال ہے، کہ جب تو بچہ تھا اور تو میری چھاتی سے دودھ پیتا

تھا اور بیٹے! جب بھی تو رویا اور دودھ پلانے کا موقعہ ہوا، تو میں پہلے وضو کرتی تھی اور پھر تجھے دودھ پلاتی تھی، میں نے ہمیشہ پاک صاف ہو کر، وضو کر کے تجھے دودھ پلایا ہے، آج اس وضو کی برکت ہے کہ اللہ نے تجھے زمانے کا ولی بنایا ہے۔

اس لیے بہنو! بسم اللہ پڑھ کر وضو کر کے دودھ پلایا کرو اور اگر ہمت اور عادت بن جائے، تو کھانا بھی وضو کے ساتھ پکاؤ اور کھانا پکاتے پکاتے اللہ کا ذکر کرو، قرآن میں سے جو کچھ یاد ہو، اس کو پڑھتے پڑھتے کھانا پکاؤ، اس طرح اگر کھانا پکاؤ گی، تو اس کھانے میں نورانیت ہوگی اور یہ نور والا کھانا، جب تمہارا شوہر، تمہاری اولاد کھائے گی، انشاء اللہ ان میں تقویٰ اور دین داری آئے گی، اگر ہو سکے تو یہ عادت بھی بنا لینی چاہیے۔

نیز اولاد کے اسفار دینی مقاصد کے لئے ہو، وہ والدین کے لئے عزت کا ذریعہ ہے۔

ماں کی عادت کے برے اثرات

ہماری بعض بہنیں کھانا پکاتے وقت، گھر کا کام کرتے وقت، ٹائم پاس کے لیے فلم کی میوزک سنتی ہیں، ٹی وی چلاتی ہیں، خود گانے گا رہی ہیں، اللہ حفاظت میں رکھے، اگر اس طرح میوزک سنتے سنتے، ٹی وی دیکھتے دیکھتے، گانا سنتے سنتے، تمہارا ٹائم پاس ہوا اور کھانا پکایا، تو اس کا برا اثر تم کو تمہاری اولاد میں بھگتنا پڑے گا، ایک ماں کی زندگی بہت قیمتی ہوتی ہے، ماں کی زندگی بننے سے اولاد کی زندگی بنتی ہے اور ماں کی زندگی بگڑنے سے اولاد کی زندگی بگڑتی ہے۔

بچوں کو یقین سکھاؤ

بہنو! اپنے بچوں کو خدا کا نام سکھاؤ، خدا پر یقین سکھاؤ، لیکن اب ہم بچپن میں بچوں کو یہ تعلیم دیتے ہیں، کہ جب بچہ کہتا ہے کہ ماں اسکول میں سے اتنے پیسے منگوائے ہیں، تو ماں کہتی ہے کہ بیٹا ابا سے مانگو۔

بیٹا جب کپڑے مانگتا ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ باپ سے مانگو، اس سے بچے کا نامناسب یقین بنتا ہے کہ سب ضرورت باپ ہی پوری کرنے والا ہے۔

اپنے بچوں کو ایک اللہ کا یقین سکھاؤ کہ ہر چیز اللہ سے مانگو، وہی دینے والے ہیں، انشاءاللہ اولاد نیک اور دین دار بنے گی۔

﴿بچپن سے بچوں کو اللہ تعالیٰ کا یقین سکھانے کا واقعہ﴾

اس پر میں آپ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی ماں کا ایک واقعہ سناتا ہوں، حضرت خواجہ صاحب آج بھی قطب مینار کے قریب لیٹے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ ’’کاکی‘‘ کی نسبت لگائی جاتی ہے، یہ ہندی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنیٰ روٹی کے آتے ہیں، واقعہ یہ ہوا کہ جب یہ پیدا ہوائے اور بڑے ہوئے تو ان کے والدین بیٹھے ہوئے آپس میں مشورہ کررہے تھے، کہ ہمارا بیٹا کیسے نیک بنے؟ صالح کیسے بنے؟ چنانچہ ان کی ماں نے کہا: میرے ذہن میں ایک تجویز ہے، کل سے میں اس تجویز پر عمل کروں گی۔

اگلے دن جب بچہ مدرسہ چلا گیا، ماں نے کھانا بنایا، اور الماری میں کہیں چھپا کر رکھ دیا، بچہ آکر کہنے لگا، امی جان بھوک لگی ہے! مجھے کھانا دیجئے، عام طور پر مدرسہ سے آتے ہی بچے بھوک کی بات کرتے ہیں، ماں نے کہا: بیٹا! ہمیں بھی تو کھانا اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، وہی رزاق ہیں، وہی رزق پہنچاتے ہیں، وہی مالک وخالق ہیں، ماں نے اللہ رب العزت کا تعارف کروایا، اور کہا: بیٹا! تمہارا رزق بھی وہی بھیجتے ہیں، تم اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

بیٹے نے کہا: امی کیسے مانگوں؟ ماں نے کہا: بیٹا، مصلیٰ بچھاؤ، چنانچہ آپ نے مصلی بچھایا، اور التحیات کی شکل میں بیٹھ گئے، چھوٹے چھوٹے معصوم ہاتھ اٹھائے، ماں نے کہا: بیٹا، دعا کرو، بیٹا دعا کر رہا ہے کہ اللہ میں مدرسہ سے آیا ہوں، بھوک لگی ہے، اللہ مجھے کھانا دیجئے، بیٹے نے تھوڑی دیر اس طرح عاجزی کی، پھر پوچھنے لگا، امی! اب کیا کروں؟ ماں

نے کہا: بیٹا! تم ڈھونڈو، اللہ نے کھانا بھیج دیا ہوگا، تھوڑی دیر گھر میں ڈھونڈا، بالآخر الماری میں کھانا مل گیا، بیٹے نے کھانا کھالیا، روزانہ ماں اسی طرح کرتی، روٹی پکا کر چھپا دیتی، بچہ آکر دعا کرتا، ڈھونڈتا، روٹی مل جاتی، کھالیتا۔

اب بیٹے کے دل میں ایک تجسس پیدا ہوگیا، وہ روزانہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پوچھتا، امی وہ اللہ سب کو کھانا دیتے ہیں، پرندوں کو بھی، حیوانوں کو بھی، پتہ نہیں ان کے پاس کتنے خزانے ہیں؟ وہ ختم نہیں ہوتے؟ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا، ماں کا دل خوش ہوتا کہ بیٹے کے دل میں اللہ سے تعلق بڑھ رہا ہے۔ چنانچہ جب بچہ محسوس کرتا سب کو اللہ تعالیٰ رزق دیتے ہیں تو محسن کے ساتھ تو محبت فطری چیز ہے، بچہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگئی، وہ محبت سے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا، وہ سونے سے پہلے والدہ سے اللہ تعالیٰ کی باتیں پوچھتا، ماں اس سے بہت خوش ہوتی کہ میرے بیٹے کے دل میں اللہ کی محبت بس رہی ہے، کچھ دن تک سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔

مگر ایک دن ہوا یہ کہ ماں اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کی تقریب (પ્રસંગ) میں چلی گئی، اور روٹی پکا کر رکھنا بھول گئی، اور وہاں جا کر وقت کا خیال نہ رہا، اور بھول گئی، جب خیال آیا تو پتہ چلا کہ بچہ کے مدرسے سے آنے کا وقت کافی دیر ہوئی گزر چکا ہے، ماں سب کام چھوڑ کر، تیز قدموں سے گھر کی طرف لوٹی، راستہ میں رو بھی رہی ہے، دعائیں بھی کر رہی ہے، میرے مالک میں نے تو اپنے بچہ کا یقین بنانے کے لئے یہ سارا معاملہ کیا تھا، اے اللہ! اگر آج میرے بچہ کا یقین ٹوٹ گیا، تو میری محنت بیکار ہو جائے گی، اے اللہ! پردہ رکھ لینا، اللہ میری محنت کو بیکار ہونے سے بچالینا، دعائیں کرتی آرہی ہے، جب گھر پہنچتی ہے تو دیکھا کہ بیٹا آرام کی نیند سو رہا ہے، ماں نے جلدی سے کھانا پکایا اور چھپا کر رکھ دیا، پھر آکر بچہ کے رخسار پر بوسہ لیا، اسے جگا کر سینے سے لگایا، کہنے لگی، بیٹے آج تو تجھے بہت بھوک لگی ہوگی، بچہ ہشاش بشاش بیٹھ گیا، کہنے لگا، کہ امی مجھے تو بھوک نہیں لگی، ماں نے پوچھا وہ کیسے؟

تو بچہ نے کہا: کہ امی جب میں مدرسہ سے آیا، تو میں نے مصلی بچھایا اور میں نے دعا مانگی، اے اللہ! بھوک لگی ہوئی ہے، تھکا ہوا بھی ہوں، آج تو امی بھی گھر پر نہیں ہیں، اللہ مجھے کھانا دیدو، امی اس کے بعد میں نے گھر میں تلاش کیا، مجھے ایک جگہ روٹی مل گئی، امی میں نے اس سے کھالیا، مگر کھانے میں جو مزہ مجھے آج آیا، امی ایسا مجھے زندگی میں کبھی نہیں آیا تھا۔

یعنی حقیقت میں آج روٹی اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے سے آئی تھی۔ چنانچہ یہی بچہ آگے جاکر مغل بادشاہوں کا شیخ بنا، اور اپنے وقت میں لاکھوں انسان اس کے مرید بنے۔

ماں کو چاہیے کہ اولاد کو یوں سکھاوے کہ بیٹا! اللہ تعالیٰ سے دعا کر، تیرے باپ کے جیب میں اور الماری میں دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں، اس ترتیب سے بچوں کو سکھائیں گے، تو انشاء اللہ اولاد نیک اور صالح بنے گی، اللہ تعالیٰ کا کامل یقین دل میں آئے گا۔

﴿اولاد کے نیک بننے کے لئے دعا کا اہتمام﴾

یہ تو کچھ باتیں قرآن وحدیث شریف کی روشنی میں اور بزرگوں کے ملفوظات وواقعات اور تجربات کی روشنی میں عرض کی ہیں، اسی موضوع پر مزید تفصیلی گفتگو انشاء اللہ آئندہ ہوگی۔ البتہ آج کی مجلس کے اختتام پر ایک اور اہم چیز کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

اسی ظاہری محنت اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالی سے دعاؤں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، آج ہم اپنی اولاد کے لئے دوسروں سے دعا کے لئے کہتے پھرتے ہیں، بزرگوں سے عالموں سے، نیک لوگوں سے دعا کرواتے ہیں، وہ بھی اچھا ہے، لیکن خود بھی دعا کا اہتمام کرنا چاہیے، **کسی بزرگ کا ملفوظ ہے: کہ اولاد کے لئے سب سے زیادہ مقبول دعا والدین کی ہوتی ہے۔**

﴿اولاد کے نیک بننے کے لئے قرآنی دعائیں﴾

قرآن مجید میں بہت سی دعائیں آئیں ہیں، ان میں ہمارے لئے نصیحت اور سبق

بھی ہے اور دعا بھی ہے، اور وہ دعائیں نبیوں سے، صالحین بندوں سے منقول ہیں، اس لئے ان الفاظ سے مانگی ہوئی دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں، اور وہ دعائیں جامع بھی ہیں، ان دعاؤں سے ایک بات یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ نفس اولاد کی طلب کی دعا یہ بھی نبیوں کی سنت ہے، اور نیک اولاد مانگنا یہ بھی نبیوں کی سنت ہے، اس لئے ان دعاؤں کو یاد کرلو۔

(۱)"رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً" (پارہ:۱۹/سورۃ الفرقان/آیت:۷۴)

﴿ترجمہ﴾: ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا سربراہ بنا) اس دعا میں "قرۃ اعین" سے مراد اولاد نیک ہوں اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گذاریں اور دین کے کام میں لگ جائیں اور اولاد کو دینی کام میں مشغول دیکھنا، یہ والدین کے لئے بہت بڑی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

(۲)"رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ" (پارہ:۱، سورۃ البقرۃ، آیت:۱۲۸)

﴿ترجمہ﴾ اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا مکمل فرماں بردار بنالے، اور ہماری نسل سے بھی ایسی امت کو پیدا کر جو تیری پوری تابع دار ہو) یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی مبارک دعا ہے، جس میں اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے اللہ کا مکمل فرماں بردار ہونا مانگا گیا ہے۔

(۳)"رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً" (پارہ:۳، آل عمران، آیت:۳۸)

﴿ترجمہ﴾ اے رب! مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرمادے) یہ بھی اللہ کے ایک نبی حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام کی مبارک دعا ہے، شادی کے بعد اور خصوصاً عورت حمل سے ہو اس دور میں میاں بیوی اس دعا کو اللہ سے مانگا کریں۔

کسی بزرگ سے سنا تھا اولاد نہ ہوتی ہو، تو اس کے لئے بھی ہر فرض نماز کے بعد

سات مرتبہ اس دعاء کو پڑھنا مفید ہے۔

(۴)''رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ''(پارہ :۱۳، رکوع:۱۸، آیت:۴۰)

﴿ترجمہ﴾ اے رب مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے ،اور میری اولاد میں سے بھی (ایسے لوگ پیدا فرمایئے جو نماز قائم کریں) اے ہمارے پروردگار! اور میری دعا قبول فرمالیجئے) یہ بھی اللہ کے نبی حضرت ابراہیمؑ کی مبارک دعا ہے۔

﴿سنت ونوافل میں کرنے کا مجرب عمل﴾

عمرہ کی سعادت کے ایک موقعہ پر مکہ مکرمہ میں حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی مدظلہ العالی کی خصوصی ملاقات کے لئے ان کی قیام گاہ پر حاضری نصیب ہوئی۔

میرے مخلص دوست محبّ العلماء حافظ آصف صاحب بمبئی والے ساتھ تھے، انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے حضرت سے دعاء کی درخواست کی حضرت پیر صاحب نے ارشاد فرمایا، سنن اور نوافل کے قاعدۂ اخیرہ میں التحیات اور درود کے بعد ''رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَاماً'' کو پڑھا کرو، انشاءاللہ مفید ہوگا۔

بحمد اللہ اوپر بیان کی ہوئی چاروں دعاؤں کو سنن ونوافل میں اس طرح کبھی کبھی پڑھنے کا بندہ کا معمول ہے، ایک اللہ کے ولی کے فرمان سے اس عمل کی تائید ہوگئی، **الحمد لله علی ذلک**

اسلئے چاروں دعاؤں کو سنت ونوافل میں درود کے بعد پڑھا کرو، فرض نماز کے بعد اور دوسری قبولیت کی گھڑی اور موقعوں پر ان دعاؤں کو خاص اہتمام سے اللہ سے مانگو، انشاء اللہ اس کے اچھے اثرات اولاد کی زندگی میں نظر آئیں گے۔

﴿ماں کی دعا کی برکت، کب﴾

میری بہنو! بچپن ہی سے اپنی اولاد کو اچھی چیزیں سکھاؤ، نبیوں کے قصے، اللہ والوں کی باتیں سناؤ، اپنی اولاد کے واسطے دعائیں بھی کرو، تو انشاءاللہ آپ کی اولاد نیک بنے گی، ماں کی دعاء ساتوں آسمان تک پہنچتی ہے، لیکن اولاد کے بگڑنے کے بعد نہیں، کہ اولاد بڑی ہو گئی بگڑ گئی، اب دعاء مانگو، اگرچہ اس وقت کی دعاء بھی فائدہ دیتی ہے لیکن ایسا نہیں! شادی ہو جائے تب سے ہی اولاد کی نیت سے دعاء مانگنا شروع کردو، اس طرح کروگی، تو انشاءاللہ تم کو نیک اولاد عطاء فرمائے گا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين

دعا

اللّٰھم صلّ علٰی سیّدنا محمّد وعلٰی اٰل سیّدنا محمّد کما تحبّ وترضٰی عددما تحبّ وترضٰی یا کریم !

اے اللہ! تو ہم سب کو نبی کریم ﷺ سے محبت عطا فرما۔ کامل محبت عطا فرما۔ ایسا پیار حضور ﷺ سے عطا فرما کہ زندگی کا ہر کام ہم حضور ﷺ کی سنت کے مطابق کریں۔

اے اللہ! تو ہم سب کو تیری ذات پر یقین عطا فرما۔ ہر چیز تیرے ہی قبضہ میں ہے ایسا یقین عطا فرما۔ ایسا بول بولنا تو ہم سب کو نصیب فرما جس میں تیری رضا ہو۔ ایسی پاکیزہ سوچ جس سے تو خوش ہو ہمیں عطا فرما۔ اے اللہ! قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کے نورانی ہاتھوں سے حوض کوثر کا پانی پینا نصیب فرما۔ حضور ﷺ کی شفاعت کو ہمارے حق میں قبول فرما۔ اے

اللہ! جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرما۔ قبر کے عذاب سے حفاظت فرما۔ موت کی سکرات سے حفاظت فرمالے۔ اے اللہ! تو ہماری مغفرت فرمادے،

عید کا چاند نکلنے سے پہلے ہماری مغفرت فرمادے۔ اے اللہ! اپنے فضل سے بلا استحقاق بلاحساب جنت الفردوس کا اولین داخلہ عطا فرما، بلکہ اے اللہ! ہم تو تجھ سے یہ دعا کر تے ہیں کہ تیرے لاڈلے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمیں جنت کا داخلہ نصیب فرما۔ جنت میں حضور ﷺ کا پڑوس عطا فرما۔ ماں عائشہؓ، ماں فاطمہؓ کا پڑوس نصیب فرما۔ اے اللہ! ہماری اس دعا کو قبول فرما۔

وصلّی اللّٰہ علی النّبیّ الکریم و علٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین سبحٰن ربّک ربّ العزّۃ عمّا یصفون وسلٰم علی المرسلین و الحمد للّٰہ رب العالمین۔

دھیرے دھیرے تو کڑیل جواں ہو گیا تجھ پے سارا جہاں مہرباں ہو گیا
زور با زو پے تو بات کرنے لگا خود ہی سجنے لگا خود سنور نے لگا
ایک دن ایک حسینہ تجھے بھا گئی بن کے دلہن وہ پھر تیرے گھر آ گئی
غرض اپنے سے تو دور ہونے لگا بیج نفرت کا خود ہی تو بونے لگا
پھر تو ماں باپ کو بھی بھلانے لگا تیر باتوں کے پھر یو چلانے لگا
بات پے بات ان سے تو لڑنے لگا قاعدہ ایک نیا پھر تو پڑھنے لگا
یاد کر تجھ سے ماں نے کہا ایک دن اب ہمارا گزارا نہیں تیرے بن
سن کے یہ بات تو تپش میں آ گیا تیرا غصہ تیری عقل کو کھا گیا
جوش میں آ کے تو نے یہ ماں سے کہا میں تھا خاموش سب دیکھتا ہی رہ گیا
آج کہتا ہوں پیچھا میرا چھوڑ دو جو ہے رشتہ میرا تم سے وہ توڑ دو
جاؤ جا کے کہیں کام دھندا کرو لوگ مرتے ہیں تم بھی کہیں جا مرو

﴿ ۲ ﴾

اولاد کی تربیت

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

❧	’’جہنم ایسی آگ ہے کہ اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، ایسی خطرناک آگ سے تم خود بھی بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ‘‘
❧	’’اچھی فصل کے لئے چار چیزیں اہم ہیں، (۱) زمین اچھی ہو، (۲) بیج اچھا ہو، (۳) وقت پر کھاد ڈالو (۴) فصل کو نقصان دینے والی چیزوں کو صاف کرو‘‘
❧	ہماری اولاد بھی مانند فصل کے ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ہماری فصل یعنی ہماری اولاد اچھی ہو تو اسکے لئے ضروری ہے کہ زمین یعنی بیوی اچھی ہو، بیج اچھا ہو یعنی حلال رزق کا اہتمام ہو، وقت پر کھاد ڈالو یعنی تعلیم و تربیت اور اچھا ماحول میسر کیا جائے، اور نقصان دہ چیز یعنی بری صحبت سے اس کو بچاؤ۔‘‘
❧	’’اگر عورت نیک اور دیندار ہوگی، تو اس کی گود میں پیدا ہونے والے بچے اللہ کے ولی بنیں گے‘‘
❧	’’اللہ سے ڈرنے والے لڑکے سے شادی کراؤ، وہ اگر تمہاری بیٹی سے محبت کرے گا، تو اسے اکرام وعزت سے رکھے گا اور اگر پسند نہ کرتا ہو، تب بھی ظلم نہ کریگا، حق تلفی نہ کرے گا‘‘
❧	’’ایک کتا جب اس کو دوستی نیک اور اچھے لوگوں کی ملی، تو اللہ نے اس کو جنت عطا فرمائی‘‘

﴿۲﴾

اولاد کی تربیت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ حَمۡدًاکَثِیۡرًاکَمَا اَمَر وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡكَ لَہٗ فِیۡ الۡخَلۡقِ وَالۡاَمۡرِ،وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَلۡمَبۡعُوۡثُ اِلَی الۡاَسۡوَدِ وَالۡاَحۡمَرِ لِتَتۡمِیۡمِ مَکَارِمِ الۡاَخۡلَاقِ لَایُخۡلَقُ نَبِیٌّ وَّلَا رَسُوۡلٌ بَعۡدَہٗ ،لَا اُمَّۃَ بَعۡدَ اُمَّتِہٖ وَلَاشَرِیۡعَۃَ بَعۡدَ شَرِیۡعَتِہٖ وَلَا کِتَاب بَعۡدَ کِتَابِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَلَّذِیۡنَ ھُمۡ خلاصۃ الۡعَرَبِ الۡعَرۡبَاءِ وَخَیۡرُ الۡخَلَائِقِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَاءِ وَھُمۡ کَالنُّجُوۡمِ فِی السَّمَاءِ لِلۡاِھۡتِدَاءِ وَالۡاِقۡتِدَاءِ وَھُمۡ مَفَاتِیۡحُ الرَّحۡمَۃِ وَمَصَابِیۡحُ الۡغُرَرِ وَھُمۡ اَفۡضَلُ الۡخَلَائِقِ بَعۡدَ الۡاَنۡبِیَاءِ۔ اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o یٰـٓأَیُّھَا الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا قُوۡٓا أَنۡفُسَکُمۡ وَأَھۡلِیۡکُمۡ نَاراً وَّقُوۡدُھَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ عَلَیۡھَا مَلٰئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمۡ وَیَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَo

دو حکم

بزرگوں اور دینی بھائیوں! اللہ تعالی نے قرآن کی اس آیت کے ٹکڑے میں ہم لوگوں کو دو کام کے متعلق خاص طور پر حکم عطا فرمایا ہے۔ پہلا کام یہ ہے کہ ایمان والو اللہ کے

مانننے والو،تم خود کو جہنم کی آگ سے بچاؤ،اور دوسرا حکم یہ دیا کہ اپنے گھر والوں کو، اپنی بیوی کو ، اپنے بچوں کو، اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

جہنم کا ایندھن

آگے فرمایا کہ جہنم ایسی آگ ہے کہ اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

ہمارے گھروں میں پہلے چولہے جلا کرتے تھے، چولہوں میں جو آگ جلتی تھی لکڑیوں کے ذریعہ وہ آگ جلتی تھی، سگڑیوں میں کوئلے ڈالتے ہیں اور ان کوئلوں سے آگ جلاتے ہیں، اب زمانہ آگیا کہ گیس جلتا ہے اور آگ جلتی ہے، جہنم میں جو آگ بھڑکے گی اور جلے گی، وہ انسان اور پتھر سے جلے گی اور بھڑکے گی، دنیا میں آپ دیکھیں گے کہ آگ میں پتھر ڈالو، تو کبھی جلتا نہیں ہے، لکڑی جل کر راکھ بن جاتی ہے، کیروسین، پٹرول، آئل، ڈیزل جل کر ختم ہو جاتا ہے، پتھر نہیں جلتا کالا ہو جاتا ہے، جلتا نہیں ہے، جہنم کی آگ ایسی خطرناک ہے کہ اس آگ میں پتھر جلیں گے، گویا آیت کا خلاصہ یہ نکلا کہ جہنم کی آگ میں اگر کوئی ایندھن ہے جلنے والی چیز ہے تو وہ انسان کے بدن ہوں گے، جیسے چولہے میں لکڑیاں رکھو، تو آگ بھڑکتی ہے، جہنم میں انسان کے بدن رکھے جائیں گے اور اس سے جہنم کی آگ جلے گی اور بھڑکے گی، اللہ تعالی نے ہم کو حکم دیا کہ ایسی خطرناک آگ سے تم خود بھی بچو اور اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ، اب سوال یہ ہے کہ ہم کیسے جہنم کی آگ سے بچیں گے؟ اپنے گھر والوں کو کیسے جہنم کی آگ سے بچائیں گے؟ سیدھی سیدھی بات قرآن میں ہے کہ جو انسان اپنی زندگی اللہ کی مرضی کے مطابق گذارتا ہے، اللہ اس کو جنت دیں گے اور جہنم کی آگ سے بچائیں گے، اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے تمام احکام اس میں اوامر یعنی جن کاموں کا کرنا ضروری ہے اور نواہی یعنی جن کاموں سے بچنا ضروری ہے، اولاد کو سکھائیں یہ تعلیم ہوئی اور اس پر عمل کرنے والا بنایا جاوے یہ تربیت ہوئی، یہ ہے جہنم سے بچنے کا جامع

نسخہ، دوسری جگہ ارشاد فرمایا اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى،فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (سورۃ النازعات: آیت ۴۰،۴۱)

جو آدمی ڈرتا ہے خوف کرتا ہے، گھبراتا ہے اس بات سے کہ مجھے اپنے رب کے سامنے ایک دن کھڑا ہونا ہے، اس چیز کو سوچے اور پھر دل میں اللہ سے ڈرتا رہے اور اپنے آپ کو من مانی زندگی سے بچا کے رکھے، خواہشات والی، اتباع ہوا والی زندگی سے بچائے گا وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى، فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ایسے لوگوں کا ٹھکانا اللہ جنت بناوینگے۔

اولاد کے ایمان واسلام کی فکر سنت انبیاءؑ

اولاد کے ایمان کی فکر یہ وہ فکر ہے، جو انبیاءؑ کو بھی لاحق تھی، تعمیر بیت اللہ کے موقع پر اس مستجاب گھڑی میں حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالی سے جو دعاء مانگی ہے، اس میں ایک یہ ہے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (پارہ ۱/ع ۱۵/آیت ۱۲۸) حضرت یعقوبؑ نے اپنی وفات کے وقت اپنی بارہ اولاد کو جمع کر کے ارشاد فرمایا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ، قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ آبَائِكَ اِبْرَاهِمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا، وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (پارہ ۱/ع ۱۶/آیت ۱۳۳)

ترجمہ: (کیا اس وقت تم خود موجود تھے، جب یعقوب کی موت کا وقت آیا تھا، جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ ان سب نے کہا تھا کہ ہم اسی ایک خدا کی عبادت کریں گے، جو آپ کا معبود ہے اور آپ کے باپ داداؤں ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کا معبود ہے اور ہم صرف اسی کے فرماں بردار ہیں)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ کا ملفوظ

عالم اسلام کے نامور عالم دین حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ فرماتے تھے، اگر پوری دنیا کے مسلمانوں کا کوئی عظیم اجتماع ہو اور مجھ سے کہا جائے کہ اس میں دس منٹ خطاب کرنا ہے، تو میں یہ آیت پڑھ کر مسلمانوں کو سناؤں گا، اس آیت میں غور کرو اللہ کے نبی کا گھرانہ ہے، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یوسفؑ جیسے نبیوں کا گھرانہ ہے، پھر بھی فکر ہے صرف اولاد کے ایمان واسلام کی۔

ارتداد کی آندھی

آج حالات بہت تیزی سے بدل رہے ہیں، ایمان، اسلام، دین کو برباد کرنے والی چیزیں عام ہو رہی ہیں، بہت ہی منظّم طریقہ سے زندگیوں سے ایمانی غیرت، اسلامی اعمال کو ختم کرنے کا کام ہو رہا ہے، ٹی وی، ویڈیو، انٹرنیٹ، اخبارات، موبائل، پوسٹر، اشتہارات یہ تمام ذرائع گویا ذرائع ابلاغ، مواصلاتی نظام، Media چاہیے، Print media ہو یا Electronic media ہو۔

ان تمام چیزوں کے ذریعہ بالواسطہ یا بلا واسطہ، سوچ وفکر، طور وطریق، عمل کا نہج، بول چال ہر ایک میں ذہنی عملی، فکری ارتداد پھیلانے کی سعی ہو رہی ہے، تعلیم گاہیں اور تعلیمی ذرائع سے بھی ارتداد کو فروغ دینے کی کوشش ہو رہی ہے، ایسا لگتا ہے کہ فتنوں کی یلغار ہے، ان سب کا ہدف اور نشان بس توحید اور شرع محمدی ہے، اور وہ بھی نہایت شیریں اور مہذب کہلانے والے انداز سے Sweet poison میٹھا زہر ہماری آنے والی نسلوں کو پلایا جارہا ہے، اور عنوان ہے Modern life زمانہ Free life, Advance life ''آزاد زندگی''، ''ترقی'' یہ کہلانے والے حسین عنوان شیطانی دین ہے، وزین لھم الشیطان اعمالھم (پارہ۱۹ر ع۷ار آیت۲۴) برائیاں بہت ہی مزین

Decorate انداز میں پیش کی جارہی ہیں، اور ان سب کا نتیجہ اسلام اور اسلامیات سے بیزاری، دین سے نفرت ہے، شاید وہ زمانہ آرہا ہے یا آچکا ہے، جس کے لئے مشکوۃ شریف کی کتاب الفتن میں حدیث شریف آئی ہے، آدمی صبح میں ایمان والا اور شام کو کافر ہوگا، آدمی شام کو ایمان والا اور صبح میں کافر ہوگا، غرض بڑی تیزی سے اسلام، ایمان، دین سے نکل رہا ہوگا، اللہ ہی ایسے دور میں ہمارا آنے والی نسلوں کے ایمان کی حفاظت فرمائیں۔

نہایت قیمتی ملفوظ

حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے بھائیو! امت ارتداد عملی میں مبتلاء ہوچکی ہے، عقیدے کے ارتداد سے پہلے پہلے کچھ اصلاح کی فکر کرلو۔

مسلمانوں کا ایک اہم عالمی قابل فکر مسئلہ

اس وقت پر پوری دنیا کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فکر ہے، وہ فکر یہ ہے کہ ہماری اولاد، ہماری آنے والی پیڑھی، ہماری نئی نسل New Generation کیسے دین دار بن جائے اور جہنم سے بچ جائے، یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور یہ اب ایسا مسئلہ بن گیا ہے کہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے لئے فکر کا مسئلہ بن گیا ہے کہ ہماری اولاد کیسے نیک بنے، کیسے اللہ کو راضی کرنے والی بنے اور کیسے ان میں ایمان سلامت رہے اور وہ کیسے مسلمان باقی رہیں اور وہ کیسے جہنم سے بچے اور جنّتی بن جائے، یہ ایک بہت بڑا سوال ہے، جو اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کو ستارہا ہے، اللہ تعالی نے قرآن میں، حدیث پاک میں کچھ ایسی باتیں بتلائی ہیں کہ ان باتوں کو اگر ہم سمجھ لیں، اور عمل کرلیویں تو انشاء اللہ ہماری آنے والی اولاد نیک اور صالح بن جائے گی، اور وہ انشاء اللہ جنتی بن جائے گی اور اللہ کے عذاب اور جہنم سے ان کی حفاظت ہوجائے گی، اور کامل دین اسلام پر عمل کے ساتھ ان کی زندگی انشاء اللہ گزرے گی۔

قرآن میں بیان کی گئی ایک کھیتی

پہلی بات یہ سمجھو کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ایک بات بہت پیارے انداز میں سمجھائی ہے، اس کو سمجھنے سے پہلے ایک مثال سمجھو، تقریباً ہم سب کسانوں کی اولاد ہیں، کوئی بھی کسان جس کو پھل اچھا چاہیے، فصل اچھی چاہیے، پیداوار اچھی چاہیے، کھیتی اچھی چاہیے ،تو وہ کسان چار چیزوں پر خاص توجہ دیتا ہے، جو کسان ان چار چیزوں پر توجہ دے، اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں، اسباب میں طاقت ڈالنے والے ہیں، اس کسان کو اللہ بہت اچھی کھیتی اور بہت اچھی فصل عطاء فرماوینگے (۱) زمین اچھی ہونی چاہیے، اگر زمین پتھر والی ہو، زمین ریت والی ہو، زمین دریا کے کنارہ کی کھارے پن والی ہو، زمین کڑوی ہو تو اس زمین میں کبھی اچھی کھیتی ہوتی نہیں (۲) دوسری یہ چیز بہت اہم ہے وہ یہ ہے کہ جو بیج ہم زمین میں ڈالتے ہیں، وہ اچھا ہونا چاہیے، اگر بیج اچھا ڈالیں گے، کھیتی اچھی ہوگی، اندر سے سڑا ہوا بیج نہیں ہونا چاہیے، اندر سے کھوکھلا بیج نہیں ہونا چاہیے، اچھا بیج ہوگا تو کھیتی اچھی ہوگی (۳) زمین کو وقت پر پانی اور کھاد Fertilizer ملنا چاہیے (۴) جو چیز فصل کو نقصان دیتی ہے وہ چیز صاف کروانی ہوتی ہے کہ کانٹے اگ گئے ،فالتو گھانس اگ گئی، بہت سی (નીંદામણ) ہوگئی ،اس کو صاف کراؤ، ورنہ اگر یہ فالتو کانٹے ،فالتو گھانس اگ گئی، وہ تمہاری کھیتی کو بڑھنے نہیں دیتی ساتھ میں یہ بھی دھیان دینا ہے کہ کسی کا جانور تمہارے کھیت میں گھس نہ جائے، اس پیداوار کو کھا نہ جائے اس کا بھی فکر کرنا پڑتا ہے، یہ چار چیزیں اہم ہیں اچھی فصل کے لئے۔

مستقبل کے کسی کام کے لئے پہلے سے منصوبہ بندی

کسی بھی کام کو کامیاب بنانے کا ایک ضابطہ یہ ہے کہ اس کی تیاری پہلے سے مکمل کریں، کہتے ہیں کہ کامیاب قومیں ۵۰ سال قبل سے منصوبہ بناتی ہیں، اس لئے ہم کو سمجھایا،

دیکھو آدمی کو اچھی کھیتی چاہئے ،تو پہلے سے تیاری کرنی پڑتی ہے، بہت لمبا پلان کرنا پڑتا ہے، اب سمجھو حقیقت کو میں کھیتی سکھانے نہیں بیٹھا ہوں، آپ مجھ سے زیادہ ماہر Export لوگ ہیں، یہ تو ایک مثال ہے سمجھانے کے لئے۔

نیک اولاد کے لئے چار بنیادی شرطیں

یہ اولاد جو ہے، آنے والی نسل، آنے والی (પેઢી) یہ بھی ایک پاک (પાક) ہے، یہ بھی ایک فصل ہے، اگر ہم یہ چاہتے ہیں، ہماری فصل، ہمارا پھل بہت اچھا ہووے، تو اس کے لئے پہلے نمبر پر ضروری ہے کہ زمین اچھی ہو یعنی بیوی اچھی ہو یہ پہلی ضروری چیز کہ عورت یعنی بچہ کی ماں اچھی ہو۔ یہ مثال میری اپنی نہیں ہے، یہ مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دی ہے: نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (پارہ۲/آیت ۲۲۳/ع۱۲) تمہاری بیویاں، تمہاری عورتیں، تمہارے کھیت ہیں، عورت کو اللہ نے کھیت اور زمین سے تشبیہ دی، تو تمہاری بیوی اچھی ہونی چاہیے، اگر عورت اچھی نہیں ہوگی، تو پھر اس عورت سے تم کو کبھی اچھی اولاد نہیں مل سکتی۔

اچھی عورت

اب اچھی عورت کس کو کہتے ہیں، وہ بھی سوال ہے۔ کوئی سمجھتا ہے بہت خوبصورت ہو وہ عورت بہت اچھی، کوئی سمجھتا ہے کہ جو بہت پڑھی لکھی ہو بہت اچھی، کوئی سمجھتا ہے جو بہت ڈگری والی ہو وہ بہت اچھی، کوئی سمجھتا ہے کھانا پکانے میں Export ماہرہ ہو بہت اچھی، آج کل یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جس کا پاسپورٹ کالا نہ ہو وہ بہت اچھی (انڈین پاسپورٹ کالے رنگ کا ہے)، باقی لال ہو Green (ہرا) ہو، وہ بہت اچھی، یہ الگ الگ سوچ ہے (یہ ہمارے علاقہ کے ماحول کے لحاظ سے خطاب ہے چونکہ ہمارے یہاں اولاد کو بیرونِ ملک شادی کرانے کا شوق جنون سے بھی آگے بڑھ چکا ہے) اس لئے ہم کو اپنی عقل سے کام

نہیں کرنا ہے، بلکہ اچھے پن کو سمجھنے کے لئے قرآن حدیث سے معلوم کرنا ہے، حضور ﷺ سے رہنمائی حاصل کرنے کی۔

﴿شادی کے لئے لڑکی میں کیا دیکھنا چاہیے؟﴾

حدیث میں دیکھنا ہے کہ اچھی عورت کس کو کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سمجھایا کہ عورت کیسی ہونی چاہیے عن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ تنکح المرأۃ لاربع لمالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھافاظفر بذات الدین تربت یداک (مشکوۃ ج۲ص ۲۶۷)

لوگ چار چیزوں کی وجہ سے عورت سے شادی کرتے ہیں۔

﴿پہلی چیز﴾

لمالھا مال دیکھ کر کے پیسے والے گھر کی عورت ہے بہت پیسے والوں کی بیٹی ہے اس کو دیکھ کر لوگ شادی کرتے ہیں اور مال کی جو بات آپ ﷺ نے حدیث میں فرمائی، اس کی تعبیر اس زمانہ میں یہ بھی ہوسکتی ہے کہ وہ لڑکی Foriegn بیرون ملک کی رہنے والی ہو

﴿دوسری چیز﴾

لجمالھا اس کی خوبصورتی دیکھ کر لوگ شادی کرتے ہیں اور یاد رکھو، یہ خوبصورتی جو ہے کوئی ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں، یہ تو عارضی چیز ہے، آج نوجوان ہے، چہرہ پر خوبصورتی ہے، کل بوڑھی ہو جائے گی، یہ کسی کی نانی اور دادی بنے گی، چہرہ پر جھریاں (કરચલી) پڑ جائیں گی، گویا یہ حسن ختم ہونے والی چیز ہے

سہارنپور میں ایک بہت بڑے اللہ والے بزرگ تھے، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ یہ حضرت تھانویؒ کے خلیفہ تھے، حضرت قاری صدیق صاحب باندویؒ کے پیر

ہوتے تھے، حضرت ایک شعر فرمایا کرتے تھے، بڑے نصیحت کا شعر ہے نوجوانوں کے لئے

حسن صورت چندروزہ حسن سیرت لم یزل
ان سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں ان سے خوش ہوتا ہے دل

حسن صورت تو چند دن کی ہے، چند برسوں کی ہے، چند مہینے کی ہے اور اگر سیرت، کیرکٹر، اخلاق، زندگی اچھی ہوگی، تو ہمیشہ ہمیش تمہارے لئے اچھی ہوگی، اچھی صورت ہوگی، تو آنکھوں کو اچھی لگے گی، لیکن اچھے اخلاق ہوں گے، تو دل کو سکون ملے گا، دل کو اطمینان ملے گا، آج کتنے لوگ ایسے ہیں، جو رنگ دیکھ کر شادی کر ڈالتے ہیں، پھر بیچارہ اندر اندر پریشان ہوتا ہے، نہ اس عورت کو کھانا پکانا آتا ہے، نہ گھر کا کام کاج آتا ہے، نہ گھر کا کام کرنے کو تیار ہوتی ہے، نہ نماز ہے نہ شریعت پر عمل ہے، بڑے مسائل پیش آتے ہیں۔

﴿جیسی ماں ہوگی ویسی اولاد ہوگی﴾

اس لئے زمین یعنی بیوی یعنی ہماری آنے والی اولاد کی ماں اچھی اور نیک ہونی چاہیے، ایک ماں کی زندگی اولاد کے لئے نمونہ ہوتی ہے، ماں نمازی ہوتی ہے، تو بچے بھی نماز میں ماں کی نقل اتارتے ہیں، یہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ماں کو دیکھ کر مصلی بچھائیں گے، بچیاں دوپٹہ اوڑھیں گی، پھر وہ نماز میں ماں کی نقل اتاریں گی اور اگر ماں کے ہاتھ میں ہمیشہ ٹیلی وژن کا Remote control ہوگا، یا ماں کے ہاتھ میں فلم کی سی ڈیاں ہوں گی، پتہ نہیں کیسے کیسے نتائج ظاہر ہوں گے۔

﴿تیسری چیز﴾

(۳) لحسبھا اس کا خاندان اس کی فیملی دیکھ کر کے شادی کرتے ہیں، بہت اونچے گھر کی عورت ہے، بہت اونچے خاندان کی عورت ہے، یہاں میری شادی ہو جائے گی، تو میں بھی اونچا ہو جاؤں گا، اس چیز کو دیکھ کر کے لوگ شادیاں کرتے ہیں۔

﴿چوتھی چیز﴾

(۴) ولـدیـنـهـا لوگ عورت کی دینداری دیکھ کر شادی کرتے ہیں، نمازی ہے، برقعہ ہے، اچھے اخلاق والی ہے، دینداری دیکھ کر شادیاں کرتے ہیں اور حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے فاظفر بذات الدین تم دینداری دیکھ کر کے شادی کروگے، کامیاب ہو جاؤ گے۔

﴿شادی کے لئے حسن انتخاب﴾

پہلی چیز پسندیدگی میں وہ دینداری ہونی چاہیے، ہاں! وہ دینداری کے ساتھ خوبصورت بھی ہو، تو کیا ہی اچھا ہے، دینداری بھی ہو، خوبصورتی بھی ہو، اور خاندان بھی اچھا ہو، تو تین گنا اچھا۔ دینداری بھی ہے، خوبصورت بھی ہے، خاندان بھی اچھا ہے اور مالدار بھی ہے، تو چار گنا اچھائی، لیکن First priority، پہلی ترجیح اور پسندیدگی دینداری کی بنیاد پر ہونی چاہیے، اگر عورت نیک اور دیندار ہوگی، تو اس کی گود میں پیدا ہونے والے بچے اللہ کے ولی بنیں گے۔ اگر ماں ہی ایسی ہو، جو برقعہ سے نفرت کرتی ہو، نماز نہ پڑھتی ہو، قرآن نہ پڑھتی ہو، ذکر نہ کرتی ہو، دینداری نہ ہو، فیشن پرستی اس میں ہو، تو ایسی ماؤں کی گود میں کبھی اللہ کے ولی پیدا نہیں ہوا کرتے، اس لئے زمین یعنی عورت اچھی ہونی چاہئے۔

﴿شادی کرنے والے نوجوان بھائیوں اور بہنوں اور انکے والدین سے ایک خصوصی بات﴾

اس موقع پر دو حدیث شریف پیش کرنا بہت مناسب سمجھتا ہوں، مشکوۃ شریف کی شرح مرقاۃ میں ملاعلی قاریؒ نے ایک حدیث نقل فرمائی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس کا حاصل یہ ہے کہ (۱) جو آدمی عورت کی صرف عزت دیکھ کر شادی کرے گا تو اس کی ذلتی

بڑھے گی (۲) جو عورت کی صرف مالداری دیکھ کر شادی کرے گا تو فقر محتاجی بڑھے گی (۳) جو آدمی صرف حسن دیکھ کر شادی کریگا تو اللہ تعالی بے عزتی بڑھا ویگا اور عزت گھٹے گی، (۴) جو آدمی شادی کرتا ہے آنکھوں کی حفاظت، شرم گاہ کی عفت اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کی نیت سے تو اللہ تعالی دونوں میاں بیوی کو ایک دوسرے سے برکت عطاء فرماوینگے۔

دوسری حدیث: نبی کریم ﷺ نے فرمایا (۱) عورتوں سے صرف حسن کی وجہ سے شادی نہ کرو، ورنہ حسن بگاڑ اور تباہی کا ذریعہ بن جائے گا، (۲) صرف مال دیکھ کر کے شادی مت کرو، یہ مال عورتوں کو شریر نہ بنا دیوے، تمہارے قابو سے باہر نہ کر دیوے، Out of control نہ ہو جاوے، چونکہ مالدار بیوی شوہر کو نوکر، خادم سمجھتی ہے، (۳) عورت کی دین داری دیکھ کر کے شادی کرو، ایک ناک یا کان کٹی ہوئی کالی باندی جو دیندار ہو یہ افضل اور بہتر ہے۔

آگے نقل فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت حسنؓ سے مشورہ کرنے آیا، حضرت میری بیٹی ہے،، بہت سے لوگوں نے شادی کے لئے پیغام دیا، میں کس رشتہ کو قبول کروں، کس سے شادی کراؤ، حضرتؓ نے بڑی جامع بات ارشاد فرمائی، اللہ سے ڈرنے والے لڑکے سے شادی کراؤ، اگر تمہاری بیٹی (یعنی اس کے حق میں بیوی) سے محبت کرے گا، اس کے دل میں بیوی اچھی لگ رہی ہے تو اکرام عزت سے رکھے گا اور اگر پسند نہ کرتا ہو، دل میں بیوی اچھی نہ لگتی ہو تب بھی ظلم نہ کرے گا، حق تلفی نہ کرے گا، کتنا جامع قیمتی مشورہ دیا، اس لئے لڑکا یا لڑکی کی پسند دین داری کو سامنے رکھ کر کرو، خود نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس میں کامیابی کی بشارت ہے، ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اچھی فصل، عمدہ پھل حاصل کرنے کے لئے اچھی زمین ہونی چاہیے اور اچھی زمین یعنی اچھی نیک عورت ہونی چاہیے۔

«اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ، نیک اولاد کے لئے دوسری اہم چیز»

(۲) بیج اچھا ہونا چاہیے بیج وہ ہے جس کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ مِنۡ مَّـآءٍ دَافِقٍ يَّخۡرُجُ مِنۡ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ (سورۂ طارق: آیت ۶، ۷) یہ بیج ہے منی کا ناپاک قطرہ، میرے استاذ مرحوم شیخ الحدیث حضرت مولانا اکرام علی صاحب نور اللہ مرقدہ ترمذی شریف کے درس میں فرماتے تھے کہ یہ بھی اللہ کی عجیب قدرت ہے کہ ایک منی کے ناپاک قطرے سے اللہ تعالیٰ نبی کو پیدا فرمائے، ایک منی کے قطرہ سے اللہ صحابی کو پیدا فرمائے، ایک منی کے ناپاک قطرہ سے اللہ قطب وابدال کو پیدا فرمائے۔

«رات کو گرنے والے دو عجیب قطرے»

ہمارے جامعہ ڈابھیل میں فارسی کی ایک کتاب بوستاں پڑھائی جاتی ہے، اس میں ایک عجیب شعر لکھا ہوا ہے اللہ کی اس عجیب قدرت پر۔

زابر افگند قطرۂ درسوئے یم — زصلب آورد نطفۂ درشکم
ازاں قطرہ لولوئے لالا کند — وزیں صورتے سروبالا کند

(بوستان: ص ۳)

شیخ سعدی شیرازی بڑے اللہ کے ولی گذرے ہیں، وہ فرماتے ہیں اللہ کی شان دیکھو، رات کے اندھیرے میں دو قطرے اوپر سے نیچے گرتے ہیں ایک قطرہ شبنم کا، وہ گرتا ہے تو دریا میں سمندر میں ایک جانور ہوتا ہے، اس کو سیپ کہتے ہیں، وہ اس قطرہ کو منہ میں لے لیتا ہے، پھر اس شبنم کے قطرہ کو جب باہر نکالتا ہے، تو بہترین خوبصورت موتی بن کے نکلتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے۔ دوسرا قطرہ باپ کی پیٹھ میں ہے، وہ منی کا ناپاک قطرہ مرد کی پیٹھ سے عورت کے پیٹ میں گیا، رحم دانی میں گیا، اللہ اس کے ذریعہ خوبصورت بچہ پیدا فرماتے ہیں، اللہ کی کیسی عجیب قدرت ہے۔

یہ منی کا ناپاک قطرہ بیج ہے اور یہ منی کھانے سے بنتی ہے، اللہ تعالیٰ کھانے سے منی بناتے ہیں، اب یہ کھانا اگر حلال اور پاکیزہ ہوگا، تو اس سے جو بیج تیار ہوگا، وہ بھی اچھا تیار ہوگا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بہت صاف لفظوں میں حکم دیا: **يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوۡا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعۡمَلُوۡا صٰلِحًا** ۞ (پارہ۱۸/سورۂ المومنون/آیت ۵۱) اللہ فرماتے ہیں، اے میرے پیغمبروں! پاکیزہ کھانا کھاؤ، حلال کھانا کھاؤ اور نیک کام کرو۔

یاد رکھو! اگر حرام کا لقمہ پیٹ میں جائے گا، تو اس سے جو بیج تیار ہوگا اور اس بیج سے جو اولاد ہوگی، وہ نافرمان ہوگی، آج جو اولاد نافرمان ہو رہی ہے اس کی ایک وجہ قرآن کی روشنی میں یہ بھی ہے کہ ماں باپ کھانے پینے میں احتیاط نہیں کرتے، حرام کا کھانا، مشتبہ کھانا، Doubtful کھانا کھاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں جو بیج تیار ہوتا ہے، اس کا اثر اولاد پر ہوتا ہے۔

«حرام کھانا اس کا اثر اولاد پر، ایک واقعہ»

اس پر میں آپ کو ایک واقعہ سناؤں، ایک مرد و عورت کی شادی ہوئی، دونوں نے عہد کرلیا کہ حلال کھانا کھائیں گے، حرام نہیں کھائیں گے، تاکہ ہماری اولاد نیک بنیں، دونوں نے بہت محنت کی، بہت احتیاط سے بچ بچ کے رہتے تھے، حلال کھانے کا بہت اہتمام رہا کہ حرام لقمہ پیٹ میں نہیں جانا چاہیے، اس کا خاص اہتمام کرتے تھے، اللہ نے ان کو ایک بیٹا عطا فرمایا، وہ بیٹا بڑا ہونے کے بعد ایک دن چوری میں پکڑا گیا اور چوری کی سزا میں اس بیٹے کا ہاتھ کاٹا گیا، اس کے باپ کو پتہ چلا کہ میرے بیٹے نے چوری کی، اور چوری میں پکڑا گیا، اس کو بہت غصہ آیا، اس نے بیٹے کو کچھ نہیں کہا اور ہاتھ میں ہتھیار لے کر کے اپنی بیوی کی طرف بیوی کو مارنے کے لئے گیا، بیوی کہتی ہے مجھے کیوں مارتے ہو؟ اس نے کہا دیکھ تیرا بیٹا چور بنا، کوئی نہ کوئی تیری غلطی ہوئی ہے، یاد کر کوئی تو بھول ہوئی ہوگی، بیوی نے بہت سوچا تو ایک بات یاد

آئی، ذرا دھیان سے سنو! بڑی سمجھنے کی چیز ہے۔

اس عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ جب یہ بیٹا میرے پیٹ میں تھا، میں ایک دن گھر کے باڑے میں نکلی ہوئی تھی، ہمارے جو پڑوسی ہیں ان کے باڑے میں ایک بیری کا درخت ہے، وہ اتنا بڑا ہے کہ اس کی کچھ ٹہنیاں ہمارے باڑے میں بھی آتی ہیں، بیر کا موسم تھا اور لال لال بیر اس پر لگے ہوئے میں نے دیکھے، تو میں نے اس میں سے تین چار بیر توڑ کر کھا لئے، اس کے شوہر نے جواب دیا پڑوسی کا بیر کا درخت، اس کی اجازت نہیں لی اور تو نے اس کو کھا لیا، اس Reaction غلط اثر یہ ہوا کہ ہمارا بیٹا چور بنا، اندازہ لگاؤ کہ ایک ماں اگر چوری کے دو چار بیر کھالے، تو اس کا اثر اس کی اولاد پر ہوا اور وہ بیٹا چور بنے، کیا خیال ہے کہ حرام کا کھانا کھاؤ گے، تو غلط بیج نہیں بنے گا اور اولاد غلط راستہ نہیں پر جائے گی؟

﴿ حرام کھانے کی نحوست ﴾

میری بہنو! حلال اور پاک صاف کھانے کا اہتمام کیجئے، حرام، چوری، جھوٹ اور دھوکہ سے کما کر نہ کھائیں، حرام کا لقمہ پیٹ میں جانے سے اپنے آپ کو بچائیے، (دواؤں پر تاریخ لکھی ہوتی ہے کہ یہ کب تک قابل استعمال ہے) expirydate دوا پیٹ میں جاتی ہے reaction غلط اثر ہوتا ہے، طبیعت خراب ہوتی ہے، اللہ کی قسم حرام اور ناپاک کھانا کھانے سے بھی reaction ہوتا ہے اور بدن سے گناہ ظاہر ہوتے ہیں، اولاد بگڑتی ہیں اور نافرمان بن جاتی ہیں، اللہ کا حکم ہے " یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صٰلِحًا " (پارہ ۱۸/سورۃ المومنون/آیت ۵۱) (ترجمہ: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزوں میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور نیک عمل کرو)، آج کتنے readymade تیار کھانے یا کھانے کی چیزیں ہم لے آتے ہیں، اسی طرح چاکلیٹ، drinks مشروبات وغیرہ آتے ہیں اس میں حرام اور ناپاک چیزوں کی ملاوٹ ہوتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ

اس سے پرہیز کیا جائے، ماہرین سے تحقیق کر لی جائے کہ اس میں کوئی حرام چیز تو نہیں ہے، اس کی تحقیق ہو جائے پھر اس کو استعمال کیا جائے، ورنہ ایسی حرام اور ناپاک چیز پیٹ میں جائے گی تو Reaction (برا اثر) اولاد کو بھی ضرور ہوگا۔

﴿ حرام اور حلال ﴾

آج کل یہ بات چل پڑی ہے کہ تیار کھانا استعمال کیا جائے کیک، کیڈبری، چوکلیٹ، مختلف گوشت وغیرہ بازاروں میں ملتے ہیں، دکانوں پر "حلال" کا بورڈ لگا ہوا ہوتا ہے، جس میں ان چیزوں کو Pack محفوظ کیا جاتا ہے، ان بکس یا تھیلی پر "حلال" لکھا ہوتا ہے، ہم اس لکھے ہوئے پر اعتماد کر لیتے ہیں، یہ ہرگز کافی نہیں، صرف حلال کا بورڈ لگا دینا اور حلال چھپوا دینا بہت آسان ہے، اس کی پوری تحقیق ہونی چاہیے، پھر اس کو استعمال کریں، **ساتھ ہی حلال چیزوں کو، حلال گوشت کو حلال آمدنی کے پیسوں سے خریدنا چاہیے، آمدنی بھی حلال اس سے خریدی ہوئی چیزیں بھی حلال اور پاکیزہ** ہو یہ نہایت اہم اور ضروری ہے۔

﴿ عبرت خیز واقعہ ﴾

اس پر ایک قصہ سنا دوں ایک بہت بڑے اللہ کے ولی کا واقعہ ہے، ایک اللہ والے گزرے ہیں، جن کا نام "سید ابو صالح ہے" یہ بہت نیک اور بڑے عبادت گزار تھے، ایک مرتبہ ندی کے کنارے جا کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گئے، تین دن گزر گئے، کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی، بہت بھوکے تھے، اتنے میں ندی میں نظر پڑی کہ پانی میں ایک سیب (apple) جا رہا ہے، انہوں نے اس کو اٹھا کر کھا لیا کیوں کہ تین دن کے بھوکے تھے، لیکن کھا کر دل میں احساس ہوا کہ پتہ نہیں یہ سیب کس کا ہوگا؟ کون اس کا مالک ہوگا؟ میں نے اس کو پوچھے بغیر کھا لیا ہے اب کیا کروں؟ بے چین ہو کر تلاش کرنے کے لیے ندی کا پانی

جس طرف سے آرہا تھا اس کی ایک side چلنے لگے، دورتک چلنے کے بعد دیکھا کہ ندی کے بالکل کنارے پر ایک سیب کا باغ ہے، وہ سمجھ گئے کہ اس میں سے یہ سیب پانی میں گرا ہوگا بہت سارے (appletree) سیب کے درخت ندی کے کنارے پر تھے اور اس کی شاخیں پانی کی طرف جھک رہی تھی، اس لیے ان کو یقین ہوگیا کہ اسی میں سے سیب گرکر پانی میں بہہ کر آیا ہے، لوگوں سے پوچھا کہ یہ باغ کس کا ہے، لوگوں نے بتایا کہ یہ ''حضرت سید عبداللہ فرمعیؒ'' کا ہے، وہ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہنچے اوران سے ملاقات کی اور کہا: حضرت! میں ایک مرتبہ ندی کے کنارے پر بیٹھ کر اللہ کی عبادت کررہا تھا اور تین دن سے بھوکا تھا، ندی کے پانی میں سیب آیا تھا اس کو میں نے آپ کی permission (اجازت) کے بغیر کھالیا تھا آپ مجھے معاف فرمادیں، جب انہوں نے معافی مانگی تو سید عبداللہ سمجھ گئے کہ یہ نوجوان بڑا نیک آدمی لگ رہا ہے،

﴿معافی کی دوشرطیں﴾

لہذا انہوں نے دوشرطیں لگائی کہ میرے دس سال باغ میں رہ کر باغ کی چوکی (دربانی) اورخدمت کرنی ہوگی اوراسی باغ میں رہ کر اللہ کی عبادت کرنی ہوگی، دوسری شرط جب دس سال پورے ہوجائیں گے تب بتاؤں گا، دس سال صرف ایک سیب کھانے کی وجہ سے سید عبداللہ نے باغ میں گزار دیے اور یہ سید عبداللہ بھی بڑے صاحب نسبت اور بزرگ تھے، دس برس کے زمانے میں روحانیت کے سارے مراحل اس نوجوان کو طے کروادیے، جب دس سال پورے ہوگئے تو کہا کہ اور دوسال خدمت کرو، اس ایک سیب کے خاطر بارہ سال کام کروایا، ساتھ میں بارہ سال عبادت کروائی، مجاہدے کروائے، جب بارہ سال پورے ہوئے پھر دوسری شرط بتلائی، کہا اے ابوصالح! اب دوسری شرط پوری کرنی ہے، کہ میری ایک بیٹی ہے جو دونوں آنکھوں سے اندھی، دونوں کان سے بہری، دونوں ہاتھ

سے لولی اور دونوں پیر سے لنگڑی ہے اس کے ساتھ آپ کو نکاح کرنا پڑے گا تب میں معاف کرونگا، اللہ اکبر! وہ کیسے اللہ کے ولی ہونگے، کہ بارہ سال صرف ایک سیب کے لیے خدمت کی، اب دوسری شرط اتنی بھاری تھی کہ لولی، لنگڑی کے ساتھ شادی کی شرط آ گئی اس کو بھی انہوں نے قبول کرلیا اور جب نکاح ہوگیا، اللہ اکبر!

کیسے اس زمانہ کے مرد اور عورتیں تھیں، ماں باپ نے ایک مرتبہ کہہ دیا مان لیا، یہ بھی نہیں کہ ہم ایک دوسرے کو ایک بار دیکھ لیں، پھر معاملہ طے ہوگا ایسے ہی ان دونوں کا نکاح ہوگیا۔

میری بہنو! اُس زمانے کے لڑکے اور لڑکیاں ایسی ہوتی تھیں، کہ ماں باپ نے ایک مرتبہ کہہ دیا مان لیتے تھے اور فوراً عمل کرلیا کرتے تھے۔

جب پہلی رات کو ان دونوں کی ملاقات ہوئی اور ''سید ابوصالح'' کمرے میں گئے، تو دیکھا کہ ایک نہایت خوب صورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، دونوں پیر، ہاتھ، کان، آنکھیں سب سلامت ہیں، کوئی عیب نہیں ہے، تو ان کو دل میں خیال ہوا کہ میں کسی دوسری جگہ چلا آیا ہوں، میری بیوی تو لولی لنگڑی ہے، مجھ سے غلطی ہوگئی!!!

﴿لولی لنگڑی کا مطلب﴾

فوراً کمرے سے باہر نکل گئے اور اپنے خسر ''سید عبداللہ'' سے ملاقات کی، تو ان کے خسر نے ان کو کہا کہ کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے، وہ میری وہی لڑکی ہے جس کا نکاح میں نے آپ کے ساتھ کیا ہے، بات دراصل یہ ہے، کہ میں نے آپ کو جو کہا تھا کہ میری لڑکی لنگڑی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ میری لڑکی نے آج تک گھر سے باہر قدم نہیں نکالا، گھر کی چہار دیواری میں رہ کر اس نے زندگی گزاری ہے، اس لیے میں نے اس کو لنگڑی کہا تھا اور میں نے اس کو لولی اس لیے کہا تھا، کہ کوئی کام اس نے شریعت کے قانون اور اللہ کی مرضی کے

خلاف نہیں کیا اور میں نے اس کو اندھی اس لیے کہا تھا، کہ میری بیٹی نے آج تک کسی پرائے مرد کی طرف نہیں دیکھا اور میں نے اس لیے میری بیٹی کو بہری کہا تھا، کہ آج تک اس نے اپنے کانوں سے کوئی غلط بات نہیں سنی، کوئی فلمی گانا، میوزک وغیرہ نہیں سنا اور نہ کسی پرائے مرد کی بات سنی ہے، اللہ اکبر! جب ایسی نیک صالحہ بیوی ہو اور ایسا نیک ''سید ابو صالح'' جیسا شوہر ہو، جس نے ایک سیب کے لیے بارہ سال خدمت میں گزار دئے، جب ایسا نیک صالح باپ اور ایسی ماں ہو، تو ان کی اولاد سے ان کی گود میں جولڑکا پیدا ہوا وہ ''حضرت خواجہ عبد القادر جیلانیؒ ہے، جن کو پوری دنیا اللہ کا ولی جانتی ہے، ان کو بغداد والے بڑے پیرؒ کہتے ہیں، اتنے بڑے پیر ایسے نیک والدین کی گود سے پیدا ہوتے ہیں، میری بہنو! اپنی زندگی کو پاکیزہ بناؤ، اللہ تمہاری گود سے بھی ولیوں کو پیدا کرے گا۔

﴿صالح اولاد کے لئے تیسری چیز﴾

تیسری چیز ہے کہ فصل کو کھاد اور پانی اچھا ملنا چاہئے، یہاں کھاد اور پانی یعنی اولاد کی تعلیم اور تربیت اور ماحول اچھا ہونا چاہیے، یہ تینوں چیزیں اسلامی ہوں گی، تو اولاد کامل مکمل مسلمان ہوگی، اب آپ اندازہ لگاؤ کہ بارش کا موسم ہوتا ہے، تو ہمارے گھر کے کچن میں ڈبہ میں نمک ہوتا ہے، وہ بھی پگھلنے لگتا ہے، حالانکہ اس کو بارش کا پانی نہیں لگ رہا ہے، پھر بھی نمک پگھلتا ہے، نمناک ہو جاتا ہے، یہ کیا چیز ہے؟ یہ آب و ہوا کا اثر ہے،

میرے بھائیو! جب بارش کے موسم میں گھر میں ڈبہ میں نمک میں بارش کا اثر ہوتا ہے، تو گھر کے باہر محلّہ میں، گاؤں میں، اگر غلط ماحول ہوگا، تو اس کا اثر اولاد پر ضرور آئے گا، اسلئے غلط ماحول سے اولاد کو بچاؤ۔

اور کھاد پانی یعنی اسلامی تعلیم، اسلامی تربیت یہ بہت ضروری ہے، اس کے لئے اجتماعی فکر کرنا پڑتا ہے کہ ماحول اولاد کو اچھا ملے، یہ لازمی چیز ہے۔

﴿اچھے ماحول کا اچھا اثر اور ایک بچے کا عجیب واقعہ﴾

اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا ایک عجیب قصہ سناؤں، میرے پیر و مرشد حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تھے، آپ میں بہت سوں نے حضرت کو دیکھا ہوگا، جب حیات تھے، تو دیوبند کی چھتہ مسجد کے متصل حضرت نانوتویؒ والے حجرہ میں حضرت کا قیام تھا، اور کمرہ کے اوپر ہمارے مخدوم اور اس وقت میرے حضرت کے جانشین حضرت مولانا ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ رہتے تھے، حضرت مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ نے حضرتؒ کی مثالی خدمت کی ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

روزانہ فجر کی نماز کے بعد حضرت کے کمرہ میں آدھا پونا گھنٹہ ذکر جہری کی مجلس ہوتی تھی، اس مجلس میں دار العلوم دیوبند کے اساتذہ، طلبہ، شہر کے مریدین شریک ہوتے تھے، اللہ اللہ، لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگتی تھیں، حضرت مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کی چھوٹی صاحب زادی وحیدہ شاید ڈیڑھ دو سال کی عمر ہوگی، وہ بھی صبح میں حضرت کے پاس آجاتی، جب سب ذکر کرتے رہتے، تو وہ چھوٹی بچی کبھی حضرت کے گود میں کھیلتی اور کبھی کسی اور کے گود میں، اب اس بچی کو روزانہ صبح میں اللہ اللہ کے ذکر کا ماحول ملتا تھا، اس کا اثر یہ ہوا کہ مولانا کی وہ چھوٹی لڑکی جب روتی تھی، تو رونا ہی اس کا اللہ اللہ ہوتا تھا، اور یہ بات بہت مشہور ہوگئی، اب باہر سے جو بھی مہمان آتا، تو خدام سے بچی کے رونے میں اللہ اللہ کی آواز سننے کا شوق ظاہر کرتا، ہم اس بچی کو ایک چمٹا دے کر رلاتے تھے، وہ روتی اور اللہ اللہ کی معصوم پر کیف آواز سننے کو ملتی، بیچاری بچی کو مہمان آتے تو ایک دو چمٹے کھانے پڑتے، یہ کیا چیز ہے، جو ماحول اس کو ملا اللہ اللہ، لا الہ الا اللہ کا، تو ایک بچی کا رونا بھی اللہ اللہ ہوگیا۔

﴿میوزک، گانے کی مختلف صورتیں﴾

اور اگر گھروں میں فلم کے گانے چل رہے ہوں، میوزک چل رہی ہو، تو اولاد کے

اوپر وہی اثر ہوگا اور اب تو اللہ کی پناہ، موبائل کی گھنٹیوں میں بھی فلم کے گانے آگئے، گھروں میں لگنے والی دیواری گھڑیوں میں بھی گانے کی آواز، گاڑیوں کو Reverse لو تو اس کا Reverse tone بھی گانا، گھر کے دروازہ میں بھی گھنٹیاں میوزک والی ہوگئیں، کتنا میوزک عام ہوگیا، اب اگر ایسا ماحول اولاد کو ملے گا، تو ان کے معصوم ذہنوں پر کیسا غلط اثر ہوگا؟ خلاصہ یہ ہے کہ ماحول اچھا ہونا چاہیے، انشاء اللہ اس کی برکت سے اولاد نیک ہوگی۔

﴿اسلامی تعلیم﴾

پھر تعلیم اچھی ہونی چاہیے، تعلیم اچھی کس کو کہتے ہیں، جو تعلیم انسان کو اللہ کے ساتھ جوڑ دیوے وہ تعلیم ہے، باقی انسان اپنی تعلیم اور Education کے ذریعہ اپنے خدا کو بھول جاوے، اپنے اللہ کے حکم کو توڑنے لگے، وہ تعلیم نہیں ہے، زہر ہے، پہلے ہمارے یہاں بہت اچھا ماحول تھا، کہ فجر کی نماز پڑھو اور بچوں کو مکتب اور مدرسہ میں بھیجو، صبح صبح کا وقت Mine fresh ذہن بھی تازہ، اس وقت قرآن بچوں کے ذہن میں جارہا ہے، تو اس بچہ کا ذہن کتنا ایمانی اسلامی نورانی بنے گا، جب اس بچہ کے ذہن میں صبح صبح تین گھنٹہ یا ڈھائی گھنٹہ قرآن کی نورانیت پہنچے گی، کتنا پیارا نورانی ذہن والا وہ بچہ بنے گا۔

﴿پہلے ہمارے علاقہ کا ماحول﴾

پہلے ہمارے گھروں میں عام معمول تھا، صبح میں بڑے بوڑھے اور عورتیں قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتے تھے، کوئی گھر کے باہر ہے، کوئی آگے والے کمرہ میں ہے، کوئی جہراً، کوئی آہستہ آواز سے یہ عام ماحول تھا، اس کو دیکھ کر اور سن کر بچوں میں بھی ایک اچھا پاکیزہ نورانی جذبہ پیدا ہوتا تھا، اب وہ ختم ہورہا ہے۔

﴿اطباء کا قول﴾

اطباء حضرات قیمتی معجون اور صفوف نہار منہ کھانے کے لئے تجویز فرماتے ہیں، ان کا تجربہ یہ ہے کہ جیسی عمدہ اور مقوی غذاء بھوکے پیٹ میں جاوے، تو اس کے اچھے اثرات پورے بدن پر نہایت مفید ثابت ہوتے ہیں، انگریزوں کے یہاں بھی مثل مشہور ہے "ناشتہ بادشاہوں اور شہزادوں جیسا ہونا چاہیے" جب ظاہری جسمانی غذاء کا یہ حال ہے تو پھر روحانی عالم میں بھی صبح صبح اگر قرآن کی تلاوت اللہ کا ذکر، دینی تعلیم جیسی مفید مقوی چیزیں دماغ، دل، کان، زبان کو ملے، تو اس کے پاکیزہ اثرات انشاء اللہ پورے دن اور پوری زندگی کے لئے ہونگے، پھر ایسی اچھی نورانی تعلیم صبح صبح حاصل کر کے جانے والا بچہ انشاء اللہ اسکول، ہائی اسکول، کالج کے زہریلے ماحول اور اثرات سے محفوظ رہے گا، خود قرآن سے بھی اس کا اشارہ ملتا ہے **ان قرآن الفجر کان مشھودا** (ترجمہ: یادرکھو کہ فجر کی تلاوت میں مجمع حاضر ہوتا ہے) اس لئے صبح صبح اسکول، ٹیوشن وغیرہ کے بجائے دن کے شروع میں مدرسہ، مکتب بھیجنے کی کوشش کرے۔

﴿صحیح تعلیم﴾

میرے مشفق محترم مفکر ملت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہ العالی فرمایا کرتے ہیں: صحیح تعلیم وہ ہے جو انسان کو انسان بناوے، ورنہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد لوگوں کے جیب کاٹنے لگے، لوگوں سے مال بٹورنے لگے وہ تعلیم کیسی؟

﴿اسلامی تعلیم کا خلاصہ﴾

ہماری اسلامی تعلیم کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ ایک انسان کو مسلمان بن کر زندگی گزارنی ہے، تو اپنی تمام ضروریات کے متعلق اس کو ضروری بنیادی دینی معلومات حاصل ہو،

عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاق ان تمام کے متعلق ضروری معلومات حاصل ہو جاوے، یہ اسلامی تعلیم ہے، اوران ضروری دینی معلومات کے مطابق زندگی گزارنا یہ اسلامی تربیت ہے، دین کی روشنی میں صحیح اور غلط کی پہچان ہو جاوے، ایسی تعلیم ہمارے بچوں کو ملنی چاہیے اس کا بہترین ذریعہ مکتب ہے، اس لئے مکتب کی تعلیم اچھی اور مکمل ہونی چاہیے، بچوں کو قرآن سکھاؤ، مسنون دعائیں یاد کراؤ اور موقع موقع کی دعائیں پڑھنے کی تاکید کرو، ضروری دینی مسائل سکھاؤ، صحیح عقیدے بتاؤ۔

﴿اسلامی دینی تعلیم کی برکت﴾

اس پر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کبیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گذرے دیکھا، کہ قبر میں مردہ کو عذاب ہو رہا ہے، فرشتے اس کو مار رہے ہیں، قبر میں آگ جل رہی ہے، کچھ دنوں کے بعد پھر جب اس قبر کے پاس سے گذرے تو دیکھا کہ اس قبر میں جنت کی نعمتیں ہیں، جنت کے پھول ہیں، جنت کی بہاریں ہیں، ان کو سمجھ میں نہیں آیا، کہ ابھی تھوڑے دن پہلے اس مردہ کو عذاب ہو رہا تھا، اب جنت کے مزے ہیں، پوچھا کہ یہ کیا بات ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے نبی تھے ان کو یہ معجزہ ملا تھا **واحی الموتی باذن اللہ** (پارہ۳ر آیت ۴۹ر ع۱۳) مردہ کو بھی زندہ کر کے بات کرتے تھے، تو اس مردہ نے جواب دیا کہ جب میرا انتقال ہوا، تب مجھے میرے گناہوں کی وجہ سے عذاب شروع ہوا، وہ منظر آپ نے اس سے پہلے دیکھا تھا، لیکن میرے انتقال کے وقت میری بیوی حاملہ تھی، بعد میں میری بیوی کو بچہ ہوا، جب وہ بچہ بڑا ہوا، تو میری بیوی نے اس کو ایک عالم کے پاس پڑھنے کے لئے بھیجا، اس عالم نے پہلے ہی دن بچہ کو کہا کہ بیٹا پڑھو **بسم اللہ الرحمن الرحیم** جس دن میرے بچہ نے بسم اللہ پڑھی، اللہ تعالیٰ نے اسی دن میری قبر سے عذاب کو

ہٹا دیا اور اللہ نے فرمایا تیرا بیٹا زمین پر بیٹھ کر مجھے ''رحمٰن ورحیم'' کہتا ہے، تو یہ بات میری شانِ رحمت کے خلاف ہے کہ میں ایسے بچے کے باپ کو قبر میں عذاب دوں؟ اور اسی پر اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی، تو کیا خیال ہے کہ جب بسم اللہ سیکھ لے، اللہ اس کے باپ سے عذاب ہٹا دیوے، تو جس کا بچہ حافظ بن گیا، عالم بن گیا، تو اللہ اس باپ کو کتنا نوازیں گے۔

﴿اسلامی تربیت﴾

اور تربیت بھی ہمارے بچوں کی اچھی ہونی چاہیے اور تربیت اچھی ہوتی ہے بچہ کے ماں باپ کے پاس، اس لئے کہ بچہ استاذ کے پاس کم وقت کے لئے ہوتا ہے اور والدین کے سامنے زیادہ ہوتا ہے، ماں بچہ کو فجر کی اذان کے وقت کہے، بیٹا! نماز کا وقت ہو گیا اٹھو، اب اٹھائے تو ماں کہا کرے، بیٹا اٹھنے کے ساتھ سو کر اٹھنے کی دعاء پڑھو، یہ تربیت ہے، پھر بچہ استنجاء کے لئے جائے گا، تو ماں کہے، بیٹا! جب استنجاء میں جاؤ، تو بایاں پیر پہلے بیت الخلاء میں رکھو، اندر داخل ہونے سے پہلے دعاء پڑھو، پھر باہر نکلو تو دایاں پیر باہر نکالو اور دعاء پڑھو یہ تربیت ماں کرے گی، بچہ جو دیکھے گا، وہ سیکھے گا، جو سنے گا، وہ سیکھے گا، اب گھروں میں کیا ہوتا ہے، صبح سے رات تک ٹیلیوژن چل رہا ہے، بچہ اس کو دیکھ رہا ہے اور وہ ساری گندی چیزیں اس بچے میں آرہی ہیں، گھر میں گانے بج رہے ہیں، ماں کام کرتے کرتے گانے گا رہی ہے، غیبت کر رہی ہے، لوگوں کے ساتھ لڑائی کر رہی ہے، بچوں کے کان میں یہ سب باتیں پڑتی ہیں، بچہ وہی سیکھتا ہے، اسلئے اسلامی تعلیم اور دینی ماحول کی تربیت یہ بہت ضروری ہے، خلاصہ یہ ہے کہ کھاد اور پانی یعنی تعلیم اور تربیت اچھی ہونی چاہیے۔

﴿سچ بولنے کی برکت ایک واقعہ، ماں کی مثالی تربیت دوسروں کے لئے ذریعۂ ہدایت﴾

حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کے حالات میں لکھا ہے، جب پڑھنے کی عمر کو پہنچے تو بغداد کے ایک مدرسہ میں جانے کے لیے روانہ ہوئے، اس وقت ان کی ماں نے اپنے بیٹے کو

کپڑے میں پیسے سی کر دیے تھے اور ان کی ماں نے نصیحت کی کہ بیٹا زندگی میں کبھی جھوٹ مت بولنا، جب وہ قافلہ کے ساتھ جا رہے تھے، تو راستہ میں اس پورے قافلہ والوں کو چوروں نے لوٹنا شروع کیا، جب اس بچے کا نمبر آیا، تو اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ بچے کو تو اس کی ماں نے نصیحت کی تھی کہ کبھی جھوٹ مت بولنا اس نے اپنی ماں کی نصیحت پر عمل کیا اور کہا، کہ میرے پاس پیسے ہے، میری ماں نے اس کپڑے میں مجھے سی کر دیے ہیں، اور وہ چھپائے ہوئے ہیں تو وہ چوروں کا سردار کہنے لگا کہ یہ پیسے ایسی جگہ چھپائے ہیں کہ تو اگر ہم کو نہ بتاتا، تو ہمیں پتہ نہ چلتا، تو نے ہم کو کیوں بتایا؟ تو شیخ عبد القادرؒ جو ابھی چھوٹے بچے تھے، جواب دیا کہ میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا! کچھ بھی ہو جائے کبھی جھوٹ مت بولنا ہمیشہ سچ بولنا، میں نے میری ماں کی نصیحت پر عمل کیا ہے، جب اس بچہ کی زبان سے یہ بات سنی، تو ڈاکوؤں کے سردار کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا اور اس نے اپنے سب ساتھیوں کو جمع کر کے کہا، کہ اس معصوم بچے کو دیکھو، اس نے اپنی ماں کی نصیحت پر عمل کیا اور سچ بات بتا دی اور ہم ہیں کہ ہم نے کلمہ پڑھا ہے، اللہ پر ہم ایمان لائے ہیں، لیکن ہم چوری کرتے ہیں اس لیے آج سے ہم سب توبہ کرتے ہیں، آخر ان سب چوروں نے توبہ کی اور اپنی زندگی کو Change کیا، بدل دیا اور ایک اللہ کے بندے بن کر زندگی گزاری،

میری بہنو! اگر تم اپنی اولاد کو سچائی سکھاؤ گی، تو تمہاری اولاد بھی دوسروں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنے گی، ہم تو بات بات پر جھوٹ بولتے ہیں، اللہ ہم کو جھوٹ سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

﴿''اچھی اولاد کے لئے چوتھی اہم چیز'' بری دوستی سے بچانا﴾

چوتھی چیز! اچھے پھل اور اچھی کھیتی کے لئے جو بہت ضروی اور اہم ہے، وہ اپنی فصل کو گھانس اور کانٹوں سے بچانا ہے اور کھیت میں کسی کا جانور فصل کو کھا نہ لے اس کا خیال رکھنا

ہے، یعنی بچوں کو غلط دوستی سے بچانا، اسلیے کہ غلط دوست یہ کانٹے سے بھی زیادہ خطرناک ہے، حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **الرجال علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل** (ابوداؤد/کتاب الادب/ص۶۶۴) انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اچھے دوست ہوں گے، اچھا Friend circle ملے گا، تو اچھی بات سیکھنے کو ملے گی، غلط دوست ملیں گے، آدمی غلط چیز سیکھے گا، یہ غلط دوست برے دوست، یہ کھیت میں اگنے والے کانٹے ہیں، مضر گھانس ہیں، جو ہماری اولاد کو برباد کر دیتی ہیں، ماں باپ نے گھر میں سنبھالا، لیکن بچہ باہر چلا گیا اور برے دوستوں کی محفل میں بگڑ گیا۔

اسلئے خاص نگرانی رکھو بچوں پر، پوچھتے رہو! کہاں جا رہا ہے، کہیں انٹرنیٹ پر نہ جا رہا ہو، انٹرنیٹ پر بیٹھ کر چیٹنگ نہ کر رہا ہو، کسی لڑکی سے Afair کر رہا ہو، ناجائز تعلق کر رہا ہے، اس کو Text massage پیغامات لکھ رہا ہے, اس کی غلط دوستی میں پڑا ہوا ہے ، اگر برے دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے لگا، تو اس کے اخلاق اور زندگی پر بہت برا اثر ہوگا، اس لئے ان ہلاک کرنے والی دوستی اور چیزوں سے اولاد کو بچانا نہایت اہم اور ضروری ہے۔

﴿گھر میں رہتے ہوئے باہر کا برا ماحول﴾

اب تو حال یہ ہو گیا ہے کہ بچوں کو آپ گھر میں رکھو، پھر بھی پوری دنیا میں پھیلا ہوا برا ماحول اس کو گھر بیٹھے مل سکتا ہے، یہ موبائل انٹرنیٹ، ٹی وی ایسے ذرائع ہیں، جس کی نحوست سے دنیا بھر کی غلط چیزیں گھر بیٹھے بچوں کو مل رہی ہیں، ماں باپ سمجھتے ہیں ہم اپنے کمرہ میں (Bed room) میں چلے گئے، بچے اپنے کمرہ میں چلے گئے بس ہو گیا، دینی بہنوں! اتنا کافی نہیں بلکہ بچے اپنے کمرہ میں کیا کر رہے ہیں، اس پر سخت نگرانی رکھو، گھروں میں جن ذرائع سے گندگی اور برائیاں آتی ہیں، اپنی محنت کے کمائے ہوئے پیسے خرچ کر کے ان کو خرید کر مت لاؤ، پیسے ضائع، دین برباد، اولاد برباد کتنے کتنے نقصانات خسر الدنیا والآخرة۔

﴿حضرت شیخ کے بچپن کے حالات﴾

حضرت شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچپن کے حالات اپنی آپ بیتی میں لکھے ہیں، کہ میرے ابا جان حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی ایک لڑکے کے ساتھ مجھے دو تین چار مرتبہ نماز میں ایک ساتھ کھڑا دیکھتے، تو فوراً سوال فرماتے کہ اس سے دوستی ہوگئی؟ تعلق ہوگیا؟ دیکھئے نماز کے لئے مسجد میں دو تین مرتبہ کسی کہ ساتھ دیکھ کر فوری باز پرس ہوتی، کتنا فکر ہوگا، ان کو اولاد کا، تب جا کر شیخ زکریا جیسے تیار ہوتے ہیں۔

﴿دوستی کیسے لوگوں کے ساتھ کرنی چاہئے؟﴾

اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا **یایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصٰدقین** (پارہ ۱۱/آیت ۱۱۹/ع ۴) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو، سچے لوگوں اور اچھے لوگوں سے دوستی کرو، سورۂ کہف میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا، **واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ** (پارہ پندرہ آیت ۲۸ رکوع ۱۶) جو لوگ صبح شام اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اللہ کو یاد کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے ساتھ رہو، ولا تعد عینك عنھم ایسے نیک لوگوں کی دوستی چھوڑنے کی نہیں، جو صبح شام اللہ کے ذکر میں رہتے ہیں، باقی جو لوگ صبح شام تمہارے ساتھ بیٹھ کر لوگوں کی غیبت کریں، لوگوں پر تہمتیں باندھیں، فلم کی باتیں کریں، ایسی دوستی تو جہنم میں لے جانے والی ہے۔

﴿اچھی دوستی کا عجیب فائدہ﴾

ایک کتے جیسا جانور جو اس کو دیکھے گا، پتھر مارے گا، لکڑی مارے گا، ایک کتا جب اس کو دوستی نیک اور اچھے لوگوں کی ملی، تو اللہ نے اس کو جنت عطا فرمائی، وہ سات اللہ کے

ولی تھے، سورۂ کہف میں جن کا واقعہ آیا ہے، تو یہ کتا ان سات نوجوانوں کے پیچھے پیچھے گیا اور ان نوجوانوں کے ساتھ وہ کتا تین سو نو سال تک رہا۔ **وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید** (پارہ ۱۵ آیت ۱۸ ع ۱۵) وہ کتا ان نوجوانوں کے ساتھ بیٹھا رہا، کوئی بات نہیں سنی، کوئی بیان نہیں سنا، کوئی نصیحت نہیں سنی، صرف نیک لوگوں کے ساتھ وہ کتا بیٹھا رہا، اللہ تعالی کل قیامت کے دن اس کتے کو انسان کی شکل میں جنت میں داخل فرماوینگے، یہ نیک دوستی کی برکت ہے، اس لیے دوستی نیک لوگوں کے ساتھ ہونی چاہیے۔

اس لیے ہماری اولاد کی دوستی کس کے ساتھ ہے، اس کا Friend circle کون ہے؟ یہ دیکھنے کی ذمہ داری بھی ہماری ہے، کوئی دوسرے گھر کا گندے ماحول کا لڑکا دوستی کے عنوان سے ہمارے گھر میں گھس کے ہمارے گھر کو برباد نہ کردیوے، اس کا دھیان رکھنا پڑے گا، تو انشاء اللہ، اللہ تعالی ہماری اولاد کو نیک بنائیں گے، تو یہ چار چیزیں دھیان میں رکھ لو، اس پر عمل کرو تو اولاد صالح اور نیک ہوگی (۱) ماں نیک (۲) حلال روزی (۳) اسلامی تعلیم وتربیت (۴) برے ماحول، بری دوستی سے بچانا۔

﴿چشم دید واقعہ، برے ماحول کا بچوں پر برا اثر﴾

میں نے ایک فیملی میں دیکھا ایک ہاتھ پاؤں سے معذور دو چار سال کا چھوٹا بچہ اپنی معذوری کے باوجود پھسلتا پھسلتا آکر ٹی وی کا Remote control پکڑتا ہے، فلم کی سی ڈی پکڑتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ ٹی وی چالو ہو، میں ان کے گھر میں بیٹھا ہوا تھا، اس لیے گھر والوں نے میری موجودگی میں ٹی وی بند کر رکھا تھا، لیکن چھوٹے بچے کیا سمجھیں؟ کون ہے؟ کیا ہے؟ ریموٹ اور ہاتھ میں فلمی سی ڈی پکڑ لیتا ہے، پھر ماں باپ سے ضد کرتا ہے کہ فلم چالو کرو، میرے دل میں بہت دکھ ہوا، کہ اس بچے کو کیسا ماحول ملا اور اس کا کیسا اثر اس پر ہوگیا کہ چند منٹ کے لئے ٹی وی V.C.R بند ہے، وہ بھی اس کو گوارا نہیں، حقیقت

یہ ہے کہ ایک ماں باپ کی زندگی اگر اس طرح ٹی وی اور فلم دیکھنے میں گزرے گی، تو چھوٹی چھوٹی اولاد کی زندگی میں بھی ایسی ناپاک چیزیں آئیں گی، پھر بعد میں تم روؤں گی، تب تمہارے آنسو پوچھنے والا کوئی نہ ہوگا اور پھر دنیا کا کوئی باپو (عامل) بھی تعویذ نہیں بنا سکتا، جو تمہاری اولاد کی اصلاح کر دیوے، اس لیے بچپن ہی سے اولاد کو اچھی عادت اور اچھے اخلاق سکھاؤ۔

بچپن کی سنی ہوئی اور دیکھی ہوئی چیزیں

بچپن سے بچہ کو جیسا سننے کو ملتا ہے، جیسا دیکھنے کو ملتا ہے، اس کا اثر اولاد کی زندگی پر ضرور ہوتا ہے؛ اگر اچھی چیزیں بچوں کو سننے کو ملیں گی، اچھی چیزیں دیکھنے کو ملیں گی، اس کے اچھے اثرات بچوں کے دماغ پر ہوں گے، اور خدانخواستہ بری چیزیں سننے اور دیکھنے کو ملیں گی اس کے برے اثرات بچوں کے دماغ پر ہوں گے، اس لئے ماں باپ کو گھر کا ماحول بہت ہی عمدہ بنانا چاہیئے۔

گھر کا ماحول اور اس کا اثر

اس لئے نہایت ضروری ہے کہ گھر کا ماحول ہی دینی اور اسلامی ہو، اس اچھے ماحول کا اولاد پر اچھا اثر ہوگا، بچپن سے اسلامی اعمال اور اسلامی طور وطریق سے محبت ہوگی، جو چھوٹے بچے ڈاڑھی والے باپ کو، برقعہ والی ماں کو بچپن سے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں، وہ کسی دوسرے ڈاڑھی والے اور دوسری برقعہ والی بہن کو دیکھ کر ڈرتے نہیں، بعض مرتبہ کسی بزرگ کے پاس بچہ کو دعاء کروانے یا تعویذ کے لئے جاتے ہیں، ان کے پاس جاتے ہی بچہ رونے لگتا ہے، اس بیچارہ کو اسلامی، نورانی شکل گھر میں دیکھنے ہی کو نہیں ملی؛ اس لئے کچھ نیا معلوم ہوتا ہے، بیچارے نے ماں اور باپ کا چہرہ بچپن سے ایک جیسا ہی دیکھا (دونوں بغیر ڈاڑھی کے) اسلئے ڈاڑھی والی شکل دیکھ کر بعض بچے رونے لگتے ہیں اور جن بچوں کو مسنون

شکل ڈاڑھی والے باپ، دادا، چچا دیکھنے کو ملتے رہتے ہیں، تو وہ بچہ کسی بھی بزرگ کے پاس جاوے گا، عام طور پر دیکھو، وہ ان کی ڈاڑھی سے خوشی خوشی کھیلنے لگتا ہے، یہ اسلامی وضع قطع سے انس کی علامت ہے۔

سورت کا ایک واقعہ

ہمارے سورت شہر کے اخبار میں ایک قصہ آیا تھا، کہ ایک بچہ اول اول جب بولتے سیکھا، تو سب سے پہلی بات اپنی زبان سے وہ بولا وہ ”I love you“ کا جملہ تھا، ظاہر بات ہے اس بچہ نے یہ جملہ اپنے ماں باپ سے بار بار سن کر سیکھا ہوگا، اسلئے میری بہنو! ماں اگر گندی باتیں بولے گی، تو بچے بھی گندی باتیں سیکھیں گے۔

میری والدہ محترمہ کا اندازِ تربیت

بہت ساری مسنون دعائیں بچپن میں میری مرحومہ والدہ نے مجھے سکھائی تھی۔ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھر دے، میں بستر پر جاؤں Toilet استنجاء میں جاؤں تب بھی ماں کہتی بیٹا! دعاء پڑھو، ماں صبح چائے روٹی بناتے بناتے اللہ کا ذکر کرتی، قرآن پڑھتی اور خاص کر جب ”رضیت باللّٰہ ربّا وبالإسلام دیناً وبمحمدٍ نبیاورسولاً“ پڑھتی تو بہت پیارا لگتا، حدیث شریف میں آتا ہے، جو مسلمان صبح شام یہ دعاء تین مرتبہ پڑھے، قیامت کے دن اس کو راضی کرنے کی اللہ تعالی ذمہ داری لیتے ہیں۔

اور کبھی بچپن میں بھول جاتا، تو کمر میں زور سے ایک چمٹا دیتی تھی اور ط ڈانٹ بھی دیتی تھی آج تو بھول گیا...؟ اور کبھی مُکا مارتی تھی اور یقین کی بات بتاؤں، مغرب کے بعد مدرسہ کا سبق سنتی تھی، مکتب کی ابتدائی تعلیم بھی والد مرحوم ہی سے ہوئی، پھر اسکول کے Lesson کا نمبر آتا، پھر جب دونوں کام سے فارغ ہوتے اور سونے کا وقت ہوتا تو سونے سے پہلے پہلے عشاء کے بعد روزانہ کسی نہ کسی نبی اور پیغمبر کا قصہ مجھے سناتی تھی، میری

والدہ با قاعدہ دارالعلوم سے پڑھی ہوئی عالمہ نہیں تھی؛ لیکن اردو جانتی تھی، بہت ساری کتابیں پڑھتی تھی، دعوت وتبلیغ کا خوب کام کرتی تھی، ہمارے بارڈولی شہر میں عورتوں میں دعوت وتبلیغ کا کام شروع کرنے والوں میں سے تھیں، جس کی برکت سے میں نے مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے پہلے تقریباً سب نبیوں کے قصے اپنی ماں کی زبانی سن لیے تھے، اللہ کے نیک بندوں کے واقعات بھی بہت سناتی تھی اور بچپن سے میری Memory (دماغ) میں بہت سارے واقعات محفوظ ہوگئے تھے۔

﴿حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا عبرت آموز واقعہ﴾

اخیر میں ایک بزرگ کا واقعہ سنا کر آج کی مجلس کو ختم کرتا ہوں، ہمارے سلسلۂ چشتیہ کے بہت بڑے بزرگ ہے ’’خواجہ نظام الدین اولیاءؒ‘‘ جن کا مزار دہلی میں ہے، جہاں پوری دنیا کا دعوت وتبلیغ کا مرکز ہے، بہت ہی مشہور جگہ ہے، جہاں سے اس دور میں حضرت مولانا الیاسؒ نے تبلیغِ دین کا کام ایک خاص نہج سے شروع کیا، وہیں پر اس اللہ کے ولی کا مزار ہے، ان کے حالات میں لکھا ہے، خود حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اپنے متعلق فرماتے تھے کہ ہم غربت کی زندگی گزارتے تھے اور جب میری عمر پانچ سال کی تھی اسی زمانہ میں ماں کا انتقال ہوگیا تھا، باپ بھی نہیں تھے، میری ماں نے غربت میں ہم کو بڑا کیا، جب گھر میں کھانا نہ ہوتا تو ماں کی زبان سے ناشکری کے الفاظ نہ نکلتے، بلکہ کہتی کہ بیٹا ہم آج اللہ کے مہمان ہیں، اسی طرح آٹا جب ختم ہوجاتا تو کہتی کہ ہم آج اللہ کے مہمان ہیں، حضرت نظام الدینؒ فرماتے ہیں کہ ہم کو ماں کا یہ جملہ اتنا پیارا لگتا تھا کہ ہم انتظار میں رہتے تھے، کہ ماں واپس یہ جملہ کب بولے گی، کہ آج ہم اللہ کے مہمان ہیں، ایک مرتبہ کسی نے آٹے کی ایک بوری ہدیہ میں دی، بہت دنوں تک اس آٹے کی روٹی چلتی رہی اور ہم ترس رہے تھے، کہ ماں کب بولے گی کہ آج ہم اللہ کے مہمان ہیں، کیسی ماں تھی کہ اپنے بچے کو

شکوہ شکایت نہیں سکھاتی تھی کہ آج کھانے کا کچھ نہیں، بلکہ کہتی کہ ہم آج اللہ کے مہمان ہیں، ایک مرتبہ جب مہینے کا پہلا چاند نظر آ گیا تو ان کا بیٹا، نظام الدین ماں کے پاس گیا اور کہا ماں چاند نظر آ گیا، گویا حضرت خواجہ اپنی والدہ کو مل کر مبارک باد پیش کررہے تھے، تو ماں نے روتی ہوئی آواز میں کہا کہ بیٹا آئندہ ماہ کا چاند نظر آئے گا، تو کس کو مبارک بادی دیگا، کس کو ملنے جائے گا؟ ماں کی زبان سے جب یہ بات سنی تو یہ پانچ سال کا بچہ سمجھ گیا کہ میری ماں کی موت کا وقت قریب آ چکا ہے، تو بچہ ماں سے لپٹ کر کہنے لگا کہ ماں! تو مجھے کس کے حوالے کر کے جا رہی ہے، میں کس کے پاس رہوں گا؟ ماں نے کوئی جواب نہیں دیا، دوسرے دن تہجد کے وقت گھر میں کام کرنے والی کو کہا کہ میرے بیٹے نظام الدین کو لے آؤ، تہجد کے بعد بیٹے کو لیکر چھت پر گئی اور بیٹے سے کہا، کہ تیرا سیدھا ہاتھ میرے پاس لاؤ، ماں نے بچے کا سیدھا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا، اے اللہ میرے بیٹے نظام الدین کو تیرے حوالے کر کے جاتی ہوں، بس اتنا کہا اور ماں کا انتقال ہوگیا۔

میری بہنو! کیسی وہ پاک باز اور نیک سیرت تہجد گزار عورتیں تھیں اور آج تو ہمارا حال یہ ہے کہ رمضان میں بھی فرض نمازیں ہم سے چھوٹ جاتی ہیں۔

بہنو! جس ماں نے اپنے بیٹے کو اللہ کے سپرد کیا ہو اور اللہ کا یقین اس کو سکھایا ہو، وہ بڑا ہو کر زمانے کا نظام الدین اولیاء بنے اور زمانے کا قطب اور ابدال بنے، اسمیں کیا شک ہوسکتا ہے۔

میری بہنو! آپ کی زندگی بہت قیمتی ہے، اگر آپکی زندگی نیک اور اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگئی، تو اللہ آپ کی اولادوں کو بھی نیک بنائے گا، اگر تمہاری زندگی میں برائیاں آ گئیں، تو اولاد بھی بگڑ جائے گی۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ہم کو ایک اہم ذمہ داری عطاء فرمائی، خود کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اگر ہم خود شریعت کے احکام اوامر نواہی سیکھ

لیوے، اس پر عمل کرے، گھر والوں کو عمل کرائیں اور نواہی منکرات کو جان کر اس سے خود بچے ، گھر والوں کو بچائیں تو انشاء اللہ یہ ذمہ داری ادا ہوگی اور اولاد نیک ہوگی، ورنہ بعض مرتبہ اولاد بگڑ جاتی ہے، Out Line ہو جاتی ہے، تو زبان سے یہ جملہ نکلتا ہے کہ اس سے بہتر تھا کہ اولاد نہ ہوتی، بانجھ ہوتے، اللہ تعالی اس سے ہماری حفاظت فرمائیں۔ آمین

غرض میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ بچوں کو اللہ کا نام سکھاؤ، اللہ کا یقین سکھاؤ، اللہ سے مانگنا سکھاؤ، دعاء سکھاؤ، اچھا ماحول دو تو انشاء اللہ اولاد نیک اور صالح بنے گی، اللہ تعالی اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعواناان الحمد لله رب العلمين۔

بیٹھ کر آہیں بھرتے تھے وہ رات بھر ان کی آہوں کا تجھ پے ہوا نہ اثر
ایک دن باپ تیرا چلا روٹھ کر کیسی بکھری تھی پھر تیری ماں ٹوٹ کر
پھر وہ بے بس اجل کو بلاتی رہی زندگی اس کو ہر دن ستاتی رہی
ایک دن موت کو بھی ترس آ گیا اس کا رونا بھی تقدیر کو بھا گیا
اشک آنکھوں میں تھے وہ روانہ ہوئے موت کا ایک ہچکی بہا نہ ہوئی
ایک سکون اس کے چہرے پے چھانے لگا پھر تو میت کو اس کی سجانے لگا
مدتیں ہو گئیں آج بوڑھا ہے تو جو پڑا ٹوٹی کھٹیا پے کوڑا ہے تو
تیرے بچے بھی اب تجھ سے ڈرتے نہیں نفرتیں ہیں، محبت وہ کرتے نہیں
درد میں تو پکارے کہ او میری ماں تیرے ہی دم سے روشن تھے دونوں جہاں
وقت چلتا ہی ہے وقت رکتا نہیں ٹوٹ جاتا ہے وہ جو کہ جھکتا نہیں
بن کے عبرت کا تو اب نشاں رہ گیا ڈھونڈ لے زور تیرا کہاں رہ گیا

﴿۳﴾

اللہ کی ایک نیک بندی
حضرت مریمؑ کی پیدائش کا عجیب واقعہ

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

❧	''اولاد دینا اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذّکور او یزوّجھم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما''
❧	''اگر کسی کے یہاں اولاد نہیں ہے تو اولاد حاصل کرنے کا وظیفہ اللہ نے قرآن میں ایک یہ بھی بتلایا کہ استغفار کرو، استغفار کی برکت سے انشاء اللہ اللہ اولاد عطا فرمائیں گے'' استغفروا ربّکم انّہ کان غفّارا یرسل السّماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین
❧	''جب عورتیں حاملہ (Pragnent) ہو تو اس زمانہ میں پیٹ کا حمل لڑکا ہے یا لڑکی ہے، اس کو ''سونوگرافی'' کے ذریعہ سے چیک کروانا، یہ ناجائز اور گناہ کا کام ہے''
❧	''پہلے سبزی گھی سے بنتی تھی، اب گھی سبزی سے بنتا ہے، پہلے عورت جنتی تھی اب پورا عالم جنتا ہے''
❧	''اپنی اولاد کے اچھے نام رکھنا چاہئے، اچھے نام کے اچھے اثرات اولاد پر پڑتے ہیں''
❧	لوگ نام ''عمران'' رکھتے ہیں، اس لئے کہ وہ ایک Player ایک کھلاڑی کا نام ہے، تو نیت بدل گئی تو اس کا اثر (Benifit) اور فائدہ بھی بدل جائے گا۔ عمران نام اس لئے رکھو کہ قرآن میں یہ نام آیا ہے، اللہ کے نبی کے خاندان میں سے ایک فرد کا نام ہے تو بہت اچھی بات ہے۔
❧	''ہر انسان کو اپنے اعمال اور احوال کی نگرانی کے لئے کسی نہ کسی مرشد کی ضرورت ہوتی ہے کوئی دین دار، متقی، کامل علم و عمل والے، اللہ کے نیک بندے، صاحب نسبت ولی کو اپنا بڑا مان لو اور اپنے احوال و اعمال کا ان کو نگران بناؤ''

۳

اللہ کی ایک نیک بندی
حضرت مریمؑ کی پیدائش کا عجیب واقعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ أَنۡ لَّاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ أَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا بَیۡنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ رَشَدَ وَمَنۡ یَّعۡصِھِمَا فَإِنَّہٗ لَایُضُرُّ إِلَّا نَفۡسَہٗ وَلَایَضُرُّ اللّٰہَ شَیۡئًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ أَمَّا بَعۡد

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

اِذۡقَالَتُ امۡرَئَۃُ عِمۡرَانَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ. [پارہ :۳، سورۃ اٰل عمران: ۳۵]

فَلَمَّا وَضَعَتۡھَا قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ وَضَعۡتُھَا اُنۡثٰی وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡ وَلَیۡسَ الذَّکَرُ کَالۡاُنۡثٰی وَاِنِّیۡ سَمَّیۡتُھَا مَرۡیَمَ وَاِنِّیۡ أُعِیۡذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ.

[پارہ :۳، سورۃ اٰل عمران: ۳۶]

صدق اللّٰہ مولانا العظیم و صدق رسولہ النّبیّ الکریم ونحن علٰی ذلک لمن الشّاھدین و الشّاکرین والحمد للّٰہ ربّ العالمین.

اللہ کے فضل سے آپ لوگوں کے اخلاص اور سچی طلب کی برکت سے، یہ رمضان کے مبارک مہینہ کی چوتھی مرتبہ حاضری ہو رہی ہے، مسلسل چار سال سے کم وبیش آپ کے ملک ملاوی میں آپ کو ایک عشرہ کے لئے حاضری کی سعادت ہو رہی ہے، اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے، اپنی رضا اور اپنی خوشنودی کا ذریعہ بنائے۔

جب پہلی مرتبہ حاضری ہوئی تھی تو اس وقت میں نے قرآن میں ایک بہت ہی نیک اور صالحہ، اللہ کی عبادت کرنے والی بندی کا واقعہ آیا ہے، اس کے کچھ کچھ حصے آپ کو سنائے تھے، تقریبا تین سال پہلے یعنی رمضان کے موقعہ پر، اس سال سفر میں یہ ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالی کی اس بندی کا پورا قصہ جو قرآن کی دو الگ سورت میں آیا ہے، میں آپ کی خدمت میں سنا دوں۔

اس میں بہت ساری نصیحت کی باتیں ہیں، فائدے کی باتیں ہیں، اللہ تعالی ان باتوں کو سن کر کے ہماری تمام دینی بہنوں کو اور تمام مردوں کو بھی ایسا ذوق عبادت عطا فرمائے، ہماری بہنوں کو خصوصا ایسی نیک اور صالحہ بنا دے۔

﴿بنواسرائیل﴾

اللہ کی اس نیک بندی کا نام ہے ''حضرت مریمؑ '' یہ نام ان کی والدہ محترمہ حضرت حنہؒ کا رکھا ہوا ہے، حضرت حنہؒ بھی بڑی نیک عورت تھی، حضرت مریمؑ کہا جاتا ہے '' سیدۃ نساء بنی اسرائیل ''۔ بنواسرائیل ایک خاندان کا نام ہے، یہ کسی زمانہ میں بہت نیک خاندان تھا، اللہ کے ہزاروں پیغمبر اس خاندان میں پیدا ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر کے حضرت عیسی علیہ السلام تک، جتنے بھی پیغمبر آئے، تقریبا وہ سب کے سب اسی فیملی میں سے تھے، بنواسرائیل میں سے تھے، سینکڑوں برس تک صدیوں تک نبوت وپیغمبری اس خاندان میں رہی ہے۔

بنو کا معنی بیٹے، اولاد اور اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے، گویا حضرت یعقوبؑ کی بارہ اولاد کو اور ان اولاد کے خاندان کو بنواسرائیل کہا جاتا ہے۔ اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا ترجمہ ''اللہ کے بندے'' سے ہوتا ہے، گویا یہ بنواسرائیل اللہ کے نیک بندے حضرت یعقوبؑ کی اولاد ہیں، یہ ان کو یاد دہانی کرائی کہ تم اللہ کے نیک بندے کی اولاد سے ہو، اس لئے تم کو بھی نیک اور اللہ کے بندے بن کر رہنا چاہئے۔

﴿حضرت مریمؑ پر انعامات﴾

اس پورے خاندان میں جتنی عورتیں ہوئیں، ان تمام عورتوں کی سردار حضرت مریمؓ ہیں، حضرت مریمؑ، حضرت عیسی علیہ السلام کی ماں ہیں، اللہ کے ایک پیغمبر کی ماں ہیں، حضرت مریمؑ یہ وہ مبارک عورت ہیں کہ اللہ نے بغیر مرد کے، بغیر شادی کے ان کو بیٹا عطا فرمایا تھا، حضرت مریمؑ وہ مبارک عورت ہیں کہ اللہ ان کو غیب سے، غیبی خزانوں سے کھانے کے لئے پھل (Fruit) اور میوے (Dry fruit) عطا فرماتے تھے۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جن پانچ عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے، ان میں حضرت مریمؑ بھی ہے، ان کا پورا قصہ قرآن کی الگ الگ سورت سے میں آپ کو انشاء اللہ الگ الگ مجلس میں سناؤں گا۔

﴿حضرت مریمؑ کے والد حضرت عمران﴾

حضرت مریمؑ کے 'ابا' کا نام ہے ''عمران''، حضرت عمران بہت نیک آدمی تھے، بیت المقدس کے امام تھے، جیسے آج حرم شریف سے کوئی امام صاحب آجائے مکہ سے، مدینہ منورہ سے، بیت المقدس سے، ہم ان کو کتنی عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں، تو حضرت عمران بیت المقدس جو ''Palastine'' میں ہے، اس کے امام تھے اور ان کا بہت بڑا مرتبہ تھا، اللہ کے چہیتے اور لاڈلے بندے تھے، اللہ کے خاص بندوں میں سے تھے۔

حضرت مریمؑ کی والدہ حضرت حنّہ

ان کی بیوی کا نام ’حنّہ ‘تھا، پورا نام حنّہ بنت فاقوذا۔ حضرت عمران حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان میں سے ہیں، اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ خود حضرت مریم علیہ السلام کا خندان، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے پیغمبر کا خاندان ہے، اس لئے حضرت عیسی علیہ السلام کا خاندان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاندان ہوا۔

حضرت حنّہ کی حسرت ودعا

حضرت عمران جو حضرت مریمؑ کے والد ہیں اور حضرت حنّہ جو حضرت مریمؑ کی والدہ ہیں، ان کے یہاں اولاد نہیں تھی، بے اولاد تھے، حیض بھی نہیں آتا تھا، کرتے بھی کیا؟..... ایک دن حضرت حنّہ اپنے گھر کے Pasage (برآمدہ) میں باہر نکلی ہوئی تھیں، Pasage میں ایک Tree (درخت) تھا، اس درخت پر دیکھا کہ ایک Bird ، ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہے اور اس Bird کے پاس، اس پرندہ کے پاس اس کا Baby ہے، اس کا بچہ ہے اور وہ Bird اپنے Baby کو، اپنے بچہ کو پیار کر رہا ہے، محبت کر رہا ہے۔

آپ نے بھی کبھی یہ منظر دیکھا ہوگا کہ ایک پرندہ اپنے چھوٹے بچہ کو، اس کی چونچ میں چونچ ڈال کر، دانا کھلاتا ہے، کتنے پیار سے پرندہ دانا کھلاتا ہے، اپنی چونچ میں دانا لے کر آتا ہے اور اپنے بچہ کی چونچ میں رکھ کر کے اس کو دانا کھلاتا ہے۔

حضرت حنّہ نے یہ منظر دیکھا تو ان کا دل بھر آیا، دل میں آرزوئیں پیدا ہونے لگیں کہ یہ کتنا خوش نصیب پرندہ ہے کہ اپنے بچہ کو محبت کر رہا ہے، میرے پاس اگر کوئی بچہ ہوتا تو میں بھی اللہ کے لئے اپنے بچہ کو پیار کرتی، ہر عورت کا فطری جذبہ ہوتا ہے کہ اس کی گود میں بچہ ہو اور وہ اس بچہ سے پیار کرے۔ حضرت حنّہ نے اسی وقت اللہ کی بارگاہ میں دعا کی ”اے میرے اللہ تو جانتا ہے، میرے پاس اولاد نہیں ہے، اے اللہ تو اپنی مہربانی

سے مجھے اولاد عطا فرما“ حضرت حنّہ نے اللہ کی بارگاہ میں پورے اخلاص کے ساتھ اولاد کے لئے دعا کی۔

اولاد حاصل کرنے کا نسخہ

میری دینی بہنو! اولاد حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ Power full (مؤثر) اگر کوئی چیز ہے تو وہ اللہ کے سامنے دعا ہے، دعا کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ انشاء اللہ اولاد کی آرزو پوری فرمائیں گے اور دعا بھی اللہ تعالی سے ایسی مانگنی چاہئے کہ اللہ نیک اور صالح اولاد عطا فرمائے، قرآن میں ایک پیغمبر کی دعا ہے **ربّ ھب لی من لدنک ذرّیّۃ طیّبۃ انّک سمیع الدّعاء** [پارہ: ۳ ,سورۃ اٰل عمران: ۳۸] ”اے اللہ تو مجھے پاکیزہ اور نیک اولاد عطا فرما تو دعاؤوں کو سننے والا ہے“

اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اور اچھی اولاد کی طلب، اللہ کے نبیوں کی سنت ہے۔

اولاد دینا اللہ کی قدرت

میری بہنو! اولاد دینا اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے **یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الذّکور او یزوّجھم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما** [پارہ: ۲۵ سورۃ الشوریٰ: ۴۹. ۵۰] اللہ قرآن میں فرماتے ہیں: اللہ جسے چاہتے ہیں بیٹی دیتے ہیں، جس کو چاہتے ہیں بیٹا دیتے ہیں، جس کو چاہتے ہیں بیٹا بیٹی دونوں دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں اس کو بانجھ رکھتے ہیں، ایک بھی اولاد نہیں دیتے۔

اس لئے اولاد دینا تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لئے اولاد اللہ ہی سے مانگو۔

ان آیات میں بچوں کے اقسام بیان کرنے میں حق تعالیٰ نے پہلے لڑکیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ لڑکوں کا ذکر بعد میں کیا ہے۔ اسی آیت کے اشارہ سے حضرت واثلہ بن اسقعؓ نے فرمایا کہ جس عورت کے بطن سے پہلے لڑکی پیدا ہو وہ مبارک ہوتی ہے۔ (قرطبی)

اور ایک حدیث میں ہے وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو، قرآنِ کریم کی آیت: يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ میں بھی اناث کو مقدم کرنے سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہونا افضل ہے،

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس کو ان لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ سابقہ پڑے اور پھر وہ ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے جہنم کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائیں گی۔ (روح البیان)

خلاصہ یہ ہے کہ لڑکی کے پیدا ہونے کو بُرا سمجھنا جاہلیت کی بُری رسم ہے، مسلمانوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور اس کے بالمقابل جو اللہ کا وعدہ ہے اس پر مطمئن اور مسرور ہونا چاہیے، واللہ اعلم۔

اللہ ہی حفاظت فرمائے، اولاد کی خاطر ہماری بعض بہنیں غیر شرعی طریقہ سے علاج، معالجے، تعویذ، گنڈے کرواتی ہیں، یہاں تک کے غیر مسلم عاملوں کے پاس بھی جاتی ہے، یہ تو اپنا ایمان خطرہ میں ڈالنے والی چیز ہے۔

﴿حصول اولاد کا دوسرا قرآنی نسخہ﴾

قرآن میں ایک اور جگہ اللہ فرماتے ہیں استغفروا ربّکم انّه کان غفّارا یرسل السّماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین[پارہ: ۲۹، سورۃ نوح: ۱۰، ۱۱] (اپنے پروردگار سے معافی مانگو، یقین جانو وہ بہت بخشنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا۔) اگر کسی کے پاس اولاد نہیں ہے تو اولاد حاصل کرنے کا وظیفہ، اللہ نے قرآن میں ایک دوسرا بھی بتلایا کہ استغفار کرو، خوب استغفار کرو، استغفار کی برکت سے

انشاء اللہ اللہ اولاد عطا فرمائیں گے۔

تو یہ دو چیزیں یاد رکھنا، اولاد حاصل کرنے کے لئے (۱) اللہ سے دعا مانگنی اور (۲) دوسری چیز ہے استغفار کرنا، اللہ اس کی برکت سے انشاء اللہ اولاد عطا فرمائیں گے۔

﴿ہماری ایک غلطی﴾

حضرت حنّہ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگی، اخلاص سے مانگی اور دل میں تڑپ کے ساتھ مانگی، رقت قلب سے مانگی، دیکھو بہنو! وہ دعا اللہ کے یہاں ضرور قبول ہوتی ہے، جو دل کی تڑپ، طلب اور رقت کے ساتھ مانگی جائے۔

آج جب ہم دعا کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو دل تو ہمارا Kitchen (مطبخ) میں ہوتا ہے، دل تو ہمارا پتہ نہیں کہاں کہاں ہوتا ہے؟ اور زبان سے ہم اللہ تعالیٰ کو List (فہرست) گنواتے ہیں، شاید ایسا لگتا ہے کہ کسی کو Order (چیزوں کی فہرست) Book (نوٹ) کروا رہے ہو، اللہ یہ دے دے، اللہ وہ دے دے، یاد رکھو دل کی تڑپ کے ساتھ، دل کی طلب کے ساتھ جو دعا ہوگی، اللہ تعالیٰ اس دعا کو انشاء اللہ قبول فرمالیں گے۔

﴿قبولیت دعا و حضرت حنّہ کی نذر﴾

حضرت حنّہ نے دل کی تڑپ کے ساتھ دعا مانگی، اخلاص کے ساتھ دعا مانگی، اللہ نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا، اسی وقت ان کو حیض آنا شروع ہو گیا، حیض سے پاک ہونے کے بعد شوہر سے ملاقات ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ان کو حمل عطا فرمایا۔ یہ خدا تعالیٰ کی قدرت تھی، اس کے بعد جب حضرت حنّہ کو یقین ہوگیا کہ میرے پیٹ میں بچہ ہے، Baby ہے تو انہوں نے ایک بڑا زبردست کام کیا، عجیب کام کیا، جو میں ہماری دینی بہنوں کو بتلانا چاہتا ہوں، حضرت حنّہ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے پیٹ میں جو Baby (بچہ) ہے، وہ Male

ہے یا Female ہے،لڑکا ہے کہ لڑکی ہے،اس کا علم نہیں ہے۔

﴿اولاد کو دین کے لئے فارغ کرنا﴾

اس زمانہ میں یہ رواج تھا کہ لوگ اپنے چھوٹے لڑکے کو یعنی Baby boy کو، Male کو اللہ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے تھے،ایسی مائیں اس زمانہ میں ہوتی تھیں کہ لڑکا پیدا ہوا تو نیت کر لیتی تھیں کہ میرا یہ لڑکا اللہ کے دین کی خدمت کے لئے ہے اور اس بچہ کے پاس وہ دنیا کا کوئی کام نہیں کرواتی تھیں،صرف دین کے کام کے لئے مائیں اپنے لڑکوں کو وقف کر دیتی تھیں،اور اس زمانہ میں ان کا مرکز تھا بیت المقدس، جیسے کہ آج کعبہ شریف ہے،اس زمانہ میں مرکز تھا بیت المقدس،تو وہ مائیں نیت کرتی تھیں کہ میرے لڑکے کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے دے دوں گی ، اس کو دنیوی کاموں میں نہیں رکھوں گی۔

اللہ ہماری دینی بہنوں کو یہ جذبہ عطا فرمائے کہ اپنی اولاد کو دین کا علم سکھانے کے لئے فارغ کرنے کی نیت کریں کہ ہمارے بچوں کو ہم انشاء اللہ حافظ بنائیں گے، عالم بنائیں گے، دین کا داعی بنائیں گے،مفتی بنائیں گے،کامل مسلمان بنائیں گے،دین کے کام میں لگائیں گے،ایسی نیتیں کریں اور ایسی اللہ سے دعا بھی کریں۔

﴿حضرت حنّہ کے مبارک جذبات﴾

اب عام طور پر لوگ لڑکوں کو اللہ کے دین کے لئے فارغ کرتے تھے،حضرت حنّہ کو معلوم نہیں ہے میرے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی ہے؟ یہ اتنی نیک عورت تھیں کہ انہوں نے فوراً نیت کر لی کہ اے اللہ! آج تک ہمارے گھر میں کوئی اولاد نہیں تھی،کوئی Baby نہیں تھا،اب میرے پیٹ میں جو Baby ہے،جب وہ پیدا ہو کر کے دنیا میں آئے گا،تو تیرے دین کی خدمت کے لئے دے دوں گی،مسجد اقصیٰ میں اللہ کے دین کی خدمت کے لئے دے

دوں گی،اور منت کی نیت بھی پوری تاکید،قوی ارادے اور شدید رغبت کے ساتھ کی،قرآن میں اس کے لئے ''انّی'' کا لفظ ہے وہ تاکید کو بتاتا ہے اور ''سمیع''اور ''علیم'' اللہ کی دو صفتوں سے وسیلہ طلب کر کے منت مانی۔

اللہ تعالی کو اس عورت کی منت اتنی پسند آئی کہ ان کی اس نیت کو،ان کی اس منت کو ،اللہ نے قرآن میں بیان فرمایا، کتنے پیارے الفاظ ہے **انّی نذرت لک ما فی بطنی محرّرا** میرے رب میں نے تیرے لئے نذر مانی ہے،جو میرے پیٹ میں ہے وہ آزاد چھوڑا ہوا ہوگا یعنی دین کی خدمت کے لئے،عبادت گاہ کے لئے وقف ہوگا، پھر ساتھ میں کہتی ہیں **فتقبّل منّی**[پارہ:۳،سورۃ ال عمران:۳۵] اللہ تو میری اس نیت کو قبول کر لے،میرے اس عمل کو قبول فرمالے۔

﴿عمل مقبول ہو اس لئے دعا کا اہتمام﴾

میری دینی بہنو! حضرت حنّہ اپنی دعا میں ہم کو یہ سکھا رہی ہے کہ ہمارا عمل اللہ کے یہاں قبول ہو جائے،اس کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے ، ہم نماز پڑھیں ہم کو دعا کرنی چاہئے، اے اللہ! ہماری نماز کو قبول فرما، روزے رکھیں اللہ سے دعا کرے ،اے اللہ! ہمارے روزے کو قبول کر لے،ہم صدقہ کریں اللہ سے دعا کریں،اے اللہ تو ہمارے صدقہ کو قبول فرما،اس عورت نے منت بھی مانی اور منت قبول ہو جائے اس کے لئے اللہ سے دعا مانگی۔

﴿بغیر ضرورت سونوگرافی کروانا گناہ ہے﴾

یہاں ایک بات سمجھنے کی ہے،حضرت حنّہ کو معلوم نہیں ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے کہ لڑکی ہے؟ بس اتنا معلوم تھا کہ پیٹ میں بچہ ہے اور منت مان لی۔

جب عورتیں حاملہ (Pragnent) ہو تو اس زمانہ میں پیٹ کا حمل لڑکا ہے یا لڑکی ہے،اس کو ''سونوگرافی'' کے ذریعہ سے چیک کروانا، یہ ناجائز اور گناہ کا کام ہے۔

ہماری بہت سی بہنیں چیک کرواتی ہیں، سونوگرافیاں کرواتی ہیں، اس حمل میں Boy (لڑکا) ہے کہ Girl (لڑکی) ہے، اس چیز کو معلوم کرنے کی نیت سے سونوگرافی کروانا یہ ناجائز اور گناہ کا کام ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔

﴿لڑکی کی پیدائش، حضرت حنّہ کی پریشانی اور اللہ تعالیٰ کی مدد﴾

حمل میں کیا ہے وہ معلوم نہیں اور حضرت حنّہ نے منت مان لی، بہر حال وقت گذر گیا اور اللہ نے حضرت حنّہ کو ایک اولاد عطا فرمائی اور وہ لڑکی تھی، جب لڑکی پیدا ہوئی، تو حضرت حنّہ بہت پریشان ہوئی کہ اللہ میں نے تو منت مانی تھی کہ اپنی اولاد کو اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے فارغ کردوں گی اور یہ تو لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی کو مسجد میں خدمت کے لئے کیسے دیا جائے؟ حضرت حنّہ بہت پریشان تھی۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فلما وضعتها قالت رب انی وضعتها انثی

[پارہ: ۳ سورۂ آل عمران: ۳۶]

(پھر جب ان سے لڑکی پیدا ہوئی تو وہ حسرت سے کہنے لگیں: یا رب! یہ تو مجھے لڑکی پیدا ہوئی ہے) جب لڑکی پیدا ہوئی تو حضرت حنّہ پریشان ہے اور پریشانی میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتی ہے:

اے اللہ! میں نے تو اپنی اولاد کے لئے نیت کی تھی کہ اس کو اللہ کے دین کے لئے فارغ کردوں گی لیکن یہ تو لڑکی پیدا ہوئی، میں لڑکی کو کیسے تیرے گھر کے لئے دے دوں؟ حضرت حنّہ پریشان ہوکر کے پھر اللہ کے سامنے عرض کرتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **واللّٰہ اعلم بما وضعت** اللہ کو معلوم ہی ہے کہ تمہارے گھر لڑکی پیدا ہوئی، اللہ جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو خوب اچھی طرح سے معلوم ہے کہ لڑکی پیدا ہوئی۔

﴿حضرت حنّہ کا اللہ کی بارگاہ میں معذرت پیش کرنا﴾

جب لڑکی پیدا ہوئی تو حضرت حنّہ نے معذرت کے انداز میں اللہ کے سامنے عرض کیا **و لیس الذّکر کالانثیٰ و انّی سمّیتها مریم و انّی اعیذها بک و ذرّیّتها من الشّیطان الرّجیم** (اور لڑکا لڑکی جیسا نہیں ہوتا، میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے حفاظت کے لئے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں۔)

﴿معذرت پیش کرنے کی وجوہات﴾

(۱) اس دور میں ان کی شرعی روایت یہ تھی کہ لڑکوں کو اللہ کی راہ میں دیتے تھے لڑکیوں کو نہیں۔

(۲) عبادت گاہ کی خدمت کی زیادہ صلاحیت مردوں میں ہوتی ہے، عورتوں کو حیض وغیرہ پیش آتا ہے، ان ایام میں مسجد میں آنا ممنوع ہے۔

(۳) لڑکوں میں طاقت بھی زیادہ ہوتی ہے، عورت میں کمزوری ہوتی ہے اس لئے خدمت کے لئے لڑکے زیادہ مناسب ہوتے ہیں۔

(۴) لوگوں سے ملنا جلنا بھی ہوگا، عبادت گاہوں میں ہر ایک آتا جاتا ہے، اس لئے اس میں لڑکے زیادہ مناسب ہے، عورت پر اس میل جول میں تہمت بھی لگ سکتی ہے اور گناہ بھی ہے۔

﴿اللہ کی مرضی﴾

ان سب وجوہات کے باوجود حضرت حنّہ جانتی تھی کہ اللہ کریم اپنے بندوں کے بارے میں جو فیصلہ کرتا ہے، وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے "اپنی چاہت کو اللہ کی چاہت پر قربان کرنا یہ بندوں کی شان ہے" اس لئے یہ جملہ بھی قرآن میں آیا ہے **واللّٰہ اعلم بما**

وضعت اللہ کریم خوب جانتا ہے جو حضرت حنّہ نے جنا ہے، اس جملہ کے ذریعہ انہوں نے خود کو تسلی دی، حسرت کو دور کرنے کی کوشش کی۔

﴿مرد اور عورت میں امتیاز﴾

اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قدرتی طور پر مرد اور عورت میں امتیازات ہیں، خود اللہ تعالی نے مرد اور عورت میں فرق رکھا ہے، اس لئے مساوات (Equal rights) کا نعرہ لگانا سمجھ اور شریعت سے دور کی بات ہے۔ مرد وعورت دونوں کی جسمانی بناوٹ، صلاحیتیں، مزاج بالکل الگ الگ ہے، پھر مساوات کیسے؟

یہ ان لوگوں کا نعرہ ہے جو عورتوں کے جسم سے ناجائز طریقہ سے فائدہ لوٹنا چاہئے ہیں، وہ مساوات کی آڑ میں عورتوں کا استیصال (શોષણ) کرنا چاہتے ہیں۔

کیا کبھی یہ ہوسکتا ہے کہ مرد بچوں کو جننا شروع کردے، یہ نہیں ہوسکتا اس کے لئے صرف عورتوں کو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ہے پھر مساوات برابری کیسے ممکن ہے؟

ہمارے جامعہ ڈابھیل کے ایک وقت کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ایوب صاحب اعظمیؒ فرماتے تھے۔

''پہلے سبزی گھی سے بنتی تھی، اب گھی سبزی سے بنتا ہے (سبزی سے بنا ہوا گھی Veg ghee کی طرف اشارہ ہے) پہلے عورت جنتی تھی اب پورا عالم جنتا ہے'' (عوام کے مجموعہ کو گجراتی زبان میں جنتا (જનતા) کہتے ہیں)

﴿حضرت حنّہ نے نام مریم رکھا﴾

اب جیسے لڑکی پیدا ہوئی، حضرت حنّہ نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس کا نام رکھ دیا کہ، اللہ میری بیٹی کا نام ہے ''مریم'' وانی سمیّتھا مریم میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے۔ اس نام کے ذریعہ انہوں نے اچھی فال لی کہ اس بچی کا ہر کام اس کے نام کے مطابق ہوجائے۔

﴿اولاد کے اچھے نام اور اس کے اچھے اثرات﴾

دینی بہنو! اپنی اولاد کے اچھے نام رکھنا چاہئے، اچھے نام کے اچھے اثرات اولاد پر پڑتے ہیں، مریم عبرانی زبان کا لفظ ہے، مریم کا معنی ہوتا ہے ''عبادت کرنے والی''

مفسرین نے لکھا ہے ان کی والدہ نے ان کا نام اس نیت سے مریم رکھا کہ میری بیٹی عبادت گذار بن جائے، اللہ تعالی کے یہاں والدہ کا یہ جذبہ مقبول ہوا اور حضرت مریم واقعی بڑی عبادت گذار بنی، قرآن میں ہے وانی سمیّتھا مریم میں نے اس کا نام مریم رکھا۔

﴿اچھے نام کون سے ہیں؟﴾

سوال بڑا یہ ہے کہ اچھے نام کا معیار کیا ہے؟ کسی Filmyactor (فیلمی اداکار) یا Filmyactress (فیلمی اداکارہ) یا Player (کھیل کود والے) یا Model یا کسی فلمی ہیرو کے نام کو اچھا کہا جائے گا؟ یہ تو میں نے عرف کے لحاظ سے کہہ دیا، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جن کو دنیا کے لوگ Hero کہتے ہیں وہ Hero نہیں بلکہ Zero (صفر) ہیں، یہ ہیرے نہیں کیڑے ہیں۔

جو انسانیت کے لئے گمراہی کا ذریعہ بنے، وہ کبھی ہیرو نہیں ہوسکتا۔

بہت سے نام جو کبھی لوگوں میں متعارف نہیں تھے، اب کھیل والے یا فلم والوں کے نام کی وجہ سے مسلمانوں میں عام ہو رہے ہیں۔

ایک صاحب مجھ سے سوال کرنے آئے ''ثانیہ'' نام رکھنا ہے، کیا معنی ہوتا ہے؟ میں نے کہا کوئی ''دوسرا'' نام رکھ لو، اس لئے کہ جس نسبت سے آپ بیٹی کا نام ثانیہ رکھنا چاہتے ہو، وہ درست نہیں ہے۔ (ایک کھیل میں معروف لڑکی کا نام)

اچھے نام کا معیار یہ ہے کہ قرآن میں نبیوں کے مبارک نام آئے ہیں، احادیث میں صحابہؓ صحابیاتؓ اور حضور ﷺ کی بیویوںؓ (امہات المؤمنینؓ) اور بیٹیوںؓ کے مبارک

نام آئے ہیں، اس کو معیار بنایا جائے۔

﴿گجرات والوں کی ایک خوبی﴾

پہلے ہمارے یہاں مشہور خطیب مولانا عبدالمجید ندیم شاہ صاحبؒ پاکستان سے تشریف لاتے تھے، بیرون کے ممالک میں بھی اہل گجرات کو مولانا کا میزبان ہونے کا شرف حاصل ہوتا تھا، ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ نبیوں کے مبارک ناموں پر تو گجراتیوں نے قبضہ کر رکھا ہے جس کو نام پوچھو موسیٰ، آدم، یحییٰ، ہارون، صالح۔

بحمداللہ ہمارے علاقوں میں یہ نام بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔

مرتبہ فرمانے لگے کہ نبیوں کے مبارک ناموں پر تو گجراتیوں نے قبضہ کر رکھا ہے، جس کو نام پوچھو موسیٰ۔آدم۔یحییٰ۔ہارون۔صالح، بحمداللہ ہمارے علاقوں میں یہ نام بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔

ابوداؤد شریف میں ایک روایت ہے، حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے روز تم اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤں گے، اس لئے اپنے اچھے نام رکھا کرو۔

﴿نامناسب نیت سے نام رکھنے کی ایک معروف مثال﴾

ایک مثال ہے آج سے آٹھ دس برس پہلے مسلمانوں میں ایک شہرہ تھا کہ اپنے لڑکو ں کے نام عمران رکھتے تھے، میں لوگوں سے کہتا تھا عمران نام قرآن میں آیا ہے، بہت اچھا نام ہے، اللہ کے ایک نیک بندے کا نام ہے لیکن مسلمان اولاد کا نام عمران اس لئے رکھتے ہیں کہ پاکستان کی کرکٹ ٹیم کے کپتان کا نام عمران ہے، دیکھو! نیت میں فرق ہو جائے تو کتنی بات بدل جاتی ہے کہ عمران نام اگر تم رکھو کہ قرآن میں یہ نام آیا ہے، اللہ کے نبی کے خاندان میں سے ایک فرد کا نام ہے تو بہت اچھی بات ہے لیکن لوگ یہ نام رکھتے ہیں عمران

اس لئے کہ وہ ایک Player ایک کھلاڑی کا نام ہے، تو میری بہنو! نیت بدل گئی تو اس کا اثر (Benifit) اور فائدہ بھی بدل جائے گا۔

﴿بچوں کے نام کون رکھے؟﴾

قرآن کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے ان کا نام رکھا تھا، ہمارے یہاں بس پھوپھیوں نے نام رکھنا اپنا حق سمجھ رکھا ہے، ان سے رائے مشورہ نہ لو، تو وہ ناراض ہو جاتی ہیں، یہ رواج غلط ہے، پتہ نہیں کس طرح ہمارے معاشرہ میں یہ آگیا؟ قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ والدہ یعنی خود بچے کی ماں بھی اولاد کا نام رکھ سکتی ہے۔

﴿حضرت حنّہ کی دعا﴾

حضرت حنّہ نے اپنی بیٹی کا نام رکھا وانی سمیتها مریم آگے اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حنّہ اتنی نیک عورت تھیں کہ بیٹی پیدا ہوئی، فوراً اللہ سے دعا مانگی کہا وانی اعیذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم[پارہ:۳ ،سورۃالعمران:۳۶] (اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے حفاظت کے لئے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں۔) اے اللہ! تو میری اس بیٹی مریم کو شیطان سے بچا کر رکھنا اور میری بیٹی مریم کی جو اولاد ہووے، اس کو بھی تو شیطان سے بچا کر رکھنا۔ سبحان اللہ.....

﴿ولادت کے وقت شیطان کی حاضری﴾

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے: عن ابی هريرةؓ قال قال النبی ﷺ كل بنى ادم يطعن الشيطان فى جنبه باصبعه حين يولدغير عيسى بن مريم ذهب لطعن فطعن فى الحجاب

(بخاری شریف، کتاب بدء الخلق ص/۹۷۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب آدم کا بچہ یعنی انسان پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اس کو چھوتا ہے (اور بچہ شیطان کے چھونے سے روتا ہے) سوائے مریم اور اس کے بیٹے (حضرت عیسیٰؑ) کے، پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ آیت پڑھی۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مریمؑ اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کو شیطان نے ولادت کے وقت نہیں چھویا، اس سے معلوم ہو کہ اولاد کو شیطان سے اللہ کی پناہ میں دیتے ہوئے، ہمیشہ شیطانی کوشش سے محفوظ رکھنے کا فکر کرنا چاہیے۔

﴿بچوں کی حفاظت کے لئے بہترین دعا﴾

صحیح بخاری شریف میں بچوں کی حفاظت کے لئے خاص دعا آئی ہے:

اعوذ بکلمات اللّٰہِ التّامّاۃِمِن کُلِّ شَیطَانٍ وَّھامَّۃٍوَّمِن کُلِّ عَینٍ لَّامَّۃٍ۔

ترجمہ: میں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں، ہر ایک شیطان اور زہر والے جانور سے اور نقصان پہنچانے والی بری نظر سے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے لئے خود نبی کریم ﷺ بھی ان کلمات سے پناہ مانگتے اور فرمایا حضرت ابراہیمؑ بھی حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسحاقؑ کے لئے ان کلمات سے پناہ مانگتے تھے۔

﴿فکر مند ماں﴾

میری دینی بہنو! اس زمانہ کی عورتیں کیسی تھیں کہ ابھی تو بچہ پیٹ میں تھا، پھر بچہ پیدا ہوا ہے اور اس کے Future (مستقبل) کے لئے کتنی بڑی بڑی نیک امید، نیک آرزو اور نیک دعا اللہ سے کر رہی ہیں، کیسی وہ عورتیں تھیں، چنانچہ حضرت حنّہ نے فوراً اللہ سے عرض کیا ''اے اللہ تو میری بیٹی کو شیطان سے بچا کر رکھنا اور میری بیٹی کی جو اولاد ہوں، اس کو بھی تو شیطان سے بچا کر رکھنا''۔

﴿جذبہ والی ماں اور یتیم بچی﴾

حضرت حنّہ نے اللہ سے دعا کی، دعا کرنے کے بعد اب سوچا کہ میری منت مجھے پوری کرنی ہے تو حضرت حنّہ نے اپنی چھوٹی سی لڑکی کو، معصوم لڑکی کو اپنی گود میں اٹھایا اور بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئیں۔

کیسی ماں ہے، اندازہ لگاؤ میری دینی بہنو! کہ ابھی تو بچی پیدا ہوئی، آج Baby پیدا ہوئی اور ماں کو فکر ہے کہ میں نے اللہ کے سامنے نیت کی تھی کہ اس کو اللہ کے دین کے لئے دے دوں گی تو فوراً نام رکھا اور نام رکھ کر دعا کی اور بچی کو ایک کپڑے میں لپیٹا اور بیٹی کو لیکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوگئی، سبحان اللہ! کیسی جذبہ والی ماں ہے۔

کہتے ہیں حضرت حنّہ کے Husband (شوہر) حضرت مریمؑ کے ابا حضرت عمران کا تو انتقال ہوگیا تھا، گویا کہ حضرت مریم یتیم ہو کر کے پیدا ہوئی، جس دن پیدا ہوئی اسی دن سے یتیم تھی۔ ہمارے حضور ﷺ بھی یتیم ہی پیدا ہوئے تھے۔

﴿ماں بیٹی بیت المقدس پہنچے﴾

اس یتیم بچی کو لے کر ماں حضرت حنّہ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ کے دوازہ پر جاتی ہے، وہاں پر بہت سارے اللہ کے نیک بندے رہتے تھے، ان کو جا کر کہا ''میں اپنی چھوٹی سی بچی کو لے کر آئی ہوں تم میری بچی کو اللہ کے دین کے لئے قبول کر لو، میں یہ بیٹی دینے آئی ہوں اس لئے کہ میں نے اللہ سے منت مان لی تھی، کچھ بھی ہو میری اس بیٹی کو اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے قبول کر لو۔

سارے کے سارے اللہ کے نیک بندے جو بیت المقدس میں رہتے تھے، سب جمع ہوگئے، حضرت حنّہ نے صاف صاف بات کی، کہنے لگی دیکھو! مجھے معلوم ہے کہ اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے مسجد کے لئے مرد (لڑکوں) کو فارغ کر کے دیتے ہیں اور میں تو

لڑکی لے کر آئی ہوں لڑکی کو حیض وغیرہ بھی پیش آتا ہے، یہ مسئلہ بھی ہے۔

﴿حیض آنا بعض مرتبہ عجیب رحمت بنتا ہے﴾

جب نبی کریم ﷺ زندگی کا آخری حج کرنے کے لئے تشریف لائے تو حضرت عائشہ ؓ کو حیض آ گیا اور حضرت عائشہ ؓ کا عمرہ باقی رہ گیا، بعد میں نبی کریم ﷺ نے جب حضرت عائشہؓ حیض سے پاک ہوگئی تو ان کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو فرمایا کہ تمہاری بہن کو لے کر 'تنعیم' جاؤ اور وہاں سے احرام باندھ کر لے آؤ اور عمرہ کی قضا کرلو۔

میری دینی بہنو! سمجھ رہی ہو اس Point (ن) کو حضرت عائشہ ؓ کو حیض آنا اور عمرہ قضا ہو جانا، قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے رحمت بن گیا کہ آج مکہ میں رہتے ہوئے جس کو بھی عمرہ کرنے کا ارادہ ہووے، تو وہاں چلے جاؤ، جہاں حضرت عائشہؓ احرام باندھنے گئی تھیں اور وہاں سے احرام باندھ کر کے آؤ اور آ کر کے عمرہ کرلو۔

کتنا رحمت بن گیا حضرت عائشہؓ کا عمل، جہاں تنعیم میں حضرت عائشہؓ نے احرام باندھا تھا، آج اسی جگہ پر عالی شان مسجد بنی ہوئی ہے، جس کو ''مسجد عائشہ ؓ'' کہا جاتا ہے اور وہیں سے لوگ عمرہ کا احرام باندھتے ہیں۔

﴿حضرت حنّہ نے منت پوری کی﴾

حضرت حنّہ نے کہا یہ بچی ہے، جس کے متعلق طبعی طور پر بہت سارے مسائل ہیں، پردہ کا مسئلہ بھی ہے، یہ سب Problem (مسائل) ہیں لیکن میں اپنی لڑکی واپس گھر نہیں لے جاؤں گی، میں نے اللہ سے منت مانی ہے، منت پوری کر کے رہوں گی، میری بچی کو رکھ لو، اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے، میں اس کو اب واپس نہیں لے جاؤں گی۔ کیسی جذبہ والی وہ ماں تھی!!!

چنانچہ بیت المقدس کے عالموں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ حضرت حنّہ جب اتنا مبارک

جذبہ رکھتی ہے تو ہم اس لڑکی مریم کو اللہ کے گھر کی خدمت کے لئے قبول کر لیتے ہیں، ویسے بھی جو جائز کام کی منت اللہ کے لئے اپنے ذمہ کی ہو، اس کو پورا کرنا واجب ہوتا ہے۔

﴿حضرت مریمؑ کی کفالت کون کرے؟﴾

اب جتنے عالم تھے، بڑے بڑے وہاں رہنے والے اللہ کے نیک بندے اور علماء، وہ سب بحث کرنے لگے، کوئی کہتا ہے کہ میں بچی کو رکھوں گا، کوئی کہتا ہے کہ میں بچی کو رکھوں گا، کوئی کہتا ہے میں مریم کو اپنے پاس رکھوں گا، ہر ایک میں آپس میں بحث ہونے لگی، ہر ایک تیار ہے کہ میں خدمت کروں گا اس لڑکی کی، اس کو میں بڑا کروں گا۔

اس لئے کہ حضرت مریمؑ کے ابا حضرت عمران یہ مسجد اقصیٰ کے سابق امام تھے اور تقریباً سب موجودہ اماموں کے استاذ تھے اس لئے انہوں نے چاہا کہ ہمارے بڑے بزرگ، ہمارے استاذ حضرت عمران کی بیٹی ہماری خدمت میں رہے، ہم کو خدمت کرنے کا موقعہ ملے، اس لئے ہر ایک کی طرف سے مطالبہ ہونے لگا، میں رکھوں، میں رکھوں، میں رکھوں۔

﴿حضرت زکریا علیہ السلام کی پیشکش﴾

اسی زمانہ میں مسجد اقصی میں بیت المقدس میں اللہ کے ایک پیغمبر رہتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام، یہ اللہ کے نبی تھے اور مسجد اقصی کے امام تھے، حضرت زکریا علیہ السلام نے تمام عالموں سے فرمایا کہ یہ لڑکی مجھے دے دو، اس بچی کو میں اپنے گھر لے جاؤں گا۔

اس بات کی وجہ ظاہر تھی اس لئے کہ حضرت زکریاؑ اس وقت بیت المقدس کے بڑے امام تھے اور دوسری خاص وجہ بتائی کہ مریم کی خالہ، حضرت زکریا میری بیوی ہے، حضرت زکریا علیہ السلام کی جو بیوی تھی (جن کا نام ایشاع تھا) وہ حضرت مریمؑ کی خالہ تھی اور کہا کہ خالہ کا درجہ ماں کے برابر ہوتا ہے الخالة کالأمّ (خالہ ماں کے درجہ میں ہوتی ہے) تو حضرت زکریا علیہ السلام کہنے لگے میری بیوی مریم کی خالہ ہے اور خالہ ماں کے درجہ میں

ہوتی ہے اس لئے میں مریم کو اپنے گھر لے جاؤں گا، تب بھی تمام اماموں نے قبول نہیں کیا، سب نے کہا نہیں زکریا آپ نہیں لے جا سکتے۔

﴿ایک انوکھی تجویز﴾

کہا اچھا چلو چٹھی ڈالو، قرعہ اندازی کرو، جس کے نام کی چٹھی نکلے اس کو ہم مریم دے دیں گے، چنانچہ چٹھی ڈالی، کیسی عجیب چٹھی ڈالی، اللہ نے یہ چٹھی ڈالنے کا منظر بھی قرآن میں بیان فرمادیا **وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم** [پارہ :۳، سورۃ آل عمران: ۴۴] (تم اس وقت ان کے پاس نہیں تھے، جب وہ یہ طے کرنے کے لئے اپنے قلم ڈال رہے تھے، کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے گا)

یہ سب لوگ تورات کتاب کو لکھتے تھے اور تانبے کے قلم سے اللہ کی کتاب تورات لکھتے تھے، کہا یہ جو ہمارے تانبے کے قلم ہے، جس سے ہم تورات جیسی مبارک کتاب لکھتے ہیں، چلو یہ پین لے کر کے ہم ایک ندی کے کنارے جاتے ہیں ''نہر اُردُن'' کے کنارے پر جاتے ہیں اور سب کے سب عالم لوگ اپنا اپنا قلم ندی کے پانی میں ڈال دے، جس کا قلم پانی میں سلامت رہے گا، اس کو مریم ملے گی اور جس کا قلم پانی میں ڈوب جائے اس کو مریم نہیں ملے گی، یہ فیصلہ ہوا چنانچہ تمام علماء ندی کے کنارے پر گئے، سب نے اپنی پین ڈالی، اللہ اللہ.....حضرت مریمؑ اللہ کی کیسی بندی ہوگی کہ اللہ نے ان کے متعلق ایک ایک چھوٹی چھوٹی بات بھی قرآن میں بیان فرمادی۔

﴿ایک عجیب بات﴾

سب نے اپنے اپنے قلم ڈالے، حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی اپنا قلم ڈالا تو سب علماء کے قلم پانی میں ڈوبنے لگے، پانی میں بہنے لگے اور حضرت زکریا علیہ السلام کا جو قلم تھا وہ پانی میں سلامت رہا۔

اس واقعہ میں دو معجزات ظاہر ہوئے (۱) تانبے کا وزن دار قلم پانی میں ڈوبا نہیں تیرنے لگا۔ (۲) پانی کے بہاؤ کی مخالف سمت میں بہنے لگا۔ یہ اللہ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔ لگتا ایسا ہے کہ خود باری تعالی کو ہی یہ منظور تھا کہ حضرت مریمؓ کی کفالت ان کے خالو حضرت زکریاؑ کریں۔

وکفّلھا زکریا

(اور زکریا اس کے سرپرست بنے)

تفسیر میں لکھا ہے کسی بندہ پر اللہ کا یہ بڑا انعام ہوتا ہے کہ وہ نیک اور صالح بندوں کی کفالت اور پرورش میں ہو۔

﴿ضرورت مرشد﴾

ہر انسان کو اپنے اعمال اور احوال کی نگرانی کے لئے کسی نہ کسی مرشد کی ضرورت ہوتی ہے کوئی دین دار، متقی، کامل علم و عمل والے، اللہ کے نیک بندے، صاحب نسبت ولی کو اپنا بڑا مان لو ہم اپنے احوال و اعمال کا ان کو نگران بنائے

اصلاحی ضروریات میں ان کے مشورہ سے کام کریں، یہ بہت ضروری ہے۔ ایسے نگران آدمی کو ''مرشد'' کہتے ہیں، اسی کو ہم نے ''پیر صاحب'' کا لقب بھی دیا ہے۔ قرآن حدیث اور سلف صالحین کے طرز عمل سے اس کی اہمیت اور ضرورت کا ثبوت ہوتا ہے۔

﴿حضرت مریمؓ نورانی ماحول میں﴾

فیصلہ ہو گیا کہ مریم حضرت زکریا علیہ السلام کو دے دی جائے، کتنا پیارا فیصلہ ہو گیا، حضرت زکریا علیہ السلام اللہ کے نبی حضرت مریمؓ کو گھر لے گئے، اللہ تعالی حضرت مریمؑ کو ایک نبی کے ذریعہ تربیت کرانا چاہتے تھے تا کہ ایک نبی کے گھر کا نورانی ماحول مل جائے تو حضرت مریمؑ بھی اللہ کی نیک بندی بن جائے، ایسے تو حضرت مریمؑ کے والد، اماں، خالہ،

خالو، خالو کے بیٹے پورا گھرانہ متقی اور صالح لوگوں کا تھا، سب کے سب ایک سے بڑھ کر ایک علم وعمل والے تھے، یہ ایک پیغمبر کے گھر کا ماحول حضرت مریمؑ کو نصیب ہوا، خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریمؑ کو اپنے گھر لے گئے۔

حیرت انگیز نشوونما

کہتے ہیں حضرت مریم ایسی عجیب عورت تھی قرآن میں ہے **فتقبّلھا ربّھا بقبولٍ حسنٍ و انبتھا نباتًا حسنًا** [پارہ:۳سورۂ ال عمران:۳۷] (چنانچہ اس کے رب نے اس (مریم) کو بطریق احسن قبول کرلیا اور بہترین طریقہ سے پروان چڑھایا) یہ لڑکی اللہ کی قدرت سے کیسے بڑی ہوتی تھی؟ چھٹا پھٹ بڑی ہوتی تھی، بڑی تیزی سے نشوونما ہوا۔

ہمارے یہاں مدرسوں میں جلالین شریف پڑھائی جاتی ہے اس میں لکھا ہے کہ ’’عام طور پر بچہ ایک سال میں جتنا بڑھتا ہے، حضرت مریمؑ ایک روز میں اتنا بڑھ جاتی تھیں اور بڑی ہوجاتی تھیں‘‘ **فتقبّلھا ربّھا بقبولٍ حسنٍ و انبتھا نباتًا حسنًا.**

اورصرف جوان ہی نہیں ہوئی بلکہ نیک ماحول اور عمدہ تربیت کی برکت سے بہت نیک مزاج کی ایک بہت نیک زندگی والی حضرت مریمؑ ہوگئی، گویا حضرت مریمؑ میں دو طرح کی خوبی ہوئی شروع زندگی سے ہی اللہ تعالی کی عبادت اطاعت کرنے والی اور ان کا نشوونما جسمانی بڑھاؤ عام بچوں سے زیادہ ہی تھا۔

پیغمبر کی احتیاطی تدبیر

جب حضرت مریمؓ بڑی ہوگئی تو حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ کام کیا کہ مسجد اقصی کے بالکل بازو میں ایک کمرہ خاص کروایا اور اس کمرہ میں حضرت مریمؑ کا قیام کروادیا، اب ہوتا یہ کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب کبھی کہیں جانا ہوتا تو حضرت مریمؑ کو اس کمرہ میں رکھتے، حضرت مریمؑ پورا دن اس کمرہ میں رہتی، اللہ کی عبادت کرتی، اللہ کی بندگی کرتی، اللہ

کا ذکر کرتی اور جب رات ہوتی تو حضرت زکریا علیہ السلام جو خالو تھے، حضرت مریمؑ کو گھر لے جاتے اور ان کی خالہ کے پاس لے جا کر کے رکھتے، پھر صبح ہوتی تو مسجد میں لے آتے، مسجد کے کمرہ میں رکھ دیتے اور حضرت مریمؑ کمرہ میں رہ کر اللہ کی عبادت کرتی۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو کہیں جانا ہوتا تو حضرت مریمؑ کو کمرہ میں چھوڑتے اور باہر سے تالا لگا دیتے تھے، گویا دروازہ مقفل کر کے جاتے، سبحان اللہ..... کیسے فکر رکھنے والے تھے کہ میری یہ بھانجی (حضرت مریمؓ) اس کی حفاظت ہو، اس کے لئے باہر سے تالا لگا کر کے جاتے تھے۔ اب اللہ کی عجیب قدرت دیکھو! اللہ قرآن میں فرمارہے ہیں، یہ کوئی Story اور کوئی کہانی نہیں ہے، فرمایا:

کلّما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقًا

[پارہ:۳، سورۃال عمران:۳۷]

(جب بھی زکریا ان کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے، ان کے پاس کوئی رزق پاتے۔) اللہ کی قدرت حضرت زکریا علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں اور کمرہ کا دروازہ کھول رہے ہیں، عجیب چیز دیکھتے ہیں کہ حضرت مریمؑ کے پاس پھل اور فروٹ رکھے ہوئے ہیں، اللہ اللہ.... حضرت زکریا علیہ السلام حیران کہ میں تو تالا لگا کر گیا تھا، Lock کر کے گیا تھا پھر مریم کے پاس یہ فروٹ کہاں سے آتا ہے؟ کون دے جاتا ہے یہ فروٹ؟

آج کل کے حالات میں ماں باپ کی ایک خاص ذمہ داری

میری دینی بہنو! ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ ہماری اولاد کے پاس کیا کیا ہے؟ اس کے کباٹ میں، اس کے Bed room (سونے کا کمرہ) میں کیا کیا ہے؟ یہ کبھی کبھی چیک کرنا چاہئے، ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے الگ روم تو بنادیتے ہیں، الگ کباٹ تو اس کو دے دیتے ہیں لیکن کبھی کبھی چیک بھی کریں، کہیں کوئی غلط چیز تو ان کے کباٹ یا کمرہ

میں نہیں ہے، اللہ حفاظت میں رکھے، آپ میری اس جسارت کو معاف کرنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے لڑکے کے Bed room میں کوئی چیز ایسی ہو جو اس کی Girl friend (دوست لڑکی) نے دی ہو، آپ کی جوان لڑکی کے Bed room میں اس کے کباٹ میں کوئی چیز ایسی ہو جو اس کے Boy friend (دوست لڑکا) نے دے رکھی ہو Gift (ہدیہ) کا ہو اور لڑکا لڑکی کا ناجائز تعلق چل رہا ہو، اس لئے کبھی کبھی چیک کر لینا چاہئے، یہ ماں باپ کا فرض ہے۔ آج بہت ساری چیز اولاد کے پاس ہیں، وہ استعمال کر رہے ہیں لیکن معلوم ہی نہیں کہ بچے کہاں سے لا کر وہ چیزیں استعمال کر رہے ہیں؟ حضرت مریمؓ والا تقوی عبادت کا مقام تو نہیں ہے کہ غیب سے رزق آوے ظاہر ہے کہ کوئی چھپا ہوا ناجائز تعلق ہو جس کی نحوست سے یہ سب چیزیں آرہی ہوں۔

بے موسم پھل اور حضرت زکریا علیہ السلام کا سوال

حضرت زکریا علیہ السلام نے دیکھا کہ میری بھانجی مریم کے پاس یہ Fruit (پھل) آئے ہوئے ہیں حالانکہ میں تو تالا لگا کر جاتا ہوں، کوئی دوسرا یہاں آہی نہیں سکتا۔

پھر یہ Fruit کون دے گیا؟

یہ کہاں سے آیا؟

حضرت زکریا علیہ السلام نے سوال کیا قال یمریم انّی لک ھذا اے میری بھانجی مریم بتاؤ! یہ فروٹ تم کو کون دے جاتا ہے؟ کہاں سے آیا؟ سبحان اللہ.....

حضرت مریمؓ نے ایمان تازہ کرنے والا جواب دیا، قالت ھو من عند اللہ اے میرے خالو! یہ پھل اور فروٹ مجھے میرے اللہ نے دئے ہیں، اللہ کے غیبی خزانہ سے آئے ہیں، خدا کے یہاں سے یہ پھل فروٹ جنت سے آئے ہیں، آگے حضرت مریمؑ کہتی ہے: انّ

اللّٰہ یرزق من یّشاء بغیر حساب[پارہ:۳، سورۃالعمران:۳۷] اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے روزی دیتے ہیں۔

کتنی نیک ہوگی حضرت مریمؑ کہ اللہ تعالی خود حضرت مریمؑ کے لئے پھل اور فروٹ بھیجے، حضرت مریمؑ نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا، اللہ کی ولیہ اور پکی مؤمنہ تھی، قرآن میں ان کے لئے ''صدیقہ'' کا لفظ ہے، یہ نبوت کے بعد کا درجہ ہے۔

میری دینی بہنو! اگر تم نیک بن جاؤ گی، اللہ کی عبادت کرنے والی بن جاؤ گی، صالحہ بن جاؤ گی، اپنی عفت کی حفاظت کرو گی، اللہ تم کو بھی غیب سے روزی دینے کی قدرت رکھتے ہیں، اللہ غیب سے پھل فروٹ کھلا سکتے ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کا ایمان تازہ کرنے والا واقعہ

اس پر ایک حدیث مجھ کو یاد آگئی، حدیث میں ایک بڑا عجیب قصہ آیا ہے، ایک مرتبہ ایسا ہوا میرے حضور حضرت محمد ﷺ کئی دنوں کے بھوکے تھے، بہت دن ہو گئے حضور ﷺ کو کھانا نہیں ملا، سب بیویوں کے گھر گئے کسی بیوی کے پاس کچھ کھانا مل جائے، تمام بیویوں نے جواب دیا اللہ کے رسول گھر میں کوئی چیز کھانے کے لئے نہیں ہے تو حضور ﷺ اخیر میں اپنی بیٹی کے یہاں گئے، حضرت فاطمہؓ کے یہاں، فرمایا بیٹی فاطمہ! تمہارے ابا جان بھوکے ہیں، کچھ کھانے کے لئے ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے جواب میں کہا: میرے ابا! میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے۔

اللہ..اللہ...کیسا خاندان تھا حضور ﷺ کا، تمام بیویوں کے پاس کچھ نہیں اور جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کے پاس بھی کچھ نہیں، کئی دن ہو گئے بھوک سے، میری دینی بہنو! اللہ کا شکر ادا کرو، اللہ نے ہم کو کھانے پینے کی کتنی نعمتیں دے رکھی ہے، جب حضرت فاطمہؓ نے منع کر دیا تو حضور ﷺ وہاں سے نکل کر کے روانہ ہو گئے، بیٹی کے یہاں

بھی کچھ نہیں ہے۔

اتنے میں ایسا ہوا کہ ایک باندی حضرت فاطمہؓ کے پاس ایک برتن میں دو روٹی اور ایک گوشت کا ٹکڑا لے کر کے آئی، حضرت فاطمہؓ خوش ہوگئی اور ایک بڑے برتن میں جس کو 'لگن' کہتے ہیں (ہمارے یہاں آٹا گوندھنے کا برتن) اس برتن میں وہ دو روٹی اور گوشت کا ٹکڑا رکھ دیا اور اس کو ڈھانک دیا کپڑے سے اور ڈھانکنے کے بعد حضرت حسنؓ کو یا حضرت حسینؓ کو دونوں میں سے کسی ایک کو بھیجا کہ بیٹا جاؤ! تمہارے نانا میرے ابا حضور ﷺ کو بلا کر لے آؤ، روٹی کا انتظام ہوگیا ہے، حضرت حسنؓ یا حسینؓ دوڑ کر گئے، حضور ﷺ ابھی راستہ میں تھے، عرض کیا نانا جان گھر تشریف لایئے، روٹی کا انتظام ہوگیا ہے۔

آپ دیکھئے کھانا لمبی مدت کے بعد ملا تو حضرت فاطمہؓ کے دل کا جذبہ کیسا ہے؟ عرض کرتی ہیں "میں بھوکی ہوں، میرے دونوں لاڈلے حسن، حسین بھوکے ہیں، میرے شوہر حضرت علیؓ وہ بھی بھوکے ہیں، ہمارا پورا گھرانہ بھوکا ہے لیکن یہ جو دو روٹی ملی ہے، میں اللہ کے نبی ﷺ کو کھلاؤں گی، ابا جان کو کھلاؤں گی میں بھوکی رہوں گی، میری بچے بھوکے رہیں گے لیکن یہ کھانا میں میرے ابا اللہ کے رسول ﷺ کو کھلاؤں گی" کیسی عورت تھی خود بھوکے رہنا پسند ہے، اپنے بچوں کو بھوکا رکھنا پسند ہے، اپنے شوہر کو بھوکا رکھنا پسند ہے لیکن محبت یہ ہے کہ میں حضور ﷺ کو یہ روٹی کھلاؤں گی۔

جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ کہنے لگی: ابا جان! یہ کھانا قبول فرمالیجئے، میں نے آپ کے لئے چھپا کر رکھ دیا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا: بیٹی! وہ کھانا لاؤ کہاں ہے؟ حضرت فاطمہؓ وہ بڑا برتن لے کر گئی، دیکھئے وہ بہت بڑا برتن تھا اور اس میں صرف دو روٹی اور ایک گوشت کا ٹکڑا تھا، حضور ﷺ نے وہ برتن طلب فرمایا اور کھولا، اللہ کی عجیب قدرت ظاہر ہوئی، وہ پورا کا پورا برتن روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا، یہ اللہ کی غیبی مدد آئی کہ دو روٹی اور ایک ٹکڑا تھا لیکن اللہ نے حضرت فاطمہؓ کا اخلاص، حضرت فاطمہؓ کی محبت

کی برکت اور آپ ﷺ کا معجزہ کہ پورا برتن روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔

حضور ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی سے پوچھا؛ بیٹی یہ اتنا سارا کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ حضرت فاطمہؓ نے بہت اچھا جواب دیا، (اللہ ہمارے لڑکوں کو ہماری لڑکیوں کو ہماری بہنوں کو ایسا ایمان ویقین سے بھرا ہوا جواب دینے کی توفیق عطا فرمائے)

حضرت فاطمہؓ بولتی ہیں؛ میرے ابا یہ کھانا اللہ کے یہاں سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتے ہیں، بغیر حساب کی روزی دیتے ہیں، یہ اللہ کے یہاں سے آیا ہے۔

یہ نہیں کہا فلاں دے گیا، شوہر کما کر لایا ہے، بیٹا کما کر لایا ہے، ایسا جواب نہیں دیا، کتنا پیارا جواب دیا کہ یہ کھانا اللہ کے یہاں سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتے ہیں اسے بغیر حساب کے روزی دیتے ہیں، حضور ﷺ بہت خوش ہوئے، خوش ہوکر فرمانے لگے میری بیٹی فاطمہ آج تمہاری زبان سے وہ جواب نکلا ہے جو بنو اسرائیل کی سردار حضرت مریمؑ کا جواب تھا، کہ مریم نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ پھل فروٹ اللہ کے یہاں سے آتے ہیں اور میری بیٹی فاطمہ بھی یہی جواب دے رہی ہے کہ یہ کھانا اللہ کے یہاں سے آیا ہے، حضور ﷺ بہت خوش ہوئے، اپنی بیٹی کی زبان سے یہ جواب سن کر کے۔

نعمت پر خدا کا شکر

امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے، اس میں ایک اہم بات یہ بھی نقل فرمائی کہ جب یہ گوشت اور روٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس آئی تھی، فوراً آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا، درود شریف پڑھا اور جب خود نبی کریم ﷺ نے بھی اس گوشت اور روٹی کو دیکھا تو اس پر اللہ کا شکر کیا۔

معلوم ہوا نعمت کے ملنے پر دل وزبان سے اللہ کا شکر ادا کرو، الحمد للہ پڑھو، کوئی بھی نعمت ملے دینی، دنیوی یا کوئی خوشی کی خبر پائے ہماری عادت اور مزاج ایسا بن جائے کہ فوراً

اللہ کی تعریف اور شکر کے مبارک الفاظ زبان سے نکلے۔

حضور ﷺ نے وہ کھانا کھایا، حضرت علیؓ کو بلایا، انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا، حضرت حسنؓ حسینؓ نے پیٹ بھر کر کھایا اور حضور نے پھر اپنی تمام بیویوں کو پیٹ بھر کر کھلایا لیکن ایسی برکت ہوئی کہ حضور ﷺ حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت فاطمہؓ اور تمام ازواجؓ پیٹ بھر کر کھا رہی ہیں، پھر بھی اس برتن میں سے ذرا برابر کمی نہیں ہوئی، برتن کھالی نہیں ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اڑوس پڑوس والوں کو محلّہ والوں کو سب کو تقسیم کرو، حضور ﷺ نے وہ کھانا دوسروں کو بھی کھلا دیا۔

حقیقت ہے اگر اللہ پر یقین ہو جائے، اللہ کی عبادت کا جذبہ آجائے تو انشاء اللہ، اللہ تعالی غیب سے ایسی روزی عطا فرماتے ہیں، اللہ ہم سب کو اپنی قدرت پر یقین عطا فرمائے اور حضور ﷺ کی کامل محبت عطا فرمائے ایسی محبت جو حضرت فاطمہؓ میں تھی، خود بھوکی رہی، بچوں کو بھوکا رکھا، شوہر کو بھوکا رکھا لیکن اللہ کے نبی کے سامنے کھانا پہلے پیش کیا، اللہ حضور ﷺ کے ساتھ ایسی کامل محبت اور پیار ہم سب کو عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

۴

حضرت مریمؑ کی زندگی میں دینی بہنوں کے لئے سبق

(قسط اول)

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

''مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ عورتیں اس دنیا میں ایسی گذری ہیں کہ وہ تمام عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں (۱) حضرت مریمؑ (۲) فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ (۳) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ (۴) حضرت فاطمۃ الزہراءؓ (۵) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ''
''اللہ کے سامنے دعا آہستہ آہستہ کرنی چاہئے، چپکے چپکے کرنی چاہئے، دھیمی دھیمی آواز سے کرنی چاہئے، دعا میں بہت شور نہیں مچانا چاہئے''
''حدیث قدسی میں ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ ''جہاں دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے، میں وہاں ہوتا ہوں''
''اللہ کے ایک ولی کا ملفوظ ہے کہ اللہ والوں سے تعلق کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے اللہ ایمان پر موت عطا فرمائیں گے......انشاء اللہ ''
''ولادت کے سلسلہ کو رکوانا انبیاء علیہم السلام کی متفقہ سنت کی مخالفت ہے''
''حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی خدمت میں لوگ بچوں کو دعا کروانے لاتے تو حضرتؒ **پانچ عین** سے دعا فرماتے'' اللہ تمہارے بچے کو علم، عمل، عمر، عزت، عافیت سے نوازے، پھر فرماتے ذاکر، شاکر، داعی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے''
'اللہ تعالیٰ جس بندہ پر بھی سلام بھیجیں وہ اس بندہ کے لئے بڑی عزت اور بڑی شرافت کی بات ہے''

﴿۴﴾

حضرت مریمؑ کی زندگی میں دینی بہنوں کے لئے سبق (قسط اول)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ اَرۡسَلَہٗ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا بَیۡنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ رَشَدَ وَمَنۡ یَّعۡصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفۡسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیۡئًا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اَمَّا بَعۡدُ......

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ۝ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

ھُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ قَالَ رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ فَنَادَتۡہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَھُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیۡ فِی الۡمِحۡرَابِ اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحۡیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝

[پارہ:۳، سورۂ آل عمران:۳۸، ۳۹]

صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسوله النبیّ الکریم ونحن علی ذلک لمن الشّاھدین والشّاکرین.

عجیب عبادت

گذشتہ کل بات یہاں تک پہونچی تھی، کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی بھانجی حضرت مریمؑ کے لئے بیت المقدس کے پڑوس میں ایک Room (کمرہ) مقرر کردیا اور اسی کمرہ میں حضرت مریمؑ عبادت کرتی تھیں۔

یہ اللہ کی بندی عجیب وغریب عبادت کرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کا بھی حکم تھا حضرت مریمؑ کو، کہ تجھے اللہ کی عبادت کرنی ہے۔ حضرت مریمؑ اتنی لمبی لمبی نماز پڑھتی تھیں اور اتنی دیر تک اللہ کے سامنے کھڑی رہتی تھیں کہ حضرت مریمؑ کے دونوں ٹخنوں پر ورم آجاتا تھا، دونوں پیر سوجھ جاتے تھے، عجیب اللہ کی عبادت کرتی تھیں اور اتنی دیر تک نماز میں کھڑی رہتی تھیں کہ دونوں پیروں میں سے پیلے پیلے رنگ کا پانی جس کو ہم اردو میں پیپ کہتے ہیں، گجراتی میں (પરુ) کہتے ہیں نکلنے لگتا تھا اتنی زیادہ دیر تک وہ اللہ کے سامنے کھڑی رہتی تھیں۔ ساتھ ہی جب بیت المقدس کی خدمت کے لئے ان کی باری آتی تو اس کو بھی برابر انجام دیتیں اور ضروری حاجت کے علاوہ کبھی اس حجرہ سے باہر نہ جاتی تھیں۔

ہمارا حال

میری دینی بہنو! سوچنے کا مقام ہے کہ ایک عورت ذات، اللہ کے سامنے اتنی دیر کھڑی رہے، کہ دونوں پیر سوجھ جائے اور پیر میں سے پیپ نکلنے لگے، کیسی عبادت کرنے والی اللہ کی بندی ہوں گی۔ آج ہم لوگ فریاد کرتے ہیں کہ بیٹھے بیٹھے پیر درد کرنے لگتے ہیں، بیٹھے بیٹھے ہمارے پیر سوجھنے لگتے ہیں اور وہ اللہ کی نیک بندی تھیں، کہ عبادت کرتے کرتے ان کے پیر سوجھ جاتے تھے۔

بے موسم پھل

حضرت زکریا علیہ السلام کو کہیں جانا ہوتا تو حضرت مریمؑ کے حجرہ پر تالا لگا کر جاتے

اور پھر آکر دروازہ کھولتے تو حضرت مریمؑ کے پاس عجیب عجیب قسم کے Fruit (پھل) ہوتے اور Fruit (پھل) بھی کیسے؟ الگ الگ Season (موسم) کے۔

اس لئے کہ Fruit (پھل) کا تعلق موسم سے ہوتا ہے، فروٹ Seasonal ہوتے ہیں، summer (گرمی کا موسم) ہوتا ہے تو گرمی کے موسم کے فروٹ ملتے ہیں اور Winter (سردی کا موسم) ہوتا ہے تو ٹھنڈی کے فروٹ ملتے ہیں، لیکن اللہ کی عجیب قدرت یہ تھی کہ حضرت مریمؑ کے پاس بے موسم پھل ہوتے تھے، گرمی کی موسم میں ٹھنڈی کے پھل ہوتے تھے اور ٹھنڈی کے موسم میں گرمی کے پھل ہوتے تھے، بے موسم انگور ہوتے تھے، یہ عجیب اللہ تعالی کی قدرت تھی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا کہ اللہ تعالی کی عجیب قدرت ہے کہ سردی کی موسم میں گرمی والے پھل ہے اور گرمی کی موسم میں سردی والے تو حضرت زکریا علیہ السلام کے یقین سے ایک نئی آرزو پیدا ہوئی۔

حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے، کمزور ہو گئے تھے، ان کی بیوی بانجھ تھی یعنی بیوی کو اولاد نہیں ہوتی تھی، وہ بھی بوڑھی ہوگئی تھی، دونوں میاں بیوی بوڑھے تھے، ضعیف تھے، کمزور تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام کے یہاں اولاد نہیں تھی۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے آج تک زندگی میں اللہ کی ایسی نرالی قدرت کا مشاہدہ نہیں کیا تھا، کہ اللہ تعالی کسی کو بے موسم پھل دے، یہ پہلا موقع تھا کہ مشاہدہ کرلیا کہ اللہ بے موسم پھل دے رہے ہیں۔

اس کی برکت سے آج حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ سے امید کا ایک نیا شعبہ حاصل ہوا، تو حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کے سامنے دعا کی ہمت کرلی۔

﴿کیا دعاء مانگی؟﴾

عجیب دعاء مانگتے ہیں: ’’اے اللہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں، میری بیوی بھی بوڑھی ہو چکی ہے، میرے بال سفید ہو چکے ہیں، میرے بدن کی ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے، اس کو بھی اولاد نہیں ہوتی ہے، وہ بھی بوڑھی ہوگئی ہے (اور عام طور پر اس دنیا میں مشاہدہ یہ کہ جب مرد اور عورت بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کو اولاد نہیں ہوتی ہے۔) اے اللہ! میں تجھ سے دعا یہ کرتا ہوں کہ جس طرح تو مریم کو بے موسم پھل دے سکتا ہے تو تو ہمارے گھر میں بے وقت اولاد عطا فرما، ابھی موسم اور عمر اولاد کی نہیں ہے، ہم تو بوڑھے ہو گئے ہیں لیکن بے موسم تو پھل دے سکتا ہے، تو عام دستور کے خلاف تو ہمیں اولاد عطا فرما‘‘ یہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کے سامنے دعا مانگی۔

﴿ایک خداداد شرافت﴾

میری دینی بہنو! ویسے تو تمام پیغمبر سوائے حضرت آدم علیہ السلام کہ کسی عورت کے بیٹے ہیں، اللہ نے تمہاری گود کو یہ کرامت بخشی ہے، یہ مقام بخشا ہے، کہ جتنے بھی پیغمبر دنیا میں آئے، سوائے حضرت آدم علیہ السلام کے وہ سب کے سب کسی عورت کی اولاد تھے، تمہاری گود میں اللہ نے چاہا تو نبی پیدا فرمائے، لیکن آج دیکھئے عجیب بات ہے کہ حضرت مریمؑ کی عبادت کی برکت سے، اللہ ایک نبی کو اولاد کی دولت سے نواز رہے ہیں۔

سبحان اللہ... اللہ نے تمہاری عبادت میں، تمہارے تقوی میں، تمہاری بندگی میں، تمہاری عفت و پاک دامنی میں، کیسی تاثیر رکھی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام جیسے پیغمبر کو حضرت مریمؑ کی عبادت کی برکت سے دعا کی توفیق ہوئی اور اس دعا کے نتیجہ میں اللہ نے ان کو اولاد عطا فرمائی۔

﴿دعا کا ایک ادب﴾

چنانچہ حضرت زکریا علیہ السلام اللہ سے دعا کرتے ہیں اور بڑی پیاری دعا مانگتے ہیں، اللہ نے ان کی پوری دعا قرآن میں نقل فرمائی، سورۂ مریم میں اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ o بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

کٓہٰیٰعٓصٓ ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا

[پارہ:۱۶، سورۂ مریم:۱]

کٓہٰیٰعٓصٓ یہ تذکرہ ہے اس رحمت کا جو تمہارے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی، یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ آواز سے پکارا تھا۔

﴿اللہ کے یہاں ٹوٹے دل کی قدر﴾

اللہ فرماتے ہیں: کہ ہم نے ہمارے بندہ زکریا پر جو مہربانی کی تھی، وہ ذرا دھیان سے سنو، حضرت مریمؑ کے کمرہ میں کھڑے ہو کر جہاں حضرت مریمؑ عبادت کرتی تھیں، اس مبارک جگہ پر حضرت زکریاؑ نے اللہ سے دعا مانگی ’’اذنادی ربہ نداء خفیّا‘‘ اللہ اکبر.... حضرت زکریاؑ نے چپکے چپکے، آہستہ آہستہ، دھیمی دھیمی آواز سے اللہ کے دربار سے دعا مانگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سامنے دعا آہستہ آہستہ کرنی چاہئے، چپکے چپکے کرنی چاہئے، دھیمی دھیمی آواز سے کرنی چاہئے، دعا میں بہت شور نہیں مچانا چاہئے۔

اگرچہ آواز سے بھی دعا کر سکتے ہیں، خاص کر اجتماعی دعا کے موقعہ پر۔

کیا دعا تھی؟ قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَہَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ الرَّاۡسُ شَیۡبًا وَّلَمۡ اَکُنۡۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا [پارہ:۱۶، سورۂ مریم:۴] (انہوں نے کہا تھا کہ:

میرے پروردگار! میری ہڈیاں تک کمزور پڑ گئی ہیں، اور سر بوڑھاپے کی سفیدی سے بھڑک اٹھا ہے، اور میرے پروردگار! میں آپ سے دعا مانگ کر کبھی نامراد نہیں ہوا۔)

پہلے اپنی عاجزی ظاہر کرتے ہیں، اے اللہ میں تیرا عاجز بندہ ہوں، کمزور اور محتاج بندہ ہوں، میرے بدن کی ہڈیاں کمزور پڑ گئیں، میرے بال سفید ہو گئے، بالکل بوڑھا ہو گیا۔

﴿دعا کا ایک دوسرا ادب﴾

میری دینی بہنو! جو بندہ یا بندی اپنی دعا میں اپنے آپ کو اللہ کے سامنے عاجز بتلائے، کمزور بتلائے، حقیر بتلائے محتاج بتلائے اللہ کو ایسی دعا بہت پسند ہے، اسی لئے جب اللہ کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤ دل میں اور زبان میں یہ ہو ”اے اللہ میں بے سہارا ہوں، اللہ میرے پاس کوئی سہارا نہیں ہے، کچھ طاقت نہیں ہے“ اپنے آپ کو محتاج ظاہر کرو، اور حقیقت میں بھی، ہم اللہ کے محتاج ہیں، خود اللہ نے فرمایا: **يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ**[پارہ: ۲۲، سورۃ فاطر: ۱۵] اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، محتاج بن کر اللہ سے جو دعا مانگو گے اللہ تعالی کو بڑا پیار آئے گا، کہ یہ میرا بندہ، میری بندی، کیسے ٹوٹے دل سے کیسے محتاج بن کر کے میرے سامنے مانگنے آئے ہیں۔

﴿اللہ کے یہاں ٹوٹے دل کی قدر﴾

حدیث میں آتا ہے ”حدیث قدسی“ ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ ”جہاں دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے، میں وہاں ہوتا ہوں“ اگر ہمارا دل ٹوٹ جائے، شوہر ناراض ہو جائے، باپ کی طرف سے ہم ناامید ہو جائے، اولاد نعوذ باللہ.... نافرمان ہو وے، ہر طرف سے ہم ٹوٹ جائے، مایوس ہو جائے ایسے ٹوٹے ہوئے دلوں میں اللہ ہوتے ہیں، اس لئے مایوسی اور ٹوٹے دل کی حالت میں صرف اللہ تعالی ہی سے عرض کرو، اللہ تعالی انشاء اللہ ہماری دعا کو قبول فرما لیں گے۔

﴿اللہ سے ناامید نہ ہوں﴾

آپ دیکھیں حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کے سامنے اولاً اپنی فقیری، اپنی عاجزی، اپنی کمزوری ظاہر کی پھر اللہ تعالی سے عرض کیا؟ ولم اكن بدعائك رب شقيا ”اے اللہ آج تک میں تجھ سے دعا مانگ کر محروم نہیں ہوا ہوں“

میری بہنو! اللہ سے اچھی امید رکھو، ہم کبھی یہ نہ سوچے کہ ہم دعا مانگتے ہیں، اللہ قبول نہیں فرماتے، یقین یہ ہو کہ اللہ سے جب بھی ہم نے مانگا ہے، اللہ نے دیا ہے اور انشاء اللہ، اللہ دیں گے، لیکن کبھی بھی ناامید نہ ہونا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے یہی عرض کیا کہ اے اللہ آج تک تجھ سے مانگ کر میں محروم نہیں ہوا، جب بھی میں نے مانگا، تو نے دیا۔ اب سنئے حضرت زکریاؑ آگے کیا عرض کرتے ہیں؟ کہ ”اللہ مجھے بیٹا چاہئے، اولاد چاہئے“ لیکن اولاد کیوں چاہئے؟

﴿اولاد کی چاہت اشاعت دین کے لئے﴾

بہنو! پیغمبر کی دعا کے جو مبارک الفاظ ہیں اس سے ہم بھی مانگنا سیکھیں، عرض کرتے ہیں **وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا**[پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۵] (اور مجھے اپنے بعد اپنے چچا زاد بھائیوں کا اندیشہ لگا ہوا ہے، اور میری بیوی بانجھ ہے، لہذا آپ خاص اپنے پاس سے مجھے ایک وارث عطا کیجئے)

اولاد اس لئے مانگی کہ اللہ میں تو بوڑھا ہو گیا، پتہ نہیں کب موت آجائے اور میں مر کر دنیا سے چلا جاؤں، میرے بعد یہ دین کا کام کون کرے گا؟ اس لئے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نبی ہے اور نبی کی ذمہ داری ہوتی ہے، دین کی دعوت کی، غرض دعا میں اولاد مانگی، اس نیت سے تا کہ وہ اولاد دنیا میں آکر کے دین کا کام کرے۔ اس لئے آپ بھی جب اللہ سے

اولاد مانگو، اس نیت سے مانگو کہ ُاے اللہ میری اولاد دنیا میں آکر دین کا کام کرے۔ایک دوسرے موقع پر دعا کے الفاظ اس طرح ہیں:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةًاِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءُ[پارہ:۳سورۂ آل عمران:۳۸](یارب! مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطافرمادے، بیشک تو دعا کا سننے والا ہے) اے اللہ نیک اولاد دے، جو دین پر عمل کرے، دین کو پھیلائے، دین کا کام کرے، پاکیزہ اخلاق واعمال والی اولاد ہو۔

آگے عرض کرتے ہیں:یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا[پارہ:۱۶،سورۂ مریم:۶] اے اللہ! میری وہ اولاد ایسی ہووے کہ ہمارے خاندان میں،حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ سے، جو دین کی امانت چلی آرہی ہے، اس دین کی امانت کو دنیا میں پھیلانے والا بنے، دین کا وارث بنے، دین کے کام کو لیکر کے چلنے والا بنے''

پھر ایک خاص بات کہی واجعله ربّ رضیًّا اے اللہ! میرا بیٹا ایسا ہووے کہ جس سے تو راضی رہے، تیرا پسندیدہ ہووے، میرا بیٹا تیرا چہیتا ہووے۔

عجیب دعا مانگی حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لئے، خلاصہ یہ ہے کہ حضرت زکریاؑ نے بیٹے کے متعلق تین چیزیں مانگی:

(۱) وہ دین کے کام کا بنے، خاندان میں جو نبوت کی میراث چلی آرہی ہے، وہ امانت نبوت دنیا میں پہنچانے والا بنے۔

(۲) دوسری چیز یہ مانگی کہ اے اللہ! میرا بیٹا ایسا ہووے کہ تیری مرضی پر چلنے والا ہو،تو اس سے راضی ہووے،تو اس سے خوش ہووے۔

(۳) تیسری یہ دعا مانگی وہ عالم باعمل بنے، خاندان میں جو علوم بنوت کا سلسلہ چلا آرہا ہے، وہ اس کا صحیح اور کامل وارث بنے۔ یہ تین دعا حضرت زکریاؑ نے اپنی ہونے والی

اولاد کے متعلق مانگی۔

﴿اولاد کے لئے دین داری مانگو﴾

اس لئے میری دینی بہنو! ضروریات دنیا تو اللہ پورا کرہی دیں گے، وعدہ ہے اللہ کا ،کسی کو اللہ بھوکا نہیں رکھے گا ''وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُهَا''[پارہ:۱۲،سورۂ ھود:۶] (اور زمین پر چلنے والا کوئی جانور ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ نے اپنے ذمے نہ لے رکھا ہو۔) روزی کی ذمہ داری تو اللہ نے لے رکھی ہے، اپنی اولاد کے لئے دین داری مانگو، اولاد دین دار ہو جائے، اولاد نیک بن جائے، اللہ اولاد سے دین کا کام لے، اللہ سے ایسی دعائیں برابر مانگتے رہا کرو۔

﴿ایک واقعہ﴾

ایک واقعہ یاد آگیا، واقعہ بھی ہے، لطیفہ بھی ہے، عبرت کی اور نصیحت کی اس میں بات بھی ہے،'' ایک عالم دین، اللہ والے ایک جگہ پر رہتے ہیں تو اس عالم دین کو، اس بزرگ کو لوگ ملنے آتے ہیں، گاڑیاں لے لے کر لینے آتے ہیں، دعا کے لئے لے جاتے ہیں، وعظ ونصیحت کے لئے جاتے ہیں، لوگ ان کی خدمت میں ہدیہ لاتے ہیں۔

﴿علماء صلحاء سے تعلق کا فائدہ﴾

یہ ہمارے لوگوں میں ایک بہت مناسب اور نہایت اہم اور ضروری جذبہ ہے کہ وہ علماء اور نیک لوگوں سے مربوط رہتے ہیں، علماء اور صالحین سے مشورہ کرکے، رہبری حاصل کرکے کام کرتے ہیں، ان سے استفادہ کرتے ہیں اور ان کی صحبت میں رہتے ہیں، ان کے پاس آتے جاتے ہیں۔

آج دنیا کے بہت سے علاقوں میں ہمارے مسلمان بھائی اہل علم، اہل صلاح سے دور ہو گئے ہیں، جس کی وجہ سے ان میں دینی لحاظ سے بڑی کمزوری ہے، جہالت اور غلط

عقائد واعمال زندگیوں میں آجاتے ہیں، اس لئے علماء صلحاء سے تعلق ضرور ہونا چاہئے، اس کی برکت سے صحیح علم، صحیح عمل بھی زندگی میں آئے گا اور انشاء اللہ دنیا اور آخرت میں رضائے الٰہی اور خیر و برکت کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

اللہ کے نیک بندوں کا ارشاد ہے علماء کی خدمت کبھی ضائع اور بے کار نہیں جاتی، اس کی برکت سے اللہ خاندان میں علماء اور حفاظ پیدا فرمائیں گے؛ انشاء اللہ

اللہ کے ایک ولی کا ملفوظ ہے کہ اللہ والوں سے تعلق کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اس کی برکت سے اللہ ایمان پر موت عطا فرمائیں گے...... انشاء اللہ

﴿ حصول علم دین میں والدین کی غلط نیت ﴾

تو میں ایک اللہ والے کی بات عرض کر رہا تھا، اس اللہ والے کے سگے بھائی ان کے پڑوس میں رہتے ہیں، اس سگے بھائی کی بیوی ایک دن اپنے بچہ کو کہنے لگی ''تو کیا یہ سب دنیا کے دھندے اور کاروبار کرتا ہے، جا مدرسہ میں داخل ہو جا، مولوی بن جا، عالم بن جا، لوگ تجھے بھی اس طرح ہدیہ دینے آئیں گے، تجھے بھی لوگ گاڑیاں لے لے کر لینے کے لئے آئیں گے۔

مجھے اس واقعہ کا پتہ چلا تو میں نے کہا: اے اللہ آج ہماری نیتیں اتنی خراب ہو گئیں کہ اولاد کو عالم بنائیں، دین دار بنائیں، دنیا کے واسطے کہ دنیا ملے اس کے واسطے سے۔ **نعوذ باللہ من ذلک**

اولاد کو دین کا علم اس لئے دینا ہے تاکہ اللہ راضی ہو جائے، اللہ خوش ہو جائے اور ہمارے لئے ہماری اولاد، آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جائے، صدقۂ جاریہ بن جائے، اس نیت سے اولاد کو دین کا علم سکھانا چاہئے۔

﴿ دعا کی قبولیت اور اولاد کی خوشخبری ﴾

حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا

کو قبول فرمالیا، سبحان اللہ..... جس جگہ حضرت مریمؑ عبادت کرتی ہیں، اس جگہ پر کھڑے ہو کر حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی، حضرت مریمؑ کی عبادت کی برکت سے ان کا اکرام پھلوں کے ذریعہ ہو رہا ہے، اس کو دیکھ کر حضرت زکریا علیہ السلام کو جذبہ پیدا ہوا اور اسی بابرکت جگہ پر کھڑے ہو کر دعا مانگ لی، اللہ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو قبول فرمالیا۔

کیسے قبول کیا؟

فرشتہ نے آکر خوشخبری سنائی ابھی تو حضرت زکریاؑ عبادت کی جگہ پر تھے، عبادت کی جگہ سے باہر نکلے بھی نہیں تھے، کہ اللہ کے فرشتہ نے آکر کے خوش خبری سنائی، کتنی پیاری خوش خبری سنائی:

یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی [پارہ:۱۶، سورۂ مریم:۷]

(اے زکریا! ہم تمہیں ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔)

اے زکریا! تم نے اللہ سے دعا مانگی، اللہ نے تمہاری دعا کو قبول فرمالیا اور اللہ اپنی مہربانی سے بوڑھاپے میں تم کو اولاد دیں گے، تم بوڑھے ہو چکے ہو، لیکن اللہ اپنی قدرت سے اولاد دیں گے۔ سبحان اللہ..... اللہ کی طرف سے دعا قبول ہوگئی۔

﴿ ولادت کے سلسلہ کو رکوانا انبیاء علیہم السلام کی متفقہ سنت کی مخالفت ﴾

میری دینی بہنو! اس جگہ رک کر کے، دین کی ایک اہم بات میں آپ سب کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، بلاوجہ، بلا کسی Reason کے اس کو رکوانے کی کوشش کرنا یہ انبیاء علیہم السلام کی مبارک اور متفق سنت کے خلاف ہے، اولاد کے مبارک سلسلہ کو آپریشن کے ذریعہ سے یا کسی اور تدبیر کے ذریعہ سے روکنے کی کوشش کرنا، یہ غلط کام ہے۔

خود حدیث میں میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

تزوّجوا الودود الولود فانّی مکاثر بکم الامم یوم القیمة [مشکوۃ شریف: ۲/۲۶۸] ایک حدیث میں ہے فانّی ابا ھی بکم الامم یوم القیمة حضور ﷺ نے ترغیب دی ، ایسی عورت سے شادی کرو جو بہت محبت کرنے والی ہو، سبحان اللہ.....جو بیوی اپنے شوہر سے بہت محبت کرے، وہ بیوی اللہ کے رسول ﷺ کی نظر میں بھی اچھی عورت ہے اور دوسری بات فرمائی 'جو بہت زیادہ بچے دینے والی ہو' اسکے لئے لڑکی کی ماں، نانی، وغیرہ کے احوال سے اندازہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ امت کی تعداد زیادہ ہوگی تو حضور نے ارشاد فرمایا ''میں قیامت کے دن سارے پیغمبروں کے سامنے فخر کروں گا،'' کہ میری امت کتنی بڑی ہے۔

امت زیادہ ہوگی تو حضور ﷺ کے لئے فخر کا ذریعہ ہوگی، اس لئے کہ لڑکی کی ماں، نانی وغیرہ کے احوال سے اندازہ ہوتا ہے، اس لئے ولادت کے سلسلہ کو رکوانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، اولاد یہ اللہ تعالیٰ کی مبارک نعمت ہے۔ اگر بیماری وغیرہ کا عذر ہو تو پہلے کسی ماہر عالم دین، مفتی صاحب سے مسئلہ معلوم کریں پھر آگے بڑھیں۔ خیر...

﴿یحییٰ نام کی حفاظت﴾

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں سے اشارہ مل گیا، کہ لڑکا پیدا ہوجائے تو اس کا نام یحییٰ رکھنا، اللہ نے نام بھی بتلادیا اور ساتھ میں یوں فرمایا: یہ یحییٰ نام ایسا اچھا نام ہے کہ آج تک دنیا میں کسی نے نہیں رکھا، سب سے پہلے حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا نام اللہ کے حکم سے یحییٰ رکھا، یحییٰ کا معنی ہوتا ہے وہ زندہ رہے گا یعنی ایمان کے ساتھ اس کی زندگی رہے گی۔

﴿دو مبارک نام ''احمد'' اور ''محمد''﴾

میری دینی بہنو! ایک بات آپ کو بتلادوں، جیسے زکریا علیہ السلام کے یہاں لڑکا ہوا

تو پہلا اس کا نام یحییٰ رکھا گیا، اس سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں تھا، قربان جاؤں میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ ''محمد'' اور ''احمد'' نام اتنے مبارک نام تھے، کہ جب سے یہ دنیا بنی تھی، ہزاروں برس ہوگئے، لیکن پوری دنیا میں، ہزاروں برس میں عام طور پر اولاد کا نام محمد اور احمد نہیں رکھا گیا، یہ مبارک نام محمد اور احمد ہمارے حضور ﷺ سے ہی دنیا میں مشہور ہوا، گویا اللہ تعالیٰ نے یہ نام Reserve (محفوظ) رکھا تھا، ہمارے حضور کے واسطے، اس لئے یہ مبارک نام اپنی اولاد کے رکھو، انشاء اللہ حضور کے ساتھ 'اسمی' (نام کے اعتبار سے) مناسبت بھی حاصل ہوگی اور اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

﴿حضرت زکریا علیہ السلام کی ایک درخواست﴾

﴿اللہ تعالیٰ سے علم وفہم کا سوال نبیوں کی سنت﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کے ہونے والے بیٹے کا نام بھی بتلادیا۔

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ سے عرض کرنے لگے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّکَانَتِ امْرَأَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا [پارہ: ۱۶، سورۃ مریم: ۸] (زکریا نے کہا: میرے پروردگار! میرے یہاں لڑکا کس طرح پیدا ہوگا؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھاپے سے اس حال میں پہنچ گیا ہوں کہ میرا جسم سوکھ گیا ہے۔) اللہ میں آپ کی قدرت پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپ مجھے بوڑھاپے میں اولاد تو دیں گے، آپ کی قدرت سے سب کچھ ہوسکتا ہے، لیکن مجھے یہ سمجھنا ہے کہ یہ اولاد کیسی ہوگی؟

کیا میں اور میری بیوی دوبارہ جوان ہوجائیں گے؟

اللہ ہم کو بوڑھاپے سے دوبارہ جوان بنائیں گے اور جوان بنا کر اولاد دیں گے؟

یا یہ بوڑھاپے والی کیفیت باقی رہے گی؟

غرض اولاد والی نعمت ملنے کا طریقہ کون سا ہوگا؟

اللہ کے یہاں سے جواب ملا۔

قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ [پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۹]

(کہا: ہاں! ایسا ہی ہوگا، تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ یہ تو میرے لئے معمولی بات ہے۔) زکریا تم اور تمہاری بیوی بوڑھے ہی رہو گے اور ہم اپنی قدرت سے، بوڑھاپے میں تم کو اولاد عطا فرمائیں گے۔

ارشاد ربانی ہوا ''زکریا تم کو یہ نہیں معلوم کہ تم کچھ نہیں تھے، اللہ نے تم کو انسان بنایا تو آج بوڑھاپے میں اولاد دینا اللہ کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے **وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا**. (اس سے پہلے میں نے تم کو پیدا کیا تھا جب تم کچھ بھی نہیں تھے۔)

گویا حضرت زکریاؑ نے کیفیت کی سمجھ، باری تعالی سے طلب کی، اللہ کے کامل بندے علم اور سمجھ بھی اللہ تعالی ہی سے مانگتے ہیں۔

علامت بھی عبادت بھی

اب حضرت زکریا علیہ السلام نے مزید ایک درخواست کی کہ اللہ میرے یہاں لڑکا کب پیدا ہوگا؟ ذرا Fix time (وقت) بتلادو، وہ خوشی کا وقت کب آنے والا ہے؟ وہ مبارک وقت کب آنے والا ہے؟ وہ گھڑی بھی ذرا بتلاؤ۔ اللہ اکبر....

اللہ تعالی نے وقت بتلایا، عجیب وقت بتلایا اللہ نے وقت کے لئے جو نشانی دی، وہ نشانی 'نشانی بھی ہے ساتھ میں اللہ کی عبادت بھی ہے اور اللہ کا شکر بھی ہے' گویا ایک ساتھ تین اچھی چیزیں جمع ہو رہی ہیں۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ آيَةً قَالَ آيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا [پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۱۰] (حضرت زکریا نے کہا: میرے پروردگار! میرے

لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے۔ فرمایا: تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم صحت مند ہونے کے باوجود تین رات تک لوگوں سے بات نہیں کر سکو گے۔) فرمایا: زکریا تمہارے یہاں جب وہ خوشی کا دن آنے والا ہوگا، جس دن تمہاری بیوی کو بچہ ہونے والا ہوگا تو ایسا ہوگا کہ تین دن اور تین رات (Seventy two Hour) تمہاری زبان بند ہو جائے گی، تم بول نہیں سکو گے، کوئی بیماری نہیں ہوگی، تم تندرست ہوگے، تمہاری Health اچھی ہوگی لیکن قدرتی بات، تمہاری زبان سے دنیا کی کوئی بات نکلے گی نہیں، بس تم صرف اللہ کا ذکر کر سکو گے، تسبیح پڑھ سکو گے۔

سبحان اللہ..... اللہ نے کیسی عجیب نشانی بتلائی کہ تین دن تمہاری زبان، دنیا کی کوئی بات نہیں بول سکے گی، صرف اللہ کا ذکر کرے گی تو سمجھ جانا کہ اب میرے یہاں لڑکا پیدا ہونے والا ہے، اللہ نے کتنے اچھے انداز میں خوشی کا وقت بتلایا، اس میں ذکر بھی ہے، شکر بھی ہے۔

نعمت ملنے پر خدا کا شکر بجالاؤ

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا [پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۱۱] (چنانچہ وہ عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آئے، اور ان کو اشارے سے ہدایت دی کہ تم لوگ صبح و شام اللہ کی تسبیح کیا کرو۔)

حضرت زکریا علیہ السلام امام تھے، اس لئے اپنے Room (کمرہ) سے نکل کر Public (عوام) سے کہہ دیا، کہ تم ذکر کرتے رہو، تم بھی تسبیح پڑھتے رہو، ابھی تین دن تک میں تمہارے ساتھ بات نہیں کروں گا۔

وہ مقررہ وقت آگیا، تین دن ایسے گذرے حضرت زکریا علیہ السلام رات دن اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، اللہ کا شکر کر رہے ہیں، کسی کے ساتھ دنیا کی بات نہیں کر رہے ہیں اور اللہ نے ان کے گھر میں بیٹا عطا فرمایا۔

میری دینی بہنو! ہمیں سیکھنے کو ملا کہ اللہ جب اولاد دے یا کوئی اور نعمت دے تو اس پر اللہ کا شکرادا کرنا چاہئے ، کہ اے مالک تیرا کرم ہے کہ تو نے ہم کو اولاد عطا فرمائی ،نعمت سے نوازا۔

﴿خالہ زاد بھائی﴾

معلوم ہوا کہ حضرت یحیٰ علیہ السلام وہ پہلے پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں پیدا ہوئے ،ابھی تھوڑی دیر کے بعد انشاء اللہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ بھی سناؤں گا، حضرت عیسی علیہ السلام حضرت مریمؑ کے پیٹ سے پیدا ہوئے ، حضرت یحیٰ علیہ السلام عمر میں بڑے تھے، حضرت عیسی علیہ السلام عمر میں چھوٹے تھے، لیکن درجہ کے اعتبار سے حضرت عیسی علیہ السلام حضرت یحیی علیہ السلام سے بڑے تھے۔ مقام، مرتبہ، علم حضرت عیسی علیہ السلام کا بہت اونچا تھا، اور دونوں کو حدیث شریف میں خالہ زاد بھائی کہا گیا ہے۔

﴿حضرت عیسی علیہ السلام کی اماں﴾

حدیث شریف میں یہ انوکھی تعبیر ہے کہ اماں یعنی حضرت مریمؑ کی خالہ کو حضرت عیسیؑ کی خالہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی وجہ سے حضرت عیسیؑ اور حضرت یحییؑ کو خالہ زاد بھائی فرمایا گیا۔

گویا بنو اسرائیل خاندان میں ”فاقوذا“ کوئی بڑے آدمی تھے ،ان کی ایک بیٹی حضرت حنہّ تھی ، اس حنہّ سے حضرت عمران جیسے نیک صالح اور بیت المقدس کے امام کی شادی ہوئی اور حضرت عمران اور حنہ سے حضرت مریمؑ کی ولادت ہوئی، گویا حضرت عمران حضرت عیسی علیہ السلام کے نانا ہوئے۔

فاقوذا کی دوسری بیٹی ایشاع سے حضرت زکریا علیہ السلام کا نکاح ہوا اور ان سے حضرت یحیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس لئے حضرت یحییؑ اور حضرت مریمؑ دونوں خالہ زاد

بھائی ہوئے، یہ حقیقی رشتہ ہوا۔

﴿حضرت یحییٰؑ کا ایک اہم کارنامہ﴾

حضرت عیسی علیہ السلام کی نبوت کا اعلان حضرت یحیی علیہ السلام نے بھی کیا تھا، حضرت یحیی علیہ السلام کی زندگی کا یہ بڑا کارنامہ تھا کہ انھوں نے حضرت عیسی علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں اس کی خوش خبری لوگوں کو دی، گویا حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالی کی تقدیر سے تقریبا چھ ماہ پہلے دنیا میں جلدی آئے اور انھوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے لئے رشد و ہدایت اور دین کی محنت و اشاعت کا ماحول تیار کیا۔ قرآن میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:مصدقاً بکلمةٍ من اللّٰہ ۔

﴿حضرت یحیٰ علیہ السلام کی ولادت کے متعلق ارشاد الٰہی﴾

اللہ تعالی نے کتنی اچھی بات فرمائی يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَّآتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَّكَانَ تَقِيًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا وَّسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا[سورۂ مریم :۱۲ .۱۳ .۱۴ .۱۵] (پھر جب یحیٰ پیدا ہو کر بڑے ہو گئے تو ہم نے فرمایا) ”اے یحیٰ کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور ہم نے بچپن ہی میں ان کو دانائی بھی عطا کر دی تھی اور خاص اپنے پاس سے نرم دلی اور پاکیزگی بھی۔ اور وہ بڑے پرہیز گار تھے اور اپنے والدین کے خدمت گذار، نہ سرکش تھے، نہ نافرمان“

﴿اللہ سے بڑی امیدیں قائم کرو﴾

اللہ اکبر..... میری بہنو! میں آپ کو ایک عجیب بات بتلاؤں ہم اللہ سے جتنا مانگتے ہیں، اللہ اپنی شایان شان اس سے زیادہ عطا فرماتے ہیں۔

ہم تو کیا ہے؟

ہماری زبان بھی چھوٹی

ہمارا دل بھی چھوٹا

ہماری سوچ بھی چھوٹی

ہم اللہ سے تھوڑا مانگتے ہیں لیکن اللہ اپنی شایانِ شان، اپنی قدرت سے ہم کو بہت کچھ عطا فرماتے ہیں۔

آپ نے ابھی تھوڑی دیر پہلے سنا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لئے تین دعا مانگی تھی، اللہ نے وہ تینوں نعمتیں عطا فرمائی لیکن اللہ تعالیٰ نے تین سے زیادہ خوبیاں، حضرت یحییٰ علیہ السلام میں رکھ دی۔

گویا ارشادِ الٰہی کا حاصل یہ ہوا کہ زکریا تم نے اپنے بیٹے کے لئے تین دعا مانگی، ہم نے تمہاری تینوں دعاء تمہارے بیٹے میں پوری کر دی لیکن ہم تمہارے بیٹے کو اور بھی Extra (مزید) خوبیوں سے، کمالات سے مالا مال کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اپنی اولاد کے لئے بڑی بڑی امیدیں باندھو، خاص دین کے اعتبار سے بڑی بڑی امیدیں باندھو اور اس کی دعا بھی مانگنی چاہئے۔

﴿اولاد کے لئے دعا﴾

میرے مرشد ثانی، حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم جب کبھی کوئی آدمی اپنی اولاد کے لئے دعا کرانے آتا ہے تو حضرت یوں فرماتے ہیں ''اللہ تمہارے بیٹے کو، تمہاری بیٹی کو تمہاری امیدوں سے بھی بڑھ کر بنائے'' اس سے یہ سمجھ میں آیا کہ ہم جو امیدیں باندھتے ہیں، وہ ہماری چھوٹی امیدیں ہوتی ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ ہماری اولاد کو کمالات دینی، دنیوی، علمی عملی، اخلاقی، اخروی سے نوازے۔

﴿اولاد کے لئے نیک لوگوں سے دعائیں بھی کروانی چاہئے﴾

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ حضرت انسؓ کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دعا کی درخواست کی، آپ ﷺ نے ان کے مال اور اولاد میں برکت کی دعا فرمائی، پھر اس دعا کا ثمرہ دنیا نے دیکھا کہ حضرت انسؓ کے یہاں اولاد در اولاد ہو کر (۱۰۰) سے زائد اولاد ہوئی اور مال میں برکت بھی نصیب ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ والدین خود بھی اولاد کے لئے دعا کی پابندی کرے اور اللہ کے نیک بندوں سے بھی دعائیں کروائیں۔

﴿اولاد کے لئے ایک جامع دعا﴾

میرے حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کی خدمت میں لوگ بچوں کو دعا کروانے لاتے تو حضرتؒ **پانچ عین** سے دعا فرماتے ''اللہ تمہارے بچہ کو علم، عمل، عمر، عزت، عافیت سے نوازے، پھر فرماتے ذاکر، شاکر، داعی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

﴿نرالی خوبیوں والا لڑکا﴾

غرض تین چیزیں جو حضرت زکریا علیہ السلام نے مانگی تھی وہ تو اللہ نے عطا فرما ہی دی، چوتھی نعمت اور خوبی اللہ نے یہ عطا فرمائی کہ ابھی تو حضرت یحییٰ علیہ السلام بچے ہیں اور بچپن میں اللہ نے ان کو دین کی سمجھ عطا فرما دی **یٰیحییٰ خذ الکتاب بقوّة** (اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔) یعنی تورات کے قانون پر پورا عمل کرو اور اسی کے مطابق لوگوں کی رہبری کرو۔

و آتینٰه الحکم صبیّا (اور ہم نے ان کو بچپن ہی میں دانائی بھی عطا کر دی تھی)

بچپن میں دین سمجھنے لگے، بچپن ہی سے سمجھداری، عقل مندی، علم وحکمت، سچی فراست، اللہ کی کتاب کے احکام کا علم، اللہ کی بندگی کے آداب یہ سب ان کو عطا کیا گیا۔ اللہ... اللہ...

بعض بچے ایسے ہوتے ہیں، چار برس کی عمر میں قرآن پڑھنے لگتے ہیں، چھ سات سال کی عمر میں حافظ قرآن بن جاتے ہیں، یہ بھی ہے بچپن میں دین کی سمجھ۔

حاصل یہ کہ چوتھی نعمت اللہ نے اپنی طرف سے عطا فرمائی۔

پانچویں نعمت اور خوبی **وحنانًا من لدنّا** (خاص اپنے پاس سے نرم دلی بھی عطا کی تھی) حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے بہت نرم دل بنایا، حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے ڈر سے بہت روتے تھے، اتنا روتے تھے کہ رخسار پر آنسوؤں کی نالی جیسے نشان بن گئے تھے، بہت ہی اچھے عبادت، اطاعت کے ذوق شوق والے تھے رحمت وشفقت والے نرم دل تھے۔

چھٹی نعمت اور خوبی صاف ستھرے پاکیزہ چہرہ اور پاکیزہ اخلاق والے تھے، تقوی والے پرہیزگار تھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کبھی گناہ نہیں کیا، کبھی گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا۔

ساتویں نعمت اور خوبی اللہ نے یہ عطا فرمائی **وبرا بوالدیہ** اپنے ماں باپ کی خدمت کرنے والے، ماں باپ کے خدمت گذار، ماں باپ کے آنکھوں کی ٹھنڈک۔

آٹھویں نعمت اور خوبی **ولم یکن جبّارا عصیّا** اللہ کی بھی نافرمانی نہیں اور اللہ کے بندوں کی بھی حق تلفی نہیں، اللہ کے حقوق کو بھی ادا کر رہے ہیں، اللہ کے بندوں کے حقوق کو بھی ادا کر رہے ہیں۔

نویں خوبی یہ ہوگی کہ یحییٰؑ میں تکبر نہ ہوگا، شرارت نہ کریں گے۔ بعض بچے ماں باپ کے لئے سر کا درد ہوتے ہیں ایسے نہ ہوں گے۔

حضرت شاہ عبد القادر صاحب دہلویؒ ارشاد فرماتے ہیں: کہ عام طور بڑی آرزو کے بعد جو اولاد ملتی ہیں ان میں شرارت، نافرمانی وغیرہ زیادہ ہی ہوتی ہے، حضرت یحییٰ علیہ السلام میں اس قسم کی کوئی بات نہیں تھی۔

﴿بچپن کی عمر میں بھی کھیل سے نفرت﴾

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نقل فرماتے ہیں کہ بچپن میں ایک مرتبہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ہم عمر لڑکوں نے کھیل کے لئے بلایا تو اس پر آپ نے جواب عنایت فرمایا ''ہم اس واسطے یعنی کھیل کود کے لئے نہیں بنائے گئے'' کیسا عجیب جواب عنایت فرمایا؟

دسویں خوبی **وکان تقیّا** پرہیزگار، کامل تقوی والے، متقی اللہ نے ان کو تقوی والا بنایا۔

گیارہویں زبردست خوبی اللہ نے یہ عطا فرمائی **وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا** [پارہ: ۱۶، سورۃ مریم: ۱۵] (اور اللہ تعالی کی طرف سے سلام ہے ان پر اس دن بھی جس روز وہ پیدا ہوئے، اس دن بھی جس روز انہیں موت آئے گی، اور اس دن بھی جس روز انہیں زندہ کر کے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔)

حضرت یحییٰؑ جس دن پیدا ہوئے اس دن بھی، ان کے لئے سلامتی ہے۔

جس دن یحیی کی موت ہوگی اس دن بھی سلامتی ہے۔

اور قیامت میں جب اللہ کے دربار میں اپنی قبر سے نکل کر آئیں گے، تب بھی ان کے لئے سلامتی ہے۔

سبحان اللہ.... اللہ کی طرف سے سلامتی کا پیغام مل جائے، اس سے بڑی کوئی اور نعمت نہیں ہوسکتی؟

خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی وقت، کسی بھی حالت میں ان پر خدا تعالی کی پکڑ نہیں، ولادت سے موت اور موت سے قیامت تک خدا کی پکڑ سے ہمیشہ امن اور حفاظت میں رہیں گے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کا ذکر آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا سلام

اللہ تعالیٰ جس بندہ پر بھی سلام بھیجیں وہ اس بندہ کے لئے بڑی عزت اور بڑی شرافت کی بات ہے۔اللہ ہمیں بھی اپنے فضل سے یہ نعمت عطا فرمائے۔آمین

حیرت انگیز کارناموں والے ہمارے دو بزرگ

ہمارے ایک بزرگ گذرے ہیں؛ مجاہدِ قوم و ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہارویؒ،اللہ نے ان کو بڑی خوبیوں کا مالک بنایا تھا۔

حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ دونوں کی زندگی کے متعلق ہم کو بڑی حیرت ہے،دونوں کی زندگی میں اسفار کی کثرت،عملی دینی محنت،ایک دعوت وتبلیغ کے میدان میں،دوسرے جنگ آزادی اور آزادی کے بعد کے مسلمانوں پر آئے ہوئے حالات میں بے مثال خدمت انجام دے رہے ہیں،رات دن عوام سے واسطہ پڑ رہا ہے،پھر بھی ان دونوں حضرات کی علمی تصانیف دیکھو تو لگتا ہے کہ سالہا سال کی یکسوئی اور محنت کے بعد یہ کام ہوئے ہیں،ایسے تحقیقی اور مثالی تصنیفی کارنامے ان دونوں حضرات کے ہوئے۔**ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء**

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ نے قرآن کے واقعات پر ’’قصص القرآن‘‘ نامی کتاب میں بڑا علمی تحقیقی تدقیقی کام کیا ہے۔

انسانی زندگی کے تین نازک اوقات

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ لکھتے ہیں کہ:انسان کے لئے سب سے زیادہ تین اوقات نازک اور اہم ہیں:

(۱)ولادت:پیدائش کا وقت جب انسان ماں کے پیٹ سے جدا ہو کر دنیا میں آتا ہے۔

(۲)موت کا وقت:جب دنیا سے نکل کر ’’برزخ‘‘ قبر کی دنیا میں پہنچتا ہے۔

(۳)حساب کا دن:جب قبر سے نکل کر آخرت کی دنیا میں اعمال کے حساب کے لئے حاضری دیتا ہے۔

اگر ان تین اوقات میں اللہ کی طرف سے کسی کو سلامتی کی خوش خبری مل جائے تو اس کو دنیا آخرت کی سعادت مندی کا پورا پورا ذخیرہ مل گیا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت اپنے فضل سے عطا فرمائے۔

بارہویں اور تیرہویں خوبی

قرآن میں ایک جگہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ’’سیّد‘‘ بھی فرمایا گیا ہے یعنی اللہ کی نظر میں اور اللہ کے بندوں کی نظر میں پسندیدہ برگزیدہ تھے،گویا سیادت،سرداری بھی ملی۔

اور ’’حصور‘‘ یعنی جن برے کاموں سے بچنا،جن گناہوں سے دور رہنا ضروری ہے ان تمام برے کاموں اور گناہوں سے دور رہنے والے اور بچنے والے انسان تھے اور نیکی اور بھلائی کے کاموں کو جلدی جلدی کرتے،نیکی میں بڑے Active تھے۔

میری دینی بہنو! حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے تین دعائیں مانگی،اللہ نے ان کی اولاد کو کتنی ساری خوبیوں سے مالا مال کردیا،ایسے کمالات اور خوبیوں والی اولاد حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ نے عطا فرمائی،یہ سب نعمتیں کیسے ملیں؟

دعاء کی برکت باکمال اولاد

حضرت مریمؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے موسم پھلوں کی نوازش ہوئی،اس کو دیکھ کر کے اللہ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو ایک جذبہ عطا فرمایا،دعا کی توفیق ہوئی اور

جہاں حضرت مریمؑ عبادت کرتی تھیں، اسی برکت والی جگہ پر حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی، اللہ نے اتنی بڑی نعمت سے ان کو نواز دیا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے یہاں اللہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا خوبیوں والا بیٹا عطا فرما دیا۔

﴿عبادت کی طاقت﴾

میری دینی بہنو! اللہ نے تمہاری عبادت کو، تمہاری بندگی کو، اتنا طاقت والا بنایا ہے، اس میں ایسی تاثیر اللہ نے رکھی ہے، اس میں ایسی خوبیاں اللہ نے رکھی ہے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایک نبی کو باکمال اولاد جیسی نعمت سے نوازتے ہیں۔

﴿حضرت مریمؑ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت﴾

اصل واقعہ چل رہا تھا حضرت مریمؑ کے متعلق، کیسی وہ عبادت کرنے والی بندی تھی؟ پھر حضرت زکریاؑ کا واقعہ آیا، پھر حضرت یحییٰؑ کی باتیں سنائی گئیں، اب پھر ہم حضرت مریمؑ کے واقعہ کی طرف آتے ہیں۔

حضرت مریمؑ کو ان کے خالو حضرت زکریاؑ نے ایک کمرہ میں ٹھہرایا تھا، وہیں رہ کر اللہ کی عبادت میں مشغول رہتی، رات میں اپنی خالہ جان کے پاس چلی جاتی، اسی طرح سلسلہ چلتا رہا۔

حضرت مریمؑ خالی کمرہ میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں، اللہ تعالیٰ کی بندگی کر رہی ہیں، اللہ سے دعا میں مشغول ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ نے آ کر حضرت مریمؑ کو بشارت سنائی۔

میری بہنو! سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج رہے ہیں اور فرشتہ کو بھیج کر اللہ تعالیٰ حضرت مریمؑ کو خوشخبری دے رہے ہیں۔ سبحان اللہ! وہ کیسی نیک عورت تھیں؟

وَاِذْقَالَتِ الْمَلٰئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَصْطَفٰکِ عَلٰی

نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ[پارہ:۳، سورۂ اٰل عمران: ۴۲] (اس وقت کا تذکرہ سنو جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! بیشک اللہ نے تم کو چن لیا ہے، تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور دنیا جہاں کی ساری عورتوں میں تمہیں منتخب کر کے فضیلت بخشی ہے۔)

(۱) فرشتوں نے آ کر کے کہا کہ اے مریم! خوش ہو جاؤ، اللہ نے تجھے منتخب کر لیا ہے، چن لیا ہے، تو اللہ کی پسندیدہ ہے، اللہ کی چہیتی ہے، اللہ کی لاڈلی ہے، اللہ کی پیاری ہے، خدا کی نعمتوں پر، جو خاص تم پر ہوئیں غور کرو کہ شروع ہی سے اللہ نے تم کو کیسا نوازا؟

تو لڑکی ہے، عورت ہے اس کے باوجود مسجد کی خدمت کے لئے قبول کر لیا، عجیب کرامات پھل وغیرہ کی عطا فرمائی۔

میری دینی بہنو! کتنی خوش نصیب ہے حضرت مریمؑ کہ دنیا میں فرشتوں کے ذریعہ سے اللہ کہلوا رہے ہیں کہ تو میری چنی ہوئی ہے۔

(۱) انّ اللّٰہ اصطفٰک اللہ نے تجھے منتخب کر لیا۔

(۲) وطھّرک اللہ نے تجھے ستھرا بنایا ہے، تجھے کیسا پاک طبیعت بنایا؟ صاف ستھرے اخلاق والا بنایا؟ کیسا قدرتی نظم بنایا کہ کوئی مرد تجھ کو ہاتھ نہ لگائے، ظاہری باطنی نزاہت اور صفائی عطا فرمائی۔

(۳) واصطفٰک علٰی نساء العالمین دنیا کی تمام عورتوں پر اللہ نے تجھے عزت کا اونچا مقام عطا فرمایا۔

﴿عورتوں کی سردار﴾

اس موقع پر آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، اس آیت میں حضرت مریمؑ کو کہا گیا واصطفٰک علی نساء العلمین مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ عورتیں اس دنیا میں ایسی گذری ہیں کہ وہ تمام عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں، ان کے مبارک نام سن لو، یہ

آپ کی سردار ہوں گی جنت میں، یہ پانچ عورتیں ایسی ہیں، جو اللہ کی برگزیدہ ہیں، اس دنیا کی تمام عورتوں کی سردار ہیں:

(۱) حضرت مریمؑ

(۲) فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ جن کا قصہ گذشتہ آپ کو میں نے سنا دیا تھا۔

(۳) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ

(۴) حضرت فاطمۃ الزہراءؓ

(۵) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ۔

حضرت عائشہؓ کا تفصیلی قصہ بھی آپ کو سنایا جاویگا۔

﴿حضور ﷺ کا پسندیدہ کھانا﴾

﴿حضرت عائشہؓ کی فضیلت کی بات﴾

حدیث میں حضرت نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔

ثرید ایک کھانا ہے حضور ﷺ کو بھی بہت پسند تھا، آپ بھی سنت کی نیت سے ثرید بناؤ، سالن کا شوربہ ہوتا ہے (Greavy) اس میں روٹی توڑ کر کے تیار کرلو، اس کو ”ثرید“ کہتے ہیں، حضور ﷺ بہت پسند فرماتے تھے۔ دودھ وغیرہ میں روٹی توڑ کر بھی ثرید تیار کر سکتے ہیں۔ ثرید میں کفایت شعاری، نعمت کی قدردانی بھی ہے اور لذت بھی ہے اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے۔

﴿نعمت کی قدردانی﴾

حرمین شریفین کی مسعود حاضری کے موقع پر اہل حرمین کے یہاں اپنے بزرگوں

کے طفیل دعوت طعام کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

مدینہ منورہ میں میرے مرشد ثانی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی کے ایک عرب شاگرد شیخ عبدالحلیم صاحب ہے، ان کے یہاں پر تکلف دعوت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ مسجد نبوی (علی صاحبها علیہ الصلوۃ والسلام) میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد شیخ کی گاڑی میں مختلف متبرک مقامات پر حاضری ہوئی، واپسی میں شیخ کے یہاں ناشتہ کی دعوت تھی، ناشتہ میں لذیذ ثرید بھی تھا۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ روزانہ جو روٹی پوری یا ایک آدھ ٹکڑا کھانے سے بچ جاتا ہے، اس کو اہتمام سے حفاظت سے رکھا جاتا ہے، پھر جب چند روٹیاں جمع ہو جاتی ہے، وہ خشک ہو چکی ہوتی ہے اس کو شوربہ میں بھگو کر اس سے ثرید بناتے ہیں، کبھی دودھ میں بھگو کر شہد ڈال کر میٹھا ثرید بھی تیار کرتے ہیں۔

یہ بات سن کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ روٹی کے ٹکڑوں کی کیسی قدردانی یہ لوگ کرتے ہیں، اور ہم بے دھڑک اس کو ادھر ادھر پھینک دیتے ہیں۔ اس طرح روٹی کو جمع کیا جائے تو اس سے نعمت کی قدردانی بھی ہوگی، لذیذ ثرید والی سنت سے بھی آسانی سے محظوظ ہوتے رہیں گے اور حدیث شریف پر بھی عمل ہوگا کہ روٹی کا اکرام کرو۔

جامعہ ڈابھیل میں میرے بعض اساتذہ کے گھروں کے متعلق بھی اس طرح سے ثرید بنانے کا معمول سنا تھا۔

﴿دارالعلوم دیوبند کے طلباء کا عمل﴾

جب میں جامعہ ڈابھیل میں درجۂ عربی دوم میں متعلم تھا، تو دارالعلوم دیوبند میں اول مرتبہ حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، دیکھا کہ طلبہ کے حجروں میں ٹوکروں میں خشک روٹی کے ٹکڑے جمع ہیں، دریافت کرنے پر معلوم ہوا یہاں طلباء کو جو کھانا دیا جاتا ہے، جب

اس میں سے روٹی بچ جاتی ہے طلباء اس کو جمع کرتے ہیں، اہل دیو بند خود طلباء کے حجروں سے وزن کر کے وہ خشک روٹی خرید کر لے جاتے ہیں اور اس کو پانی میں بھگو کر جوش دے کر بھینس، گائے، بکریوں کو کھلاتے ہیں۔ اس سے جانور فربہ ہوتے ہیں، دودھ بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح طلباء کے لئے اسی خشک نان کی قیمت سے چائے کے خرچ کا نظم ہو جاتا ہے۔

﴿اہل مدینہ کا طرز عمل﴾

مدینہ منورہ میں حضرت مولانا اسماعیل صاحب بدات دامت برکاتہم کے یہاں ایک مرتبہ دعوت میں دیکھا کہ خشک روٹیوں کو شیخ عبدالوحید صاحب دہلوی جیسے آدمی خود اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اپنی گاڑی میں رکھ رہے ہیں، پتہ چلا کہ وہ ان روٹیوں کو لے جا کر اونٹوں کو کھلائیں گے۔ بہت خوشی ہوئی کہ نعمت کی قدردانی ہو رہی ہے، اس کو ضائع ہونے سے بچایا جا رہا ہے، اس طرح کفایت شعاری اور نعمت کی قدردانی کا مزاج بنانا چاہئے، خاص کر جن مقامات پر ضرورت سے فراغت کے بعد کا کھانا لے جانے کے لئے فقراء، مساکین، گھر کے خدام نہ ہوں وہاں اس طرح کی کوئی مناسب تدبیر سے نعمت کو ضائع ہونے سے بچانا چاہئے۔

﴿اونچا مقام زیادہ عبادت﴾

میری دینی بہنو! اگر اونچا مقام چاہئے، اونچا درجہ چاہئے تو اللہ کی ویسی عبادت بھی کرنی پڑتی ہے۔

جب عورت اخلاص سے زیادہ عبادت کرے، اللہ اس کو اونچا مقام عطا فرماتے ہیں، جتنا اونچا درجہ چاہئے، اتنی زیادہ اللہ کی عبادت کرنی ہوتی ہے، نیز اونچا مقام ملنے کی شکر گذاری بھی عبادت میں زیادتی ہے۔

ارشاد ہوا: یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرّٰکِعِیْنَ[پارہ: ۳، سورۂ آل عمران: ۴۳] (اے مریم! تم اپنے رب کی عبادت

میں لگی رہو، اور سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع بھی کیا کرو۔) روایت میں ہے کہ خود فرشتوں نے حضرت مریمؑ سے روبرو یہ بات کی تھی۔

﴿حضرت مریمؑ میں خداداد خوبیاں﴾

میری دینی بہنوں! حضرت مریمؑ میں کتنی خوبیاں تھیں۔

(۱) وہ اللہ کی بہت عبادت کرنے والی تھیں، اللہ ہماری دینی بہنوں کو بھی زیادہ عبادت کرنے والیاں بنادے۔

(۲) دوسری خوبی یہ تھی کہ دنیا سے ان کو کوئی رغبت نہیں تھی، دنیا کی طرف دھیان نہیں، اللہ ہماری دینی بہنوں کے دلوں سے دنیا کی ناپاک محبت نکال دے اور آخرت کی محبت عطا فرمائے، جنت کی محبت عطا فرمائے، نیکیوں کی محبت عطا فرمائے۔

(۳) تیسری خوبی یہ تھی کہ بڑی شریف عورت تھیں، بہت پاک دامن عورت تھیں، صاف ستھرا ان کا Charactor تھا، اللہ نے بغیر مرد کے ان کو بیٹا عطا فرمایا، اللہ امت کی جوان بہنوں کو خصوصا اور تمام ہماری دینی بہنوں کو یہ توفیق دے کہ وہ پاک دامنی کے ساتھ زندگی گذارے۔

(۴) چوتھی خوبی اللہ نے یہ عطا فرمائی تھی کہ شیطان کے انگلی لگانے سے اور شیطان کے وسوسہ سے حضرت مریمؑ بچائی ہوئی تھیں۔

حدیث میں نے کل سنائی تھی کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان انگلی مارتا ہے، لیکن جب حضرت مریمؑ پیدا ہوئی تو شیطان ان کو انگلی نہیں مار سکا، حضرت مریمؑ کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے، شیطان ان کو بھی انگلی نہیں مار سکا تو شیطانی شرارت سے حضرت مریمؑ بالکل پاک تھی، اتنا اونچا درجہ اللہ نے ان کو عطا فرمایا۔

(۵) اللہ تعالی کے سامنے تواضع سے رہنے والی عورت تھی۔

(۶) کثرت سے رکوع سجدہ یعنی نماز ادا کرنے والی تھی۔

(۷) آپ کی والدہ حضرت حنہؓ نے آپ کو اللہ کے دین کے کام کے لئے وقف کر دیا تھا۔ یہ خوش نصیبی پہلے کسی عورت کو نصیب نہیں ہوئی۔

﴿جنت کسی کا ٹھیکہ نہیں﴾

میری دینی بہنو! جب ماں اتنے اونچے درجہ کی ہوتی ہے تو اللہ اس کی گود میں بیٹا بھی اس درجہ کا عطا فرماتے ہیں، اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت مریمؑ کو حضرت عیسیٰؑ جیسا نیک بیٹا عطا فرمایا۔ اگر اونچا درجہ چاہئے، نیک بن جاؤ، پاک دامن بن جاؤ، شریف بن جاؤ، اللہ بہت اونچے مقامات عطا فرمائیں گے۔

میری بہنو! جنت کسی کا ٹھیکہ نہیں ہے، جنت تو اچھے اعمال پر ملتی ہے، جنت تو نیکیوں کی برکت سے، اللہ کے فضل سے ملتی ہے، اپنے آپ کو اچھا بنانے پر ملتی ہے۔

حضرت فاطمہؓ کی ایک بات پھر میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، شاید پہلے سنا چکا ہوں، ایک مرتبہ حضور پاک ﷺ نے اپنی بیٹی، جنت کی عورتوں کی سردار، حضرت فاطمہؓ کو فرمایا: بیٹی فاطمہ یہ بات یاد رکھنا کہ

تو محمد ﷺ کی بیٹی ہے
اللہ کے نبیوں کے سردار کی بیٹی ہے
تو یہ چیز تجھے جنت میں نہیں لے جائے گی۔

من بطّأ به عمله لم يسرع به نسبه [مسلم شریف: ۲/۳۴۵] جس کے اعمال کمزور ہوں گے، جس کے اعمال ڈھیلے ڈھیلے ہوں گے، اس کی خاندانی نسبت اس کو اڑا کر جنت میں نہیں لے جائے گی، اگر تجھے جنت میں جانا ہے تو تجھے بھی نیک اعمال کرنے پڑیں گے۔ حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کو یہ بات فرمادی۔

میری دینی بہنو! اگر جنت چاہئے، نیک اعمال کرو، عبادت کو بڑھاؤ، اپنی زندگی کو بہت پاکیزہ بنادو، اللہ تعالی انشاء اللہ جنت میں حضرت مریمؑ، حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ کے ساتھ جگہ عطا فرمائیں گے۔

﴿اللہ کی قدرت کی نشانی بغیر مرد اولاد﴾

اللہ نے حضرت مریمؑ کو کتنا بڑا تحفہ عطا فرمایا؟ اللہ اکبر..... **اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ** [پارہ: ۳ سورۂ ال عمران: ۴۵.۴۶] (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے مریم سے کہا تھا کہ: اے مریم! اللہ تعالی تمہیں اپنے ایک کلمہ کی (پیدائش) کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسی ابن مریم ہوگا، جو دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب وجاہت ہوگا، اور اللہ کے مقرب بندوں میں ہوگا۔ اور وہ گہوارہ میں بھی لوگوں سے بات کرے گا اور بڑی عمر میں بھی، اور راست باز لوگوں میں سے ہوگا۔

حضرت مریمؑ اللہ کی عبادت میں لگی ہوئی ہے، مردوں سے اپنے آپ کو بچائے ہوئی ہے، پاک دامن ہے، اللہ کے فرشتہ نے آکر خوش خبری دی۔

اے مریم! اللہ تعالی تجھے اپنی قدرت کی نشانی بنانا چاہتے ہیں، اللہ تیری گود میں ایک بیٹا دینا چاہتے ہیں، اے مریم اللہ تجھے بیٹا عطا فرمائیں گے اور وہ بیٹا کیسا ہوگا؟

سبحان اللہ..... اس بیٹے کو اللہ نے عجیب خوبیوں اور کمالات والا بنایا، اللہ اس کو حیرت انگیز معجزات عطا فرمائیں گے۔

﴿حضرت عیسیٰؑ میں خداداد خوبیاں اور عجیب معجزات﴾

(۱) اس میں ایک خوبی یہ ہوگی کہ بغیر مرد کے اللہ کے کلمہ "کن" سے پیدا ہوگا۔

میری دینی بہنو! اللہ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو کـــــن فیـکـون (ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی) اللہ کا ارادہ ہوتا ہے، وہ چیز ہو جاتی ہے، ارشاد ہوا کہ بغیر شوہر کے، بغیر مرد کے، اللہ اپنے حکم سے تجھے نیک بیٹا عطا فرمائیں گے۔

گویا عام طور پر انسانوں کی پیدائش میں مرد عورت دونوں کا حصہ ہوتا ہے لیکن تمہارے اس بچہ کو بغیر مرد کے اللہ محض اپنے حکم سے کلمۂ کن سے پیدا فرمائیں گے۔

(۲) اس بیٹے کا نام بھی اللہ نے بتا دیا، اس کا نام ''عیسیٰ'' ہوگا اور لقب ''مسیح'' ہوگا۔ بعض لوگ اپنی اولاد کے دو دو نام رکھتے ہیں یا نام کچھ اور ہے اور پیار سے بلاتے ہیں ''منّا'' کہہ کر، گورا کہہ کر وغیرہ وغیرہ اس عرفی مشہور نام کو ''لقب'' کہتے ہیں۔

تو ارشاد ہوا کہ ہونے والے بچہ کا لقب مسیح ہوگا، مسیح کا معنی ہوتا ہے کہ مریم تیرا بیٹا دنیا میں بہت زیادہ سفر کرے گا، دین کے لئے سفر کرے گا۔

اسی طرح مسیح کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ آپ کی ذات سے گندگیاں صاف کر دی گئی، آپ کو گناہوں سے پاک رکھا گیا آ، پ کو یہ خوبی بھی عطا کی گئی کہ دکھی بیمار کو ہاتھ لگاتے تو وہ آپ کا مبارک ہاتھ لگنے سے ٹھیک ہو جاتا، نیز آپ کی ذات آپ کا وجود بہت سی برکتوں کا ذریعہ ہے۔

عیسیٰ کا معنی سردار ہوتا ہے۔ گویا جو نام اور لقب آپ کے لئے تجویز کیا گیا اس میں بھی بڑی برکت اور بھلائی ہے۔

(۳) تیسری خوبی یہ ہوگی کہ **وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ** دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کو اونچا مرتبہ عزت عطا فرمائیں گے، وجاہت والے ہوں گے، طعن اور بدنامی سے اللہ ان کو بچا کر رکھیں گے۔

حضرت مریمؑ کی والدہ کے دل میں یہ ڈر تھا کہ لوگ تہمت لگائیں گے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اس لفظ سے تسلی عنایت فرمائی کہ ڈرو نہیں، ہم ان کے نسب کے بارے میں جو

الزام لگے اس کو دور کر دیں گے، علی الاعلان بری کر دیں گے اور آخرت میں سب کے سامنے براءت کا اعلان ہوگا۔

(۴) چوتھی خوبی یہ ہوگی کہ اللہ کے خاص مقرب بندوں میں سے ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی نزدیکی کا شرف حاصل ہے ان میں ہوں گے۔

(۵) پانچویں خوبی یہ ہوگی کہ ماں کی گود میں ہوں گے تب بولیں گے، ابھی تو دودھ پی رہے ہیں ابھی پیدا ہوئے ہیں یا صرف چالیس دن کی عمر ہوئی ہے اور بولنے لگے۔

اس خوبی میں حضرت مریمؑ کو تسلی دی گئی کہ گھبراؤ نہیں لوگ الزام لگائیں گے تو تمہارا بچہ بول کر تمہارے بری ہونے کا اعلان کرے گا۔

(۶) چھٹی خوبی: پوری عمر کے ہوں گے یعنی جس عمر میں عقل پوری ہوتی ہے اس عمر میں بھی بولیں گے جیسے چالیس سال کے بعد کی عمر، ایسے تو اس عمر میں سب انسان بولتے ہیں لیکن آپ کا اس عمر میں بولنا ایک معجزہ ہے، چونکہ آسمان پر اٹھائے جانے تک میں یہ عمر نہیں ہوئی تھی (تقریباً تینتیس سال کی عمر میں آپ اٹھا لئے گئے) معلوم ہوا دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے، بڑی عمر ہوگی اور اس وقت بات فرمائیں گے۔

(۷) ساتویں خوبی: نہایت درجہ کے نیک اور صالح ہوں گے اور نبیوں میں یہ خوبی خاص ہوتی ہے۔

(۸) آٹھویں خوبی ان میں یہ ہوگی کہ اللہ ان کو انجیل کتاب آسمان سے دیں گے۔

(۹) نویں خوبی یہ ہوگی کہ ان کے ہاتھ میں اللہ وہ معجزہ دیں گے کہ مٹی سے چڑیا بنائیں گے۔ اللہ کے مبارک نام سے پھونک مار کر اس چڑیا کو وہ زندہ کریں گے۔

(۱۰) دسویں خوبی یہ ہوگی کہ قیامت کے دن وہ جس کی شفاعت کریں گے، وہ شفاعت قبول ہو جائے گی۔

(۱۱) گیارہویں خوبی اور معجزہ ان کو یہ دیا جائے گا کہ جو بچے ماں کے پیٹ سے اندھے

اور کوڑھ والے ہوں گے، حضرت عیسیٰؑ ان کو اچھا کر دیں گے، ایسے عیب والے بچے لائے جاتے آپ ان پر اللہ کے نام سے ہاتھ پھرا دیتے شفاء ہو جاتی تھی۔

(۱۲) بارہویں خوبی اور معجزہ ان کو یہ دیا جائے گا کہ مردوں کو زندہ فرما دیں گے، حضرت عیسیٰؑ کسی کی قبر پر جاتے اور اس مردہ کو اللہ کے مبارک نام سے آواز دیتے اور وہ مردہ زندہ ہو جاتا، بات چیت کرتا پھر اس کا انتقال ہو جاتا۔

ایک قابل توجہ بات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے اپنے نبیوں کو زمانہ کے حالات کے اعتبار سے معجزات عطا فرماتے ہیں، حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں طب، حکمت، دوا، علاج، معالجہ کی بڑی ترقی کا زمانہ تھا Medical Science بہت آگے بڑھ رہا تھا لیکن سارے حکیم، ڈاکٹر لوگوں کے پاس دو بیماری کی دوا نہیں تھی،

(۱) موت (۲) ماں کے پیٹ سے عیب اور بیماری کے ساتھ آنے والے بچہ کا علاج۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں بطور معجزہ حضرت عیسیٰؑ کو عطا فرمائی، مردوں کو بھی اللہ کے حکم سے زندہ فرماتے، بات فرماتے، پھر وہ مر جاتا اور ماں کے پیٹ سے جو عیب بیماری ہوتی اس کو بھی اللہ کے حکم سے درست کرتے۔

ایک غلط مشہور بات کی اصلاح

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب سے دنیا شروع ہوئی، تب سے دنیا ختم ہونے تک جو بھی انسان مر گیا اس کو دوبارہ اللہ دنیا میں زندہ نہیں فرمائیں گے، یہ ایسی مشہور بات ہے کہ ''بس ویسی ہی ہے'' اس کی کوئی دلیل ہماری نظر میں نہیں آئی۔ دیکھو! ان واقعات سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اپنے کرم سے ایسے معجزات عطا فرماتے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم سے

مردوں کو دوبارہ زندہ کرے۔

حضرت عیسیٰؑ کی بقیہ خوبیاں

(۱۳) تیرویں خوبی اور معجزہ یہ تھا کہ آپ کی مجلس میں دین سیکھنے کے لئے آنے والوں کو بتلا دیتے ''تم نے کیا کھایا؟ گھر میں کیا کر کے آئے ہو؟ اور گھر میں کیا چیز بھر کر رکھی ہے؟ کون کون سی چیزیں گھر پر رکھی ہوئی ہیں؟'' آپؑ بتلا دیتے۔

(۱۴) چودہویں خوبی اور معجزہ یہ تھا کہ ''تورات'' کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، اس کی بھی آپ نے تصدیق فرمائی، آپ لوگوں کو بتاتے کہ حضرت موسیٰؑ پر جو کتاب نازل ہوئی تھی وہ صحیح اور سچی تھی۔

گویا حضرت عیسیٰؑ بنو اسرائیل میں نبی ہونے کے ساتھ ساتھ ''مجدد'' بن کر تشریف لائے۔ تورات کے احکام، مسائل، قانون کی تکمیل حضرت عیسیٰؑ کے ذریعہ سے ہوئی۔

نبیوں کی ایک خاص خوبی

یہ اللہ کے نبیوں کی خاص خوبی اور شان رہی ہے وہ اپنے سے پہلے دنیا میں آنے والے ہر نبی کو سچا بتاتے ہیں اور جتنی کتابیں اتر چکیں ان کے بارہ میں سچائی کا اعلان فرماتے ہیں، خصوصا حضرت نبی کریم ﷺ آخری نبی تشریف لانے والے ہیں اس بات کا ہر نبی نے اپنے زمانہ میں اعلان فرمایا۔

(۱۵) پندرہواں معجزہ اور خوبی اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ دی کہ آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے، پھر دوبارہ دنیا میں زندہ اتارے جائیں گے، اور آکر کے لوگوں کو دین سکھائیں گے، اور اسی امت محمدیہ کے ایک امتی بن کر رہیں گے **وانّه لعلم للسّاعة** قیامت کی نشانی ہوں گے۔

غرض یہ ہے کہ ایسی ایسی عجیب خوبیوں اور کمالات والا بچہ دینے کی اللہ کی طرف

سے حضرت مریمؑ کو بشارت ہوئی، ساتھ میں ان کو عجیب عجیب معجزات دیئے گئے اس کا بھی قرآن میں بیان آیا۔

﴿جیسی ماں ویسی اولاد﴾

میری دینی بہنو! ایک عورت جب نیک ہوتی ہے، پارسا ہوتی ہے، پاک دامن ہوتی ہے اللہ اس کو صلاح، تقوی والا بیٹا دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالی نے حضرت مریمؑ کو حضرت عیسی علیہ السلام جیسا مبارک بیٹا اپنی قدرت سے اپنے فضل سے عطا فرمایا۔

حقیقی بات تو یہ ہے میری دینی بہنو! اگر عورت ذات، اونچے اخلاق کی بن جائے تو اللہ تمہاری گود میں اچھے اخلاق کے بیٹے دیں گے۔

اگر ہماری بہنیں نیک بن جائیں، تو اللہ ان کی گود میں بھی نیک اولاد عطا فرمائیں گے۔

اگر تم شکر گذار بنوں گی، اللہ تمہاری گود میں شاکر، ذاکر اولاد عطا فرمائیں گے۔

''جیسی ماں ویسی اولاد''

میری دینی بہنو! تم نیک بن جاؤ، اپنی زندگی کو سدھار لو، اللہ تمہاری اولاد کو......

اپنے زمانہ کا ولی بنائیں گے

قطب اور ابدال بنائیں گے

عالم، مفتی، ذاکر، دین کا داعی بنائیں گے

تم اللہ کی فرماں بردار، مکمل دین پر چلنے والی مسلمہ بن جاؤ گی تو تمہاری اولاد بھی اللہ کی فرمانبردار، کامل مسلمان ہوگی۔

اور ایسی ہی کامل فرمانبرداری والی اولاد کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے مانگی تھی۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ [پارہ ۱، سورۃ البقرۃ: ۱۲۸] (اے ہمارے پروردگار! اور ہم کو کر حکم بردار اپنا اور ہماری

اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمابردار اپنی۔)

صحیح بات ہے کہ ''بڑی اولاد بڑی ماؤں کے پیٹ سے دنیا میں آیا کرتی ہیں'' اس لئے تمہاری زندگی دینی اسلامی بنے گی تو انشاء اللہ تمہاری اولاد بھی نیک اور دین دار بنیں گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے پیدا ہوئے؟ حضرت مریمؑ کو کیسے ولادت ہوئی؟ وہ عجیب واقعہ سورۂ مریم میں ہے، انشاء اللہ سنیچر کی مجلس میں پورا واقعہ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ اللہ تعالی ہماری ماں بہنوں کو ان باتوں کو سن کر، سمجھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمين سبحٰن ربّك ربّ العزة عمّا يصفون وسلٰم على المرسلين والحمد لله ربّ العٰلمين

تو جو احکام ربی بھلاتا رہا اپنے ماں باپ کو تو ستاتا رہا
کاٹ لے اب وہی تو نے بویا تھا جو تجھ کو کیسے ملے تو نے کھویا تھا جو
یاد کر کے گیا دور رونے لگا کل جو تونے کیا آج ہونے لگا
موت مانگے تجھے موت آتی نہیں ماں کی صورت نگاہوں سے جاتی نہیں
تو جو کھانسے تو اولاد ڈانٹے تجھے تو ہے ناسور، سکھ کون بانٹے تجھے
موت آئے گی تجھ کو مگر وقت پر بن ہی جائے گی تیری قبر وقت پر
قدر ماں باپ کی گو کوئی جان لے اپنی جنت کو دنیا میں پہچان لے
اور لیتا رہے وہ بڑوں کی دعاء اس کے دونوں جہاں اس کا حامی خدا
یاد رکھنا تو ساغر کی اس بات کو بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو
بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو بھول جانا نہ رحمت کی برسات کو

﴿5﴾

حضرت مریمؑ کی زندگی میں دینی بہنوں کے لئے سبق

(قسط دوم)

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

- ''اگر کوئی شیطان صفت انسان آپ کی طرف گندی نیت رکھتا ہو تو اس کو اللہ کے نام سے ڈراؤ، یہ حضرت مریمؑ کا دیا ہوا مبارک Lesson ہے''
- ''ایک لفظ ہے ''لڑکا'' دوسرا لفظ ہے ''لڑکی'' دونوں کے آخر سے ''کا'' اور ''کی'' نکال دو ، باقی رہے گا (لڑ) (لڑ) یعنی دونوں جو تنہائی میں ملے، غلط طریقہ سے ملے تو لڑائی یعنی گناہ وجود میں آئیں گے''
- ''حدیث قدسی میں ہے، اللہ فرماتے ہیں کہ ''جہاں دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے، میں وہاں ہوتا ہوں''
- اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ مختلف شکل وصورت میں آسکتے ہیں اور یاد رکھو کہ فرشتہ کو اصلی شکل میں دیکھنا یہ انسانوں کی طاقت میں نہیں ہے
- ''حضرت عائشہ صدیقہؓ ارشاد فرماتی ہیں ''حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے،'' اس لئے کسی بہن کو شادی کے چھ مہینہ بعد، ساڑھے چھ مہینہ بعد اگر بچہ ہو گیا تو ہماری بہنیں اس پر تہمت لگاتی ہے نعوذ باللّٰہ کہ یہ شادی سے پہلے کے حمل کا بچہ ہے۔ میری بہنو! تہمت لگا کر کے اپنی زبانوں کو گناہ میں مت مبتلا کرو''
- ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' آج تم نے تمہارے ماں باپ کا دل دکھایا، کل تمہاری اولاد تمہارا دل دکھائے گی، یہ خدا کا نظام ہے''
- ''حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ تم تمہارے والدین باپ دادا سے اچھا برتاؤ کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گی۔''

﴿۵﴾

حضرت مریمؑ کی زندگی میں دینی بہنوں کے لئے سبق (قسط دوم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیۡعَنَا وَحَبِیۡبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّداً عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھۡلِ بَیۡتِہٖ وَاَھۡلِ طَاعَتِہٖ وَبَارَکَ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡراً کَثِیۡراً...... اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ٥ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ مَرۡیَمَ اِذِ انۡتَبَذَتۡ مِنۡ اَھۡلِھَا مَکَانًا شَرۡقِیًّا فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِھِمۡ حِجَابًا فَاَرۡسَلۡنَا اِلَیۡھَا رُوۡحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا قَالَتۡ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡکَ اِنۡ کُنۡتَ تَقِیًّا قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا

[پارہ:۱۶ ،سورۂ مریم :۱۶ ،۱۷ ،۱۸ ،۱۹]

صدق اللّٰہ مولانا العظیم وصدق رسولہ النبیّ الکریم ونحن علٰی ذلک لمن الشّاھدین والشّاکرین ۔

بات حضرت مریمؑ کے متعلق ہو رہی تھی حضرت مریمؑ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بڑی عبادت کی، اللہ کی فرمانبرداری کی، پاک دامن رہی، اللہ نے ان کو نیک اور صالح بیٹے کی خوش خبری سنائی، فرشتہ کے ذریعہ سے آپ کو بتایا گیا کہ اللہ آپ کو اولاد عطا فرمائیں گے۔

تیرہ یا پندرہ سال کی عمر میں سب سے پہلے حضرت مریمؑ کو حیض کا خون آیا، جب حیض کا خون شروع ہوا تو حضرت مریمؑ کو شرم آئی اور شرم آنے کی وجہ سے بیت المقدس کی مشرقی جانب میں یعنی East side میں حضرت مریمؑ چلی گئی۔

﴿عورتوں میں فطری حیاء﴾

ایسے بھی جو نیک اور پاک دامن لڑکیاں ہوتی ہیں وہ اس قسم کی چیزوں کو گھر میں اپنے باپ، بھائی وغیرہ کے سامنے ظاہر کرنے کو نامناسب سمجھتی ہیں، یہ ان کی حیا، شرم اور پاک دامنی کی بات ہوتی ہے۔ حضرت مریمؑ کو حیض کا خون آیا اور بیت المقدس کی مشرقی جانب میں دور چلی گئی، حیض کا غسل کرنے کسی دیوار کی آڑ میں پہاڑ کے اس پار پردہ تان لیا، ایسے تو حضرت مریمؑ اپنے کمرہ میں عبادت میں مشغول رہتی تھیں، ضروری حاجات کے لئے نکلتی تھیں، یہ بھی بعض روایات میں ہے کہ اس وقت بھی کسی ضرورت کی وجہ سے مشرق کی طرف گئی ہوئی تھیں اور وہاں کنگی سے بال ٹھیک کر رہی تھیں۔

تفاسیر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اس مرتبہ کے حیض سے پہلے دو مرتبہ حیض آچکا تھا اور دونوں مرتبہ اپنی خالہ کے یہاں چلی جاتی تھیں، جب حیض کے غسل سے فارغ ہوتی تب پھر مسجد میں آجاتی۔

حضرت مریمؑ جو اپنے گھر سے دور چلی گئی تو بیت المقدس سے تقریبا آٹھ میل کی دوری پر ایک جگہ ہے جس کو ''بیت اللحم'' کہا جاتا ہے اور آج کل اس کو انگریزی میں Bethlhome کہتے ہیں، حضرت مریمؑ وہاں پر چلی گئی۔

﴿حیض کے دنوں میں عورتوں کے لئے ایک مسئلہ﴾

حضرت مریمؑ اللہ کی عبادت میں مشغول رہنے والی عورت تھی، بہت سی عبادتیں وہ ہیں جو حیض کے زمانہ میں کرنا جائز نہیں ہیں جیسے قرآن پڑھنا، نماز پڑھنا، روزے رکھنا، طواف کرنا یہ سب کام حیض کے زمانہ میں جائز نہیں ہیں۔

لیکن بہت سے کام وہ ہیں کہ جو ہماری بہنیں حیض کے زمانہ میں بھی کرسکتی ہیں۔ جیسے زبان سے اللہ کا ذکر کرنا، تسبیح پڑھنا، درود شریف پڑھنا، دعائیں پڑھنا یہ سب کام حیض کے زمانہ میں بھی ہوسکتے ہیں۔

حضرت مریمؑ کو اللہ کی عبادت کی عادت تھی، وہاں بیت المقدس میں بھی تنہائی میں بیٹھ کر کے، کمرہ میں بند ہو کر کے اللہ کی عبادت کرتی تھی تو یہاں بھی جنگل میں دور جا کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہوگئی ہوگی۔

﴿تنہائی میں خوبصورت نوجوان﴾

اچانک ایک عجیب چیز حضرت مریمؑ نے دیکھی، وہاں جنگل میں وہ اکیلی ہے، تنہا ہے، کوئی نہیں ہے اور اچانک یہ ہوا فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا [پارہ:۱۶ سورۂ مریم:۱۷] ''اس موقع پر ہم نے ان کے پاس اپنی روح (یعنی ایک فرشتہ) کو بھیجا جوان کے سامنے ایک مکمل انسان کی شکل میں ظاہر ہوا''

حضرت مریمؑ یہ دیکھتی ہیں کہ ایک نوجوان آرہا ہے، کیسا نوجوان؟ ایک دم خوبصورت نوجوان، Handsom نوجوان، اس نوجوان کے جو بال تھے وہ بال بھی بڑے خوبصورت گھونگھریالو بال تھے، تھوڑے تھوڑے مڑے ہوئے بال تھے اور چہرہ پر داڑھی نہیں تھی اور بدن کی Size بھی نہ زیادہ لمبی نہ زیادہ چھوٹی، درمیانی سائز کا یہ نوجوان، بہت خوبصورت چمکتا ہوا چہرہ، اس جنگل میں وہ نوجوان حضرت مریمؑ کے پاس آیا۔ حضرت مریمؑ

اس کو دیکھ کر گھبرا گئی ، ڈر گئی کہ اس جنگل میں جہاں میں اکیلی ہوں ،تنہا ہوں ، وہاں یہ کون نوجوان آ گیا،اور گھبرا کر حضرت مریمؑ نے آواز دی۔

﴿ اللہ کا ڈر ہر جگہ ہونا چاہئے ﴾

میری دینی بہنو! یہ ایک عجیب سیکھنے کی چیز ہے کہ حضرت مریمؑ بھی نوجوان تھی، حضرت مریمؑ بھی خود خوبصورت تھی اور جنگل میں جہاں کوئی نہیں تھا ایسی جگہ پر ایک نوجوان آیا اور وہ آنے والا نوجوان بھی خوبصورت تھا،لیکن حضرت مریمؑ اس کو دیکھ کر ڈر گئی ،گھبرا گئی ،کیسی عفیف اور پاک دامن عورت ہوگی؟ دل میں کوئی خوشی نہیں ہوئی کہ چلو تنہائی میں ہم دونوں نوجوان مل گئے ، یہ بھی جوان ہے میں بھی جوان ہوں، یہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، حضرت مریمؑ کے دل میں خوشی کا کوئی جذبہ نہیں آیا،حضرت مریمؑ نے اس نوجوان کو دیکھ کر کے اپنی طرف سے کوئی Smile کوئی مسکراہٹ بھی نہیں دی۔اللہ ہماری دینی بہنوں کو ایسی پاک دامنی عطا فرمائے۔حقیقت ہے اللہ تعالیٰ کا ڈر دل میں ہو تو گناہ سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔

﴿ دو طرف سے گناہ کی دعوت ﴾

آج فتنہ دونوں طرف سے ہے، جہاں نوجوان لڑکے نوجوان لڑکیوں کے چکر میں رہتے ہیں، ہماری جوان بہنیں بھی جوان لڑکوں کے چکر میں رہتی ہیں، جہاں کہیں دیکھا کہ نوجوان لڑکا ہے خوبصورت ہے تو موقع پا کر ہماری بہنیں ذرا مسکرا کر کے اس نوجوان لڑکے کو اپنی طرف مائل اور کھینچنے کی کوشش کرتی ہیں، یہ حرام کام ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔

جس طرح کوئی نوجوان لڑکا قصداً کسی لڑکی کو دیکھے وہ گناہ کبیرہ ہے، اسی طرح اگر ہماری بہنیں کسی نوجوان کو شہوت کی نگاہ سے دیکھے، اپنی طرف للچانے کی نیت سے دیکھے تو یہ دیکھنا حرام کام ہوا، گناہ کبیرہ ہوا۔

﴿ نظر نیچی رکھنے کا حکم ﴾

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ[پارہ:۱۸، سورۃ النور:۳۱] (اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی سجاوٹ کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے، اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبان پر ڈال لیا کریں۔)

اے پیغمبر! ایمان والی عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی نظر کو نیچی رکھیں (پرائے مردوں کے سامنے اپنی نظر نہ اٹھائیں) اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں، یہ اللہ کا حکم ہے۔

حضرت مریمؑ خود بھی نوجوان ہے، آنے والا مرد بھی نوجوان اور خوبصورت ہے لیکن حضرت مریمؑ نے اس کو اپنی طرف نہ Call دیا، نہ آواز دی، نہ Smile اور مسکراہٹ دی بلکہ گھبرا گئی، ڈر گئی اور ڈر کے مارے بولنے لگی۔ باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا[پارہ:۱۶، سورۃ مریم:۱۸] "مریمؑ نے کہا میں تم سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں، اگر تم میں خدا کا خوف ہے (تو یہاں سے ہٹ جاؤ۔)"

کہتی ہیں کہ "اے نوجوان! میں رحمان مہربان اللہ کی ذات کی پناہ مانگتی ہوں تو اللہ سے ڈر، میرے پاس مت آ، میرے پاس سے دور چلا جا" اللہ کے نام کا واسطہ دے کر کے حضرت مریمؑ نے اس آنے والے نوجوان کو ڈرایا۔

﴿ نظروں کا ملنا فتنہ کا ذریعہ ﴾

آپ غور کرو، ایک لفظ ہے "لڑکا" دوسرا لفظ ہے "لڑکی" دونوں کے آخر سے "کا"

اور ''کی'' نکال دو، باقی رہے گا (لڑ) (لڑ) یعنی دونوں جو تنہائی میں ملے، غلط طریقہ سے ملے تو لڑائی یعنی گناہ وجود میں آئیں گے۔

جیسے پٹرول کی سلامتی اسی میں ہے کہ آگ قریب نہ جائے، اسی طرح یہاں بھی دونوں ایک دوسرے کے قریب غیر شرعی طریقہ سے نہ جائے، ورنہ گناہ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔

﴿اجنبی مرد حقیقت میں فرشتہ﴾

﴿اللہ کے نام کا ادب کرو﴾

یہ آنے والا نوجوان کوئی اور نہیں تھا وہ تو اللہ کے فرشتہ ''حضرت جبرئیل امینؑ'' تھے، اللہ نے حضرت جبرئیل امینؑ کو ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں بھیجا تھا، حضرت جبرئیلؑ معصوم ہیں، اللہ کے تمام فرشتے معصوم ہیں، پاک ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ نے جب اللہ کا نام سنا کہ یہ لڑکی کہہ رہی ہے کہ اللہ سے ڈر اور میرے پاس مت آ، تو حضرت جبرئیلؑ بھی اللہ کا نام سن کر اللہ کے نام کے احترام میں، اللہ کے نام کی عظمت میں پیچھے ہٹ گئے، دور ہٹ گئے۔

﴿گناہ سے بچنے کا نسخہ فکر آخرت﴾

میری دینی بہنو! ہمیشہ یاد رکھنا جب کبھی ایسا موقع آئے جس میں شیطان گناہ کا ماحول کھڑا کرے کہ آپ کسی جگہ ہے اور اتفاقاً کوئی نوجوان سامنے آ گیا اور گناہ کا ڈر ہے کہ نظر چار ہو جائے گی، آنکھیں مل جائیں گی، آمنا سامنا ہو جائے گا تو فوراً اللہ کو یاد کر لینا کہ

میرے اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں
میری آنکھوں کو اللہ دیکھتے ہیں

میرے دل کے ارادوں کو اللہ دیکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے قدرت والے خدا ہیں کہ دل میں کیا سوچ ہے؟ آنکھ کیا دیکھ رہی ہے؟ میرے اللہ اس کو جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو

قیامت کے دن مجھے جواب دینا ہے، قبر میں اللہ کے فرشتوں کو جواب دینا ہے۔

میری دینی بہنو! اتفاقاً ایسی کوئی بات ہو جائے، فوراً اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈر کر اپنے آپ کو گناہ سے بچانے کی فکر کرو، انشاء اللہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے اور اگر کوئی شیطان صفت انسان، کوئی شیطانی خواہش والا انسان آپ کی طرف گندی نیت رکھتا ہو تو اس کو بھی اللہ کے نام سے ڈراؤ، یہ حضرت مریمؑ کا دیا ہوا مبارک Lesson ہے، سبق ہے

''اللہ کے نام سے اس کو ڈراؤ''

کہ دیکھو! اللہ ہمیں دیکھتے ہیں، اللہ ہماری پکڑ کریں گے، اللہ ہم کو عذاب دیں گے، اللہ ہماری قبر میں پکڑ کریں گے۔ اس کو بھی اللہ کے نام سے ڈراؤ تاکہ وہ بھی گناہ سے بچ جائے اور آپ کی بھی انشاء اللہ گناہ سے حفاظت ہو جائے۔

﴿فرشتوں کو خداداد قدرت﴾

اب سوال یہ ہے کہ حضرت جبرئیل نوجوان کی شکل میں کیسے آ گئے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو قدرت دی ہے، فرشتے الگ الگ صورت میں آ سکتے ہیں اور یاد رکھو کہ فرشتہ کو اصلی شکل میں دیکھنا یہ انسانوں کی طاقت میں نہیں ہے، یہ انسان کمزور ہے، فرشتے کو اصلی شکل میں نہیں دیکھ سکتا۔

خود میرے اور آپ کے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل امینؑ کو اصلی حالت میں دیکھا تو حضور پاک ﷺ بے ہوش ہو گئے، اسلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حضرت مریمؑ کے پاس انسان کی شکل میں بھیجا تاکہ حضرت مریمؑ بے ہوش نہ ہو جائے، حضرت مریمؑ ان کو دیکھ سکے۔

﴿حضرت مریمؑ کا امتحان﴾

حضرت مریمؑ کے پاس فرشتہ کو آنا ہی تھا۔

تو انسانی شکل بوڑھے کی بھی ہو سکتی تھی۔

بچہ کی بھی ہو سکتی تھی۔

لیکن جوان کی شکل میں اس لئے بھیجا کہ اللہ حضرت مریمؑ کا امتحان لینا چاہتے تھے، یہ عورت کیسی پاک دامن ہے؟ اس لئے نوجوان کی شکل میں بھیجا کہ میری بندی مریم کا اس نوجوان کو دیکھ کر کیا حال ہوتا ہے؟ اس کا عمل کیا ہوتا ہے؟ اللہ حضرت مریمؑ کا امتحان لے رہے تھے اور اس امتحان کے ذریعہ آپ کی عفت کو ظاہر فرمانا تھا۔

﴿اللہ کی طرف سے بندہ کا امتحان﴾

میری دینی بہنو! اللہ ہم کو عزت، عافیت سے رکھے لیکن اللہ کی طرف سے اس طرح امتحان ہوتا ہے کہ میرا بندہ اور میری بندی گناہ کے موقع پر مجھ سے ڈرتے ہیں اور بچتے ہیں یا یہ کہ گناہ میں پھنس جاتے ہیں؟

کبھی کبھی اللہ بندوں کے ایمان کا امتحان لیتے ہیں اور یہ تو قرآن میں اللہ نے فرما دیا ایمان کا Exam(امتحان) لوں گا اور ایمان کا جو امتحان ہوتا ہے یہ Practical life میں ہوتا ہے، عملی زندگی میں ہوتا ہے۔

اس کے لئے کوئی Exam paper نہیں ہوتا

اس کے لئے کوئی سوال جواب Answer,Quastion نہیں ہوتے

وہاں امتحان کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً گناہ کا Chance(موقع) آئے تو اللہ یہ دیکھتے ہیں کہ میری بندی گناہ سے بچتی ہے یا گناہ میں پھنس جاتی ہے؟ اللہ ایسے امتحان سے ہم کو بچا کر رکھے اور ایسا کبھی موقع آئے تو اللہ ہم کو گناہ سے محفوظ رکھے۔

قرآن،

اللہ کا فرمان،

عظیم الشان،

اللہ فرماتے ہیں الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ[پارہ: ۲۰، سورۃ العنکبوت: ۱، ۲] (الٓمّٓ ، کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا کہ بس وہ یہ کہہ دیں کہ ''ہم ایمان لے آئے'' اور ان کو آزمایا نہ جائے؟ حالانکہ ہم نے ان سب کی آزمائش کی ہے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ لہٰذا اللہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچائی سے کام لیا ہے، اور وہ یہ بھی معلوم کر کے رہے گا کہ کون لوگ جھوٹے ہیں۔)

اللہ فرماتے ہیں: تم زبان سے کہتے ہو کہ ہم ایمان لے آئے تو اللہ تم کو ایسے ہی تھوڑے چھوڑ دیں گے، اللہ تمہارے ایمان کا امتحان لیں گے۔

میری دینی بہنو! صحابۂ کرامؓ نے اور صحابیہ عورتوںؓ نے جو ایمان کا امتحان دیا ہے......اللہ اکبر ہمیں تو صرف ان کے واقعات پڑھنے اور سننے ہیں، اللہ ایسے امتحان سے ہماری حفاظت فرمائے۔ انہوں نے تو خون بہا کر، مار کھا کر، بھوکے، پیاسے رہ کر، کافروں کے ظلم کو برداشت کر کے ایمان کا امتحان دیا تھا، اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمارے ایمان کو مضبوط فرمائے اور دنیا آخرت میں ہمارے ایمان کو سلامت رکھے۔

﴿پردہ ہر غیر محرم سے ضروری﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کے ایمان کا امتحان لیا۔ اس آیت کا دوسرا مطلب بھی ہے کہ حضرت مریمؑ کہنے لگی قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا'' اگر تو تقوی والا ہے تو بھی میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں'' سبحان اللہ......یعنی اگر تو تقوی والا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ برے کام کی طرف آگے مت بڑھ، پرائی عورت کی طرف مت آ اور

اگر تقوی نہ ہوتو بدرجۂ اولی میرے قریب مت آ۔

کیسی عجیب بات فرمادی کہ سامنے والا مرد جو غیرمحرم ہے وہ کتنا ہی بڑا اللہ کا ولی ہو، متقی ہو، پرہیزگار ہو، عالم ہو، مفتی ہو، پیر ہو، کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، لیکن پھر بھی اس کو آمنے سامنے ملنا، آمنے سامنے ہونا، بغیر پردہ اس کے قریب جانا، یہ ہماری شریعت میں ناجائز اور گناہ کا کام ہے۔

بہت سی مرتبہ ہماری بہنیں جذبات میں بہہ جاتی ہیں اور بہت سے عاملوں کے پاس، عالموں کے پاس آمنے سامنے چلی جاتی ہیں اور **نعوذ باللّٰہ** اس کی نحوست سے گناہ وجود میں آتے ہیں اس لئے کتنا ہی بڑا عالم ہو، کتنا ہی بڑا اللہ والا ہو، تعویذ والا ہو لیکن ہم کو شریعت کی Border (حدود) کا لحاظ کرنا چاہیے۔

اور وہ ولی ہی کیا جو غیرمحرم عورتوں سے بے پردہ بات چیت کرے۔

کوئی ضروری کام ہے تو پردہ کے پیچھے سے بات کرو اور بات کرنے کا طریقہ بھی پہلے میں نے آپ کو بتلا دیا تھا کہ سخت اور اکھڑے ہوئے لہجہ میں بات کرو، نرم لہجہ میں بات مت کرو۔

غرض حضرت مریمؑ نے ہم کو یہ تعلیم دی آنے والا کتنا ہی بڑا پرہیزگار ہوتو بھی میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں، حضرت مریمؑ عجیب نیک عورت تھی۔

چنانچہ جبرئیل امینؑ نے دیکھا کہ یہ مریم تو مجھ کو دور بھگا رہی ہے تو جبرئیل امینؑ نے اپنی پہچان کروائی، کیا کہتے ہیں:

"**قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ**" اے مریم! میں کوئی اجنبی جوان نہیں ہوں، میں انسان نہیں ہوں، میں تو اللہ کا فرشتہ ہوں، میں جبرئیل ہوں......سبحان اللہ! جب جبرئیل نے اپنی پہچان کروائی حضرت مریمؑ نے حضرت جبرئیلؑ کے چہرے کا نور دیکھا تو اس چمکتے ہوئے نور کو دیکھ کر حضرت مریمؑ پہچان گئی، بات کو مان گئی، حقیقت میں یہ اللہ کا فرشتہ ہے اور

فرشتہ میں Female۔Male مرد عورت کچھ نہیں ہوتا، وہ معصوم مخلوق ہے، ان سے کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

﴿حضرت جبرئیلؑ کے آنے کا مقصد﴾

جب جبرئیل امین نے پہچان کرادی تو حضرت مریمؑ کو اطمینان ہوگیا، لیکن اب سوال یہ تھا کہ جبرئیل کیوں آئے؟ تو جبرئیل نے اپنے آنے کا مقصد بتلایا کہ **لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا**[پارہ:۱۶، سورۂ مریم:۱۹] (میں اس لئے آیا ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔)

اے مریم! میں ایک بیٹا دینے کے لئے آیا ہوں، جو بیٹا نسب کے اعتبار سے پاک اور صاف ہوگا، اخلاق کے اعتبار سے پاک اور صاف ہوگا، گناہوں سے معصوم ہوگا، نیکی پرہیزگاری، بزرگی میں ہمیشہ ترقی کرنے والا ہوگا، ایسا نیک لڑکا تجھے دینے کے لئے میں آیا ہوں........سبحان اللہ

﴿بشارت پر تعجب﴾

حضرت مریمؑ نے یہ بات سنی، تعجب میں پڑ گئی، اچھا مجھے لڑکا ملے گا، مجھے اولاد ہوگی، حضرت مریمؑ تعجب میں کہنے لگی "**قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ**" ارے جی! مجھے لڑکا کیسے ہوگا؟ مجھے کیسے اولاد ہوگی؟ اس لئے کہ "**وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا**"[پارہ:۱۶، سورۂ مریم:۲۰] آج تک پوری زندگی میں کسی مرد نے مجھے ہاتھ بھی نہیں لگایا اور میں کوئی زنا والی عورت بھی نہیں ہوں، میری شادی بھی نہیں ہوئی، اور میں کوئی گندی عورت بھی نہیں ہوں کہ کسی مرد سے میرا حرام تعلق ہو، پھر مجھے کیسے لڑکا ہوگا؟ سبحان اللہ........

.اللہ ہماری بہنوں کو ایسی پاک دامنی دے۔ کیسے یقین کے ساتھ بول رہی ہے، کہ

جبرئیل آج تک زندگی میں مجھے کسی پرائے مرد نے ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے۔

میری بہنو! ایک عورت کسی انسان کے سامنے تو جھوٹ بول سکتی ہے، اپنے نئے نئے شوہر کو تو جھوٹ بنا سکتی ہے'' آج تک کسی مرد نے مجھے Touch نہیں کیا، ہاتھ نہیں لگایا'' اس کو خوش کرنے کے لئے، لیکن یہ معاملہ تو فرشتہ سے ہو رہا ہے، یہ بات تو فرشتہ سے ہو رہی ہے، فرشتہ اللہ کے یہاں سے آتا ہے، گویا یہ معاملہ اللہ سے ہو رہا تھا، یہاں جھوٹ اور بناوٹ نہیں ہو سکتی، حضرت مریمؑ کیسی پاک عورت ہوگی؟ کیسے یقین کے ساتھ کہہ رہی ہے۔

میری بہنو! آج ایسی نیتیں لے کر کے جاؤ، ایسے جذبات لے کر کے جاؤ، ایسے ارادے لے کر جاؤ کہ کوئی پرایا مرد، غیر محرم ہم کو ہاتھ نہیں لگائے گا، ہمارے بدن کو نہ دیکھ سکے گا، اس طرح پاک دامن رہ کر کے بچ بچ کر زندگی گذارو، انشاء اللہ! اللہ تعالیٰ دنیا ، آخرت میں ہم سے راضی ہو جائیں گے۔

چنانچہ حضرت جبرئیل نے جواب میں کہا:

قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ (پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۲۱) (فرشتہ نے کہا ایسے ہی ہو جائے گا، تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ یہ میرے لئے ایک معمولی بات ہے۔) اے مریم! مت گھبراؤ ایسا ہی ہوگا، اللہ بغیر مرد کے نیک صالح بیٹا اپنی قدرت سے تجھے عطا فرمائیں گے، ایسا لڑکا جو نیکی اور بھلائی میں ترقی کرنے والا ہو، نیک کاموں کی طرف آگے بڑھنے والا ہو۔ قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ اللہ نے فرمایا کہ مریم! یہ تو میرے لئے بہت Easy (آسان) ہے، کوئی مشکل نہیں۔

﴿خدا تعالیٰ کا نظامِ تخلیق﴾

دیکھو میری دینی بہنو! ایک عجیب بات سمجھو، اللہ نے دنیا میں جتنے بھی انسان پیدا فرمائے، جتنے مرد، جتنی عورتیں ان کو چار طریقہ سے پیدا فرمایا ہے۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ مرد عورت دونوں کے بغیر اللہ تعالیٰ پیدا کر سکتے ہیں جیسے کہ حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا۔ کوئی مرد نہیں تھا، کوئی عورت نہیں تھی، اللہ نے اپنی قدرت سے، اپنے حکم سے حضرت آدمؑ کو پیدا فرما دیا، یہ پہلا طریقہ ہے۔

دوسرا طریقہ ہے صرف مرد ہو، عورت نہ ہو، جیسے کہ ماں ''حوا'' کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، اس پیدا کرنے میں عورت نہیں تھی، حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے اللہ نے ماں حوا کو پیدا فرمایا، اس میں کوئی عورت نہیں تھی، صرف مرد ہے حضرت آدمؑ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی جنت میں ایک طرح سے Surgery فرمائی اور ماں حوا کو پیدا فرمایا، اللہ کی قدرت صرف مرد ہے عورت نہیں۔

تیسرا طریقہ ہے صرف عورت ہو مرد نہ ہو، دیکھو حضرت عیسیٰؑ اللہ کے نبی اللہ کے پیغمبر ان کی اللہ نے پیدائش کی صرف عورت سے، حضرت مریمؑ سے فرمائی، کوئی مرد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے بغیر مرد کے صرف عورت سے حضرت عیسیٰؑ کو پیدا فرمایا۔

اور نمبر چار دنیا میں عام طور پر جو ہوتا ہے کہ تمام انسان، تمام مرد عورت ایک مرد سے ایک عورت سے اللہ تعالیٰ ان کو پیدا فرماتے ہیں۔

﴿اللہ تعالیٰ کی قدرت اور رحمت﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کو فرمایا ''قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ '' مریم! تیرے بیٹے کو ہم قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنائیں گے کہ ہم وہ قدرت والے ہیں کہ بغیر مرد عورت ہم انسان کو پیدا کر سکتے ہیں، تمہارا بیٹا ہماری قدرت کا ایک نشان ہوگا وَرَحْمَةً مِّنَّا اور تمام انسانوں کے لئے رحمت ہوگا......سبحان اللہ

حضرت عیسیٰؑ جب دنیا میں تھے رحمت ہی رحمت تھے، قبروں پر جاتے مردوں کو

زندہ کر کے کھڑا کرتے تھے۔اپنے ہاتھ میں مٹی لیتے ،مٹی میں سے پرندہ بناتے اوراس میں روح پھونک کر ہوا میں اڑا دیتے۔کوئی اندھا ہوتا، ماں کے پیٹ میں سے اندھا پیدا ہوتا، حضرت عیسیٰؑ ان کی آنکھوں پر انگلی پھرا دیتے ،اس اندھے کی آنکھیں اچھی ہو جاتیں، چمڑی پر کوڑھ کی بیماری والے آتے جن کو ماں کے پیٹ سے یہ بیماری ہوتی حضرت عیسیٰؑ ہاتھ پھرا دیتے وہ اچھا ہو جاتا تھا۔

میری دینی بہنو! آج کے زمانہ میں میڈکل سائنس اتنا آگے بڑھ گیا ہے، ترقی کر گیا ہے لیکن جو بچہ ماں کے پیٹ سے اندھا نکلے، جو بچہ ماں کے پیٹ سے کوڑھ کی بیماری والا نکلے اس کو آج کے ڈاکٹر لوگ اچھا نہیں کر سکتے ،حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے وہ رحمت بنایا تھا کہ ماں کے پیٹ سے اندھے کو، کوڑھ والے کو اپنا ہاتھ پھراتے اور وہ اچھا ہو جاتا تھا۔

ورحمةً منّا یہ تو دنیا میں تھے اس وقت رحمت تھے، ابھی آسمان سے اتر کر دنیا میں تشریف لائیں گے، بہت جلدی اب انشاء اللہ آنے والے ہیں، دنیا میں دوبارہ آکر رحمت بنیں گے۔

کیسے رحمت بنیں گے؟ کہ حضرت عیسیٰؑ کے آنے پر پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو جائے گا، مسلمانوں کو پوری دنیا میں حکومت ملے گی اور اللہ تعالیٰ زمین کے خزانوں کو نکالیں گے، موسلا دھار بارش برسے گی، پھل Fruit بہت ہوں گے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اتنے بڑے پھل فروٹ ہوں گے کہ ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ ایک پوری جماعت اس کو کھاتے کھاتے تھک جائے گی اور اس کا جو چھلکا ہوگا، اس کو چھاتا (چھتری) بنا کر لوگ سایہ حاصل کریں گے، اتنے بڑے بڑے انار دنیا میں پیدا ہوں گے۔

ورحمةً منّا حضرت عیسیٰؑ کے آنے پر پوری دنیا میں رحمت، برکت ہو جائے گی، جھگڑے ختم ہو جائیں گے، امن وامان ہو جائے گا، انصاف ہو جائے گا، ہر جگہ برکت ہی برکت ہو جائے گی۔

اللہ نے عجیب بات فرمائی کہ مریم! تیرا بیٹا ابھی بھی رحمت ہے، بعد میں رحمت ہے ورحمةً منّا وکان امراً مقضیًا[پارہ:۱۶ ،سورۃمریم:۲۱] مریم! یہ اللہ تعالیٰ نے فرمالیا ہے تیرے یہاں اولاد ہونی ہی ہونی ہے، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے، لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔

اب کیسے اولاد ہوگی؟

﴿حضرت عیسیٰؑ کی ولادت﴾

حضرت جبرئیلؑ پاس میں آئے اور حضرت مریمؑ کا جو کرتہ تھا اس کرتہ کے گریبان کو چٹکی سے پکڑا اور کھینچا، پھر آستین میں پھونک ماردی، بس حضرت جبرئیلؑ نے پھونک ماری تھی کہ فوراً حضرت مریمؑ کو حمل ہو گیا، حمل ہونے کے بعد فورا حضرت مریمؑ کو بچہ بھی ہو گیا، سیکنڈوں میں یہ کام ہو گیا، کوئی دیر نہیں لگی، چونکہ اللہ کی قدرت سے یہ سب ہو رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَحَمَلَتۡهُ فَانۡتَبَذَتۡ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا[پارہ:۱۶ ،سورۂ مریم:۲۲] پھر ہوا یہ کہ مریم کو اس بچہ کا حمل ٹھہر گیا، اور جب ولادت کا وقت قریب آیا تو وہ اس کو لے کر لوگوں سے الگ ایک دور مقام پر چلی گئی۔

حضرت مریمؑ کو جب حمل ہو گیا پیٹ میں بچہ ہے، بھاری پیٹ چل کر کے ذرا دور چلی گئی، اس لئے کہ اب شرم آرہی ہے، پیٹ بڑا ہو گیا، بیت اللحم میں ایک سائڈ پر بیٹھ گئی۔کہتے ہیں کہ یہ ولادت کا واقعہ زوال کے بعد ہوا، اس وقت حضرت مریمؑ کی عمر ایک قول میں دس سال تھی۔

حضرت مریمؑ دل دل میں سوچتی ہے اب کیا کروں؟ پہلی مرتبہ حمل ہے، کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ہے، کون میری مدد کرے؟ کیا کھاؤں؟ کیا پیوں؟ پریشان ہے، حضرت مریمؑ اسی پریشانی کے عالم میں اٹھ کر کے ایک طرف کو چلی گئی۔

بچہ ماں کے پیٹ میں کتنے مہینہ رہتا ہے؟

میری دینی بہنو! یہ حضرت مریمؑ کے لئے فوری حمل فوری ولادت کا ہونا اللہ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔ ہماری شریعت کا قانون یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ارشاد فرماتی ہیں کہ ایک عورت کم سے کم چھ ماہ حمل سے رہ سکتی ہے یعنی چھ مہینہ میں کم از کم اس کو بچہ پیدا ہو سکتا ہے، یہ ثابت ہے۔

اس لئے اگر کسی بہن کو چھ مہینہ میں بچہ ہو جائے تو اس پر غلط تہمت لگانا جائز نہیں ہے، شادی کے بعد صرف چھ مہینہ میں بھی بچہ ہو سکتا ہے، ایسے عام حالات میں نو مہینہ میں بچہ ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بچہ ماں کے پیٹ میں زیادہ سے زیادہ دو برس تک رہ سکتا ہے، دو برس کی مدت پر بھی بچہ ہو سکتا ہے یعنی کم سے کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس کی مدت ہے۔

اس لئے میری دینی بہنو! یہ بہت اہم بات، میں آپ کو بتلا رہا ہوں کہ ہمارے یہاں، ہمارے معاشرہ میں، ایک غلط بات چل پڑتی ہے، کسی بہن کو شادی کے چھ مہینہ بعد، ساڑے چھ مہینہ بعد، سات مہینہ کے بعد اگر بچہ ہو گیا تو ہماری بہنیں اس پر تہمت لگاتی ہے نعوذ باللہ کہ یہ شادی سے پہلے کے حمل کا بچہ ہے۔ میری بہنو! تہمت لگا کر کے اپنی زبانوں کو گناہ میں مت مبتلا کرو۔

میرے مشاہدہ کی بات

ایک نوجوان لڑکا مجھ سے تعلق رکھتا ہے اس کے بچے سب کے سب صرف سات مہینہ میں پیدا ہوئے تھے، اب تو ماشاء اللہ وہ بچے بھی بڑے ہو گئے اور ہمارے مدرسہ میں حفظ کرنے کے لئے آنے لگے، مدرسہ میں وہ بچے میرے پاس آتے ہیں تو میں ان بچوں کو مسکراتے ہوئے، ہنستے ہوئے کہتا ہوں کہ ''یہ سات مہینے والا آیا'' ایسا ہو سکتا ہے، لیکن اس کی

وجہ سے کسی کو تہمت لگانا یہ حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے، اللہ اس سے ہماری بہنوں کی حفاظت فرمائے۔

عورت ولادت کے وقت کہاں جائے؟

اب یہ حضرت مریمؑ کہاں جائے؟ کہاں سہارا لے؟ جنگل میں بے سہارا ہے۔

ہمارے یہاں عام طور پر جو رواج ہے کہ پہلی مرتبہ میں لڑکیاں اپنی ماں کے گھر چلی جاتی ہیں، یہ کوئی غلط رواج بھی نہیں ہے اس لئے کہ عورتوں کو پہلی ولادت میں زیادہ شرم آتی ہے، مدد کی ضرورت پڑتی ہے، ماں کے گھر میں اس کو انس ملتا ہے اس لئے اگر ماں کے گھر جائے بھی تو اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔

اب حضرت مریمؑ نے سوچا کہ کہاں ٹیک لگاؤں؟ ان کو ایک کھجور کا درخت نظر آیا اور وہ کھجور کا درخت کیسا تھا؟ بالکل سوکھا، اس پر پتے نہیں تھے، اس پر پھل بھی لگے ہوئے نہیں تھے، صرف کھجور کے درخت کا لکڑا کھڑا ہوا تھا، حضرت مریمؑ چل کر کے ٹیک لگانے کے واسطے وہاں گئی۔

اللہ کی مدد بے جان میں جان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ

[پارہ:۱۶ سورۃ مریم:۲۳] (پھر زچگی کے درد نے انہیں ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچا دیا۔) حضرت مریمؑ کو درد شروع ہوا، وہ سوکھا کھجور کا لکڑا، اللہ کے فضل سے تازہ، زندہ ہو گیا۔

عورت کو حمل کی وجہ سے درد

اس سے معلوم ہوا کہ درد کا ہونا یہ فطری چیز ہے اور جو درد ہوتا ہے اتنا خطرناک درد ہوتا ہے کہ اللہ نے خود اس درد کو قرآن میں ذکر فرمایا حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا [پارہ:۲۶، سورۃ الاحقاف:۱۵] (اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اسے

پیٹ میں اٹھائے رکھا۔) بچے کو ماں نے پیٹ میں اٹھایا بہت درد و تکلیف کے ساتھ، اور جب بچہ باہر آتا ہے تب بھی بہت درد ہوتا ہے۔

ولادت کے وقت عورت کو ایسا درد ہوتا ہے کہ موت اور درد میں صرف ایک درجہ باقی رہ جاتا ہے، ایسا درد ہوتا ہے اسی لئے بچے کی پیدائش کے وقت کسی عورت کا انتقال ہو جائے تو اللہ تعالی اس عورت کو انشاء اللہ شہید کا درجہ عطا فرمائیں گے۔

﴿ماں کو ستانے سے پہلے سوچو﴾

میں اپنے نوجوان بھائیوں کو بہنوں کو ہمیشہ سنایا کرتا ہوں کہ اپنی ماں کی نافرمانی کرنے سے پہلے سوچو، جس ماں نے اتنے درد کے ساتھ، اتنی تکلیف کے ساتھ تم کو جنم دیا۔ تم کیسے اس ماں کے دل کو دکھاتے ہو؟ اس ماں کی نافرمانی کرتے ہو؟ ماں کو تکلیف پہنچاتے ہو؟ کبھی ماں کا دل مت دکھانا، ماں کے پیروں کے نیچے جنت ہے، اس لئے کبھی ماں کی بد دعا مت لینا؛ ورنہ تمہاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائے گی، تباہ ہو جائے گی۔

﴿ایک ماں کی درد بھری نصیحت﴾

ایک بات یاد آئی، ہمارے یہاں ایک قصہ ہوا، وہ میں آپ کو سناتا ہوں: ہمارے یہاں ایک لڑکے نے ایک لڑکی کے ساتھ غلط تعلق کر کے شادی کر لی، اس لڑکی کی فیملی والے ناراض تھے، لیکن عدالت اور فرار وغیرہ کے سہارے سے شادی ہو ہی گئی، شادی ہونے کے بعد بہت دنوں تک لڑکی والے ناراض رہے، وہ میاں بیوی زندگی گذارنے لگے، وہ لڑکی حاملہ ہوئی اور ولادت کے وقت اس کو ہسپتال لے گئے۔

﴿دیکھو! اللہ کی شان﴾

﴿دیکھو ماں، ماں ہوتی ہے﴾

اس لڑکی نے ماں کا دل دکھا کر شادی کر لی تھی، ماں اس لڑکی سے تعلق نہیں رکھتی تھی

، لیکن جب سنا کہ میری لڑکی کو ہسپتال لے گئے، حاملہ ہے، بچہ ہونے والا ہے تو ماں اپنے دل پر پتھر رکھ کر ہسپتال پہونچ گئی۔

ادھر بچہ پیدا ہوا اور فوراً مر گیا اب وہ لڑکی (نومولود مرحوم بچے کی ماں) ادھر ادھر کی باتیں بولنے لگی، اس میں اس کی زبان سے **نعوذ باللہ** اللہ تعالی کی شان میں بھی گستاخی ہو گئی کہ

''اچھا! یہ بچی نو مہینے تک میرے پیٹ میں رہی اور پیدا ہو کر مر گئی، اللہ نے مجھے اتنی تکلیف دی''

یہ بے ادبی اس لڑکی کی زبان سے ہوئی۔

مصیبت میں ایسے کلمات نہ بولنے چاہئے، بلکہ صبر کر کے اجر و ثواب حاصل کرنا چاہئے، جو بچے بالغ ہونے سے پہلے مر جاتے ہیں وہ آخرت میں نجات کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اب سنو! جب اس کی ماں نے اس کی بے ادبی کی بات سنی تو اس کی ماں اس کے بستر کے پاس کھڑے ہو کر کے کہتی ہے کہ بیٹی! آج تجھے اتنی تکلیف ہو رہی ہے، تیری لڑکی پیدا ہوئی، مر گئی۔

حالانکہ تو نے اس لڑکی کو ایک قطرہ بھی اپنی چھاتی سے دودھ نہیں پلایا
یہ پیدا ہو کر فوراً مر گئی
تو نے ایک مرتبہ بھی اپنی اس لڑکی کو غسل نہیں کرایا
یہ پیدا ہو کر فوراً مر گئی
تو نے اپنی اس بچی کا ایک مرتبہ بھی پاخانہ صاف نہیں کیا
پیدا ہو کر بچی مر گئی۔
میری لاڈلی بیٹی!
میں نے تو تجھے بچپن میں دو برس دودھ پلایا تھا

میں نے تیرا پاخانہ صاف کیا تھا
نہلا دھلا کر محنت سے تجھے بڑا کیا تھا
آج بغیر محنت کی تیری لڑکی مرگئی، تجھے اتنا دکھ ہو رہا ہے

تو جس ماں نے تیرے پیچھے محنت کر کے تجھے بڑا کیا تھا جب اس ماں کا دل دکھا کر کے تو نے ناجائز تعلق کے ذریعہ شادی کر لی تو تیری ماں کا دل کیسا دکھا ہوگا؟

اس کو ذرا سوچ لے۔

آج تجھے دل میں تکلیف ہو رہی ہے، تو تیری ماں کے دل میں جس روز تو تیرے عاشق کے ساتھ فرار ہوگئی تھی اور عدالت کی مدد سے شادی کر لی کتنی تکلیف ہوئی ہوگی؟

﴿ماں باپ کو ستاؤ گے تو اولاد تم کو ستائے گی﴾

اس لے میں اپنی جوان بہنوں اور بھائیوں کو کہا کرتا ہوں کہ آج اگر حد سے باہر نکل کر ماں باپ کا دل دکھاؤ گے تو یاد رکھو اللہ کی قدرت ہے ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' آج تم نے تمہارے ماں باپ کا دل دکھایا، کل تمہاری اولاد تمہارا دل دکھائے گی، یہ خدا کا نظام ہے، تمہاری اولاد تمہاری راتوں کی نیند کو ختم کر دے گی، یہ اللہ کا قانون ہے۔

حدیث شریف میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ تم تمہارے والدین باپ دادا سے اچھا برتاؤ کرو، تمہاری اولاد تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گی۔

﴿سمجھانے کے لئے ایک لطیفہ کے انداز کا واقعہ﴾

ممبئی ایئر پوٹ کے بالکل قریب میرے ایک عزیز رہتے ہیں (اب تو وہ دوسری جگہ رہنے کے لئے چلے گئے) بہت ذہین، بہت ہوشیار اور انگلش بھی ان کو اچھی آتی ہے۔ ان کی طالب علمی کے دور میں میں کہا کرتا تھا کہ یہ اپنے زمانہ کا ''مفتی تقی عثمانی'' بنے

گا، اتنا ذہین لڑکا، اس نے آکر ابھی مجھے ایک لطیفہ سنایا، عجیب واقعہ سنایا، کہ میری شادی کے بعد میرے یہاں لڑکی کی ولادت ہوئی، اب یہ بچی چار سال کی ہوئی، اب اس کی حالت یہ ہے کہ بہت طوفانی بہت مستی والی میری لڑکی ہے، کہا کہ وہ ایسی طوفانی لڑکی ہے کہ رات کو بھی سونے نہیں دیتی، دن میں بھی سونے نہیں دیتی، اس کی وجہ سے میں بھی پریشان رہتا ہوں، اس کی ماں یعنی میری بیوی بھی پریشان رہتی ہے۔

کہا کہ ایک دن میری والدہ اور میری بیوی میری چھوٹی بچی کو لے کر ہمارے پرانے گھر گئے تو میری بیٹی کی طوفان مستی کو دیکھ کر پرانے گھر کے پورے محلّہ والے یہ کہنے لگے ''اس کا نام لے کر! کہ آج تو تیری بچی کی شرارت کو دیکھ کر تیرا بچپنہ ہم کو یاد آ گیا'' کہ جب تو بچہ تھا تو تو تیرے ماں باپ کو اسی طرح ستاتا تھا آج تیرے گھر میں جو لڑکی ہوئی وہ بھی ایسی ہی ہوئی جو اپنے ماں باپ کو خوب ستائے اور پریشان کرے، یہ تو بچپن کی ایک غیر شعوری دور کی بات ہے۔

﴿اللہ کا نظام﴾

یہ عرض کر رہا تھا کہ آج اپنے ماں باپ کو پریشان کرو گے تو کل تمہاری اولاد تم کو پریشان کرے گی، اس لئے میری جوان بہنوں سے درخواست ہے اپنے ماں باپ کا دل خوش رکھنا، کبھی ان کے دل کو ناراض مت کرنا۔

حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ تم اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو تمہاری اولاد تم سے اچھا برتاؤ کرے گی۔

﴿حضرت مریمؑ کے یہاں اولاد﴾

تو حضرت مریم اٹھ کر کے اس کھجور کے درخت کے پاس پہونچی، اللہ فرماتے ہیں
فَاَجَآئَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا

مَّنۡسِیًّا[پارہ:۱۶ سورۂ مریم:۲۳] (پھر زچگی کے درد نے انہیں ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگیں ''کاش کہ میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی، اور مر کر بھولی بسری ہو جاتی'') ہائے افسوس! حضرت مریمؑ کو ایک طرف درد ہو رہا ہے، درد کی وجہ سے حضرت مریمؑ پریشان ہے، دوسری طرف جنگل میں اکیلی ہے، ظاہر ہے کوئی مدد کرنے والا نہیں، کھانے پینے کا سامان نہیں۔

موت کی آرزو

زبان سے یہ بات نکلی ''اے کاش کہ میں مرگئی ہوتی، مجھے یہ دن دیکھنے نہ ملتا، لوگ مجھے بھول چکے ہوتے، میں بھولی بسری ہو جاتی، یہ دن مجھے نہ آتا'' **یٰلَیۡتَنِیۡ مِتُّ قَبۡلَ ھٰذَا** آج کے دن کے آنے سے پہلے موت ہو جاتی اور لوگ مجھے بھول گئے ہوتے، کتنا اچھا ہوتا۔ ایسی پریشانی ہوئی کہ ایسی تکلیف کے عالم میں حضرت مریمؑ موت کی تمنا اور آرزو کر رہی ہے۔

میری دینی بہنو! ہماری شریعت کے قانون میں ہم موت کی تمنا نہیں کر سکتے، اور خودکشی (આપઘાત) حرام ہے، یہ تو حضرت مریمؑ نے کر لی ان کی شریعت میں اس وقت جائز ہوگا، بہت سی مرتبہ مارے دکھ کے ہماری بہنیں بول دیتی ہیں ''میں مر جاؤں، میری موت آجائے'' ایسا کبھی اپنی زبان سے بولنا نہیں چاہئے۔

حضرت مریمؑ پر حال کا غلبہ تھا اور حال کے غلبہ میں بے اختیار بلا ارادہ ایسا جملہ حضرت مریمؑ کی زبان سے نکل گیا، وہ حضرت جبرئیل کی بشارت کو بھول گئی کہ تمہارے گھر میں نیک بیٹا آرہا ہے، اس بشارت کو بھول کر، بلا ارادہ، بلا اختیار غلبۂ حال میں یہ جملہ حضرت مریمؑ کی زبان سے نکل گیا۔

دوسری طرف بدنامی کا ڈر تھا کہ بغیر شادی کا بچہ ہے، لوگ بدنام کریں گے اور کہیں

بے صبری نہ ہو جائے اور بے صبری کا گناہ نہ ہو جائے، اس لئے دین کی تباہی کے خیال سے ڈر کر، دین کی حفاظت کے لئے حضرت مریمؑ بولی ''یٰلیتنی متّ قبل ھذا وکنت نسیًا منسیًّا''۔

میری دینی بہنو! سوچو حضرت مریمؑ کتنی تکلیف میں ہوگی، کتنی پریشان ہوگی کہ زبان سے موت کی بات نکل گئی۔

جنگل میں سہارا

اب جا کر اس کھجور کے درخت کو ٹیک لگا کر کے بیٹھ گئی، چلو جنگل میں ایک درخت کا سہارا تو مل گیا لیکن بھوک لگی ہے، پیاس لگی ہے، کیا کروں؟ بچہ پیٹ میں ہے اور پورا بچہ ہے، اب میں کیسے چلوں پھروں؟ کہاں کھانا ڈھونڈنے جاؤں؟ کہاں پانی تلاش کرنے کے لئے جاؤں؟ سبحان اللہ......... اللہ تعالیٰ نے کیسے عجیب طریقہ سے، غیب سے کھانے پینے کا انتظام فرما دیا۔

خود حضرت جبرئیلؑ بھی لحاظ کر رہے ہیں

دیکھو! اللہ کی قدرت حضرت جبرئیلؑ پھر وہاں آئے، حضرت مریمؑ ذرا اونچی جگہ پر کھجور کے درخت کو ٹیک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی، جبرئیلؑ نیچے کھڑے رہے، اوپر نہیں آئے، حضرت جبرئیلؑ نے بھی لحاظ کیا کہ مریمؑ کو شرم محسوس ہوگی، اس لئے کہ پیٹ میں بچہ ہے، پیٹ بڑا ہے، ٹیک لگا کر بیٹھی ہیں، جبرئیلؑ پاس میں نہیں آئے، نیچے کھڑے رہے، اس سے سیکھنے کو ملا کہ اس طرح کے موقع پر محرم مردوں کو بھی لحاظ کرنا چاہیے۔

تسلی

نیچے کی جانب کھڑے کھڑے ہی جبرئیل امینؑ نے حضرت مریمؑ کو آواز لگائی اور یہ آواز تسلی دینے کے لئے دی، اے مریم! گھبراؤ مت، **فَنَادٰهَا مِنۡ تَحۡتِهَاۤ اَلَّا تَحۡزَنِیۡ قَدۡ جَعَلَ رَبُّکِ تَحۡتَکِ سَرِیًّا**[پارہ:۱۶ سورۂ مریم:۲۴] (پھر فرشتہ نے ان کے

نیچے ایک جگہ سے انہیں آواز دی کہ ’’غم نہ کرو، تمہارے رب نے تمہارے نیچے ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے)

مریم! گھبراؤ مت جو اللہ تمہیں بچہ دے رہے ہیں، وہ اللہ تمہارے تمام کام کو آسان کر دیں گے۔ کھانا بھی دیں گے، پانی بھی دیں گے اور بچہ کا پیدا ہونا بھی آسان کر دیں گے، گھبراؤ مت، اللہ دے رہے ہیں، اللہ پر بھروسہ کرو۔

﴿جنگل میں پانی کا نظم﴾

قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا [سورۂ مریم: ۲۴] حضرت جبرئیلؑ نے پاؤں مارا اور وہاں سے بہترین ٹھنڈا Mineral پانی کا چشمہ جاری ہوگیا......... سبحان اللہ

’’**قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا**‘‘ جہاں حضرت مریمؑ بیٹھی ہیں بس وہاں پر ہی بہترین ٹھنڈا پانی بہنا چالو ہوگیا۔

کہتے ہیں کہ وہاں ایک نہر تھی، وہ بالکل سوکھی تھی، اب اسی میں پانی جاری ہوگیا۔

آپ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مریم! گھبراؤ مت، تمہارے نیچے سے اللہ تم کو ایک سردار بیٹا عطا فرما رہے ہیں۔

﴿دنیا میں اسباب اختیار کرنا ہے﴾

پانی تو مل گیا، اب کھانا چاہئے، کھانے کے لئے اللہ نے کیا کروایا فرمایا:

وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا [پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۲۵] (اور کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، اس میں سے پکی ہوئی تازہ کھجوریں تم پر جھڑیں گی۔) مریم! یہ جس درخت کے ساتھ تو ٹیک لگا کر کے بیٹھی ہے اس درخت کو ہلاؤ اللہ تم کو بیٹھے بیٹھے Fruit (پھل) کھلائیں گے۔

حضرت مریمؑ نے دل میں سوچا ہوگا کہ خداوندا! اس پر تو پتے بھی نہیں ہے تو

کھجور کہاں سے آئے گی؟ یہ تو سوکھا درخت ہے، اس میں تو جان بھی نہیں ہے، اللہ نے فرمایا:

مریم! درخت کو ہلانا تمہارا کام ہے تازی تازی کھجور گرانا ہمارا کام ہے،
تم محنت کرو ہم تم کو عطا کریں گے۔

یہ اللہ تعالی نے حضرت مریمؑ کے دل میں الہام فرمایا’’ درخت ہلاؤ اور اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کرو۔ سوکھے درخت کو ہلاتے ہی درخت کی چوٹی پر شاخیں آئیں، پتے آنے لگے، کھجور آ گئی۔

یہ دنیا دار الاسباب ہے، اس میں محنت کرنی پڑتی ہے، دیکھو! اللہ تعالی نے حضرت مریمؑ سے چھوٹے چھوٹے اسباب اختیار کروائے اور اسباب کو اپنانا توکل کے خلاف نہیں ہے۔

ہماری بہت سی بہنیں ایسی ہوتی ہیں، شوہر بیمار ہے، کما نہیں سکتا یا شوہر کا انتقال ہو گیا، اللہ عافیت سے رکھے، تو وہ بیچاری کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتی، سوال نہیں کرتی، پردہ کے پیچھے رہ کر کے چھوٹا موٹا ہنر کر کے روزی کما کر کے اپنا گزران چلاتی ہے۔ یہ شریعت کی مبارک تعلیم ہے کہ حلال روزی کے لئے کچھ اسباب اختیار کرنا پڑے تو کرو اور اس کے ذریعہ سے حلال روزی حاصل کرو۔

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ بھی بہت بڑے کاروبار والی عورت تھی، مکہ سے لے کر ملک شام تک حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا کاروبار چلتا تھا۔ تو جس بہن کے لئے نفقہ کا کوئی نظم نہ ہو، وہ پردہ میں رہ کر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے، حلال روزی کمائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿مردہ درخت زندہ ہوگیا﴾

اللہ نے فرمایا: **وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا**

جَنِیًّا مریم! اس کو ہلاؤ۔ اللہ کا حکم تھا حضرت مریمؑ نے ہلایا۔ میری دینی بہنو! ایک مرا ہوا درخت جس پر پتے بھی نہیں ہے اللہ کی نیک بندی حضرت مریمؑ اپنے مبارک ہاتھ لگاتی ہے، اللہ اس درخت کو زندہ کر دیتے ہیں اور اس میں سے تازی تازی کھجور حضرت مریمؑ کے پاس گرنے لگی۔

﴿بے موسم کھجور اللہ کا انعام﴾

غرض اٹھ کر کہیں جانا بھی نہیں پڑا، وہیں پانی ہے، وہیں کھجور ہے۔

اور کھجور بہترین کھانا ہے خصوصاً جن کے بدن میں خون کی کمی ہو ان کے لئے،

حدیث میں آتا ہے:

حضرت عائشہؓ کی جب رخصتی ہونے والی تھی تو حضرت عائشہؓ کا بدن کمزور، دبلا، پتلا تھا تو ان کی امی جان نے ان کے بدن میں طاقت آئے اس کے لئے کھجور اور ککڑی کھلائی۔

یہ کھجور اور ککڑی کھانا Health (صحت) کے لئے بہت اچھی چیز ہے، اس سے خون پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ولادت کے زمانہ میں عورتوں کو کھجور، چھوہارے ان چیزوں کو زیادہ استعمال کرنا چاہئے، بہت فائدہ کی چیز ہے۔

مفسرین اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بچہ پیدا ہونے کے زمانہ میں کھجور سب سے زیادہ فائدہ والی چیز ہے، اس لئے کہ اگر اس حالت میں اس سے بہتر کوئی فائدہ کی چیز ہوتی تو اللہ تعالی اپنی بندی حضرت مریمؑ کو وہ کھلاتے۔

میری بہنو! حضرت مریمؑ کی بات ہو رہی ہے، ایک عورت پاک دامن رہے، ایک عورت اپنی عفت کی حفاظت کرے، اللہ سے ڈرے، اللہ کی عبادت کرے تو اللہ اس کو جنگل بیابان میں کھجور کھلاتے ہیں، ٹھنڈا پانی پلاتے ہیں، جبرئیل امینؑ کو بھیجتے ہیں اس کی تسلی کے واسطے اور اللہ اس کی مدد فرماتے ہیں، اس کو نیک صالح بیٹا عطا فرماتے ہیں۔ آگے کی بات انشاءاللہ آئندہ کل کی مجلس میں ہوگی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

﴿۶﴾

حضرت مریمؑ
اور
حضرت عیسیٰؑ

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

❧	’’اپنے بچوں کو یہ عقیدہ بھی سکھاؤ کہ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی باپ نہیں تھا، اللہ نے اپنی قدرت سے ان کو پیدا فرمایا تھا، اور حضرت مریمؑ کا کسی سے کوئی غلط تعلق نہیں ہوا وہ پاک دامن تھیں‘‘
❧	’’حکماء کا کہنا ہے کہ: کھانے سے پہلے اور درمیان میں پانی پینا فائدہ مند ہے اور کھانے کے فورا بعد پانی نہ پیو، کچھ دیر کے بعد پیو تو ACDT کی تکلیف سے راحت ہوتی ہے‘‘
❧	’’جب کھانے سے لوگ فارغ ہو جائیں تو پہلے کھانا اٹھا لیا جائے، بعد میں کھانے والے لوگ دسترخوان سے اٹھے، یہ کھانے کا ایک ’’ادب‘‘ ہے‘‘
❧	’’شریعت محمدی میں قانون ہے کہ جن کی شادی نہ ہوئی ہوں اور وہ زنا کرے تو اس کو ۱۰۰ کوڑے مارو اور شادی والا زنا کرے تو پتھر مار کر کے مار ڈالا جائے‘‘
❧	خاموش رہنا بہت سے فتنوں کا علاج ہے، خاموشی بہت قیمتی دولت ہے، ہاں! ضرورت کے موقعہ پر ضروری بات کرنی چاہیئے، ضروری وضاحت کر دینی چاہیئے
❧	’’Life (پوری زندگی) کیسے گذارنے کی؟ روزہ اس کے لئے Practise (مشق) ہے‘‘
❧	’’جس نے کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دیا تو طعنہ دینے والے کی اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ خود اس گناہ میں مبتلاء نہ ہو جائے‘‘ اس لئے کبھی کسی کو گناہ پر طعنہ مت دینا‘‘

﴿۶﴾

حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیۡعَنَاوَحَبِیۡبَنَا وَاِمَامَنَاوَمَوۡلَانَا مُحَمَّداً عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھۡلِ بَیۡتِہٖ وَاَھۡلِ طَاعَتِہٖ وبَارِك وَ سَلِّم تَسۡلِیۡمًا کَثِیۡراً کَثِیۡراً...... اَمَّا بَعۡدُ!

فَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ٥ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

فکلی واشربی وقرّی عینا فانّما ترینّ من البشر احدا فقولی انّی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلّم الیوم انسیّا[پارہ:۱٦، سورۂ مریم:۲٦]

حضرت مریمؑ کے لئے اللہ تعالی کی چار بڑی نعمتیں

گذشتہ کل بات یہاں تک پہونچی تھی کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت مریمؑ کے واسطے اس جنگلِ بیابان میں چار بڑی بڑی نعمتوں کا انتظام فرمایا۔

ایک تو یہ کہ اکیلی تھی اور گھبرا رہی تھی تو تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امینؑ کو بھیجا۔

دوسری نعمت یہ ہوئی کہ ٹیک لگانے کے لئے ایک کھجور کے درخت کا انتظام ہوا، حضرت مریمؑ اس سے سہارا لگا کر کے بیٹھ گئیں۔

تیسری نعمت یہ کہ اللہ نے ٹھنڈے پانی کا بہترین چشمہ (جہاں حضرت مریمؑ بیٹھی تھیں وہیں پر) جاری کر دیا۔

چوتھی بڑی نعمت یہ کہ اس جنگل میں کھانے کے واسطے بہترین تازی تازی کھجور اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔

جب یہ چاروں نعمتوں کا انتظام ہو گیا تو اب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ حضرت مریمؑ کو حکم دیا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ مریم تازی تازی کھجور کھاؤ اور یہ ٹھنڈا میٹھا Fresh Mineral Water (پانی) پیو۔

﴿ کھانا پانی و دسترخوان کی ترتیب ﴾

یہاں آیتوں میں غور کرنے کا مقام ہے کہ جب انتظام کرنے کا موقعہ تھا تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہلے پانی کا انتظام ہوا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا [پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۲۴] پھر کھانے کی کھجور کا انتظام ہوا اور جب استعمال کرنے کی باری آئی تو فرمایا کہ پہلے کھجور کھاؤ، بعد میں پانی پیو۔

عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ دسترخوان پر پینے کی چیزیں پانی، Drinks (مشروبات) وغیرہ پہلے رکھ دئے جاتے ہیں، کھانا بعد میں آتا ہے۔

بلکہ بعض بزرگوں کے یہاں یہ طریقہ رہا کہ پہلے گھر کے لوگ دسترخوان پر بیٹھ جائیں یا مہمان بیٹھ جائیں اس کے بعد دسترخوان پر کھانا رکھا جائے۔

پہلے سے اگر کھانا رکھ دیا جائے بعد میں آ کر کے لوگ بیٹھیں تو یہ کھانے کی ایک طرح بے ادبی سمجھی جاتی ہے، ایسا سمجھا جاتا ہے کہ گویا ''کھانا ہمارا انتظار کر رہا ہے'' اس لئے

دسترخوان بچھا دیا جائے، پھر لوگ آ کر کے بیٹھ جائیں، بیٹھنے کے بعد کھانا رکھا جائے۔

﴿ میرے پیر و مرشد کے یہاں کا معمول ﴾

میرے حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے یہاں چھتہ مسجد دارالعلوم، دیوبند میں مہمانوں کو اولاً صف میں بٹھا دیا جاتا، پھر کھانے سے بھری پلیٹ دسترخوان پر ہم خدام کو رکھنے کی سعادت حاصل ہوتی۔

کھانے میں ترتیب یہی ہوتی ہے کہ پہلے کھانا کھاتے ہیں، بیچ میں یا بعد میں پانی پیتے ہیں۔

﴿ ACDT سے بچنے کا نسخہ ﴾

ایسے حکیم لوگ کہتے ہیں کہ: کھانے سے پہلے اور درمیان میں پانی پینا فائدہ مند ہے اور کھانے کے فوراً بعد پانی نہ پیو، کچھ دیر کے بعد پیو تو ACDT کی تکلیف سے راحت ہوتی ہے۔

﴿ کھانے کا ادب ﴾

جب کھانے سے لوگ فارغ ہو جائیں تو پہلے کھانا اٹھا لیا جائے، بعد میں کھانے والے لوگ دسترخوان سے اٹھے، یہ کھانے کا ایک ''ادب'' ہے لیکن اگر دوسری صف لگنے والی ہو، کچھ لوگ اور باقی ہو تو پھر کھانا اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے، پہلے جو لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے وہ اٹھتے جائیں اور دوسرے لوگ آ کر دسترخوان پر شامل ہوتے جائیں، یہ کھانے کا ایک ادب ہے۔

﴿ تکمیل ضروریات کے اسباب کا انتظام۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: اے مریم! کھاؤ اور پیو، فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ یہ اللہ کی

طرف سے انسانوں کے لئے ایک رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہماری تمام ضروریات کو پورا فرمایا اور اس کے لئے اسباب کا بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرما دیا‘ کھانا پینا ہماری ضرورت ہے، وہ ضرورت بھی اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی اور اس کے لئے اسباب کا بھی اللہ تعالیٰ نے انتظام فرما دیا۔

﴿نیک اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک﴾

آگے ارشاد فرماتے ہیں وَقَرِّیْ عَیْنًا مریم! اپنے پیارے لاڈلے چہیتے بیٹے کو دیکھ کر کے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو، جس اولاد کو دینی کاموں میں دیکھ کر دل کو اطمینان ملے، سکون ملے وہ اولاد رحمت ہے۔

جیسا آپ کو بتایا تھا کہ حضرت جبرئیل امینؑ نے پھونک ماری، حمل ہوا اور بچہ پیدا ہو گیا۔ یہ سارے مراحل اللہ کے فضل سے بڑی آسانی سے جلدی جلدی پورے ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کا نورانی چہرہ دیکھو اور دیکھ دیکھ کر کے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔

﴿کونسی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے؟﴾

معلوم ہوا کہ ماں باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اولاد ہیں لیکن کونسی اولاد؟

جو نیک ہو

دین دار ہو

اللہ کی مطیع ہو

ماں باپ کی مطیع اور فرماں بردار ہو، وہ اولاد ماں باپ کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

ورنہ میری دینی بہنو! کھانے کی نعمتیں، پینے کی نعمتیں، پہننے کی نعمتیں، رہنے کی نعمتیں، گاڑی کی نعمت سب کچھ حاصل ہو لیکن اگر اولاد نافرمان ہے تو ماں باپ کی زندگی کا سکون ختم ہو جاتا ہے، چین ختم ہو جاتا ہے پھر عالیشان بنگلوں میں بھی اطمینان نصیب نہیں

ہوتا، پھر شاندار گاڑیوں میں بھی چین نصیب نہیں ہوتا۔

ہاں! اگر اولاد نیک ہوگی، دین دار ہوگی، ماں باپ کی خدمت گذار ہوگی تو چھوٹا سا مکان ہے، سیدھی سادی زندگی (Simple Life) ہے، اس میں بھی انسان کو بڑا مزہ آئے گا، لطف ملے گا۔ اس لئے ہمیشہ اللہ سے دعا بھی کرو اور اولاد کی ایسی تعلیم و تربیت کی فکر کرو کہ اولاد Future (مستقبل) میں تمہارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنے، دل کا سکون بنے، اس لئے قرآن میں بہت اچھی دعا آئی ہے:

﴿اللہ کے نیک بندوں کی ایک جامع دعاء﴾

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

[پارہ: ۱۹، سورۃ الفرقان: ۷۴] اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی بیوی بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا سردار بنا دے۔

یہ اللہ کے نیک بندوں کی دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے:

آپ عورتوں کو اس دعا میں یہ نیت کرنے کی کہ اے ہمارے رب! تو ہمارے شوہر کی طرف سے و ذریاتنا ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، دل کا سکون عطا فرما۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنکھوں کی ٹھنڈک یہ ہے کہ اولاد دین دار ہو اور دین کے کام میں لگی ہوئی ہو، اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارتی ہو اور اللہ کی مرضی والے کام کو دنیا میں پھیلانے میں لگی ہوئی ہو ”یہ ہے آنکھوں کی ٹھنڈک“

اس لئے بچپن سے ہی مکتب، مدرسہ کے ذریعہ اچھی تعلیم دلواؤ اور گھر میں اسلامی اخلاق، اسلامی آداب، سنتیں اولاد کو سکھاؤ، اور اسلامی تربیت کرو۔

باقی اولاد کے پاس Business بہت بڑا ہے، کاروبار بہت بڑا ہے لیکن وہ دین دار نہیں ہے، دین کا کام نہیں کرتے ہیں بلکہ اللہ کی نافرمانی اور گناہ میں زندگی گذار رہے ہیں

تو وہ آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے، وہ ماں باپ کے لئے ’’آنکھوں کا کانٹا‘‘ ہے۔

واجعلنا للمتقین اماما جب ہماری تمام اولاد دیندار بن جائے گی، پرہیزگار بن جائے گی تو ہم اس پرہیزگار اولاد کی پوری جماعت کے لیڈر ہونگے، کیونکہ ماں اور باپ گھر کے بڑے ہوتے ہیں، ذمہ دار ہوتے ہیں، تمام اولاد تقوی والی ہوگئی تو ماں باپ ان کے لیڈر رہے۔

﴿نافرمان شوہر یا بیوی یا اولاد کے لئے ایک قیمتی نسخہ﴾

یہ بہت پیاری دعا ہے، بلکہ میں تو آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ سنت اور نفل نمازوں میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھو، خاص کر جن بہنوں کی اولاد نہیں ہیں یا جو بہنیں اولاد کی لائن سے پریشان ہیں وہ فرض نماز کے بعد تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ اس دعا کو پڑھا کریں۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

اور جن کو شوہر کی لائن کی تکلیف ہو وہ بھی یہ دعا سنت و نفل نماز میں آخری قعدہ میں التحیات درود شریف کے بعد اور فرض نماز کے سلام کے بعد بھی پڑھیں، انشاء اللہ اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔

﴿حضرت مریمؑ کا یقین﴾

چنانچہ حضرت مریمؑ نے اس پر عمل کیا، ٹھنڈا، ٹھنڈا پانی پی رہی ہیں، کھجور کھا رہی ہیں، دودھ پیتا معصوم بچہ اپنی گود میں ہے، اس کا چہرہ دیکھ رہی ہیں، دل کو سکون دل کو اطمینان مل رہا ہے، لیکن اب سوال یہ تھا کہ اس جنگل میں کب تک بیٹھی رہے؟ کب تک یہاں جنگل میں اکیلی رہے؟ اس لئے کہ بیت المقدس سے تقریباً آٹھ میل دور بیت اللحم (Bethlhum) میں حضرت مریمؑ تھی اور بیت اللحم کی بھی مشرقی جانب میں اکیلی تھی، گھر تو جانا ہے، شہر میں جانا ہے، فیملی والوں کے پاس جانا ہے اور جاؤں گی نہیں تو وہ لوگ فکر

کریں گے، تلاش کریں گے۔

اس لئے بہت بڑا سوال تھا حضرت مریمؑ کے لئے، کیا کرنا؟ ڈر اس بات کا تھا کہ بیٹے کو لے کر جاؤں گی تو گھر کے لوگ سوال کریں گے کہ: مریم! شادی سے پہلے یہ بچہ کہاں سے آیا؟ **نعوذ باللہ** لوگ زنا کی تہمت لگائیں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زنا کی سزا میں مجھے مارا جائے، مجھے زنا کی حد لگائی جائے اس کا بھی بڑا ڈر تھا۔ (ہماری شریعت محمدی میں قانون یہ ہے کہ جن کی شادی نہ ہوئی ہوں اور وہ زنا کرے تو اس کو ۱۰۰ کوڑے مارو اور شادی والا زنا کرے تو پتھر مار کر کے مار ڈالا جائے۔)

لیکن دوسری طرف اطمینان تھا، یقین تھا اللہ پر کہ جس اللہ نے اپنے کرم اور فضل سے مجھے یہ بیٹا عطا فرمایا ہے، وہ اللہ میرا پاک ہونا ظاہر فرمائیں گے، مجھے عزت عطا فرمائیں گے اور کوئی مجھے کچھ نہیں کر سکے گا۔

بہنوں! اگر اللہ کی ذات پر یقین ہو تو اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو انشاء اللہ آسان فرمائیں گے، آج تو یقین ہی کی کمزوری ہے، دل میں یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ پتہ نہیں اللہ یہ کام کریں گے؟ نہیں کریں گے؟

میری دینی بہنو! حضرت مریمؑ کو پورا اطمینان تھا یقین تھا کہ اللہ نے اپنی قدرت سے یہ بچہ مجھے عطا فرمایا ہے تو لوگوں کے سامنے اللہ مجھے رسوا نہیں کریں گے، ذلیل نہیں کریں گے، اللہ لوگوں کے سامنے بھی مجھے عزت عطا فرمائیں گے۔

﴿لوگوں کے سوال پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ایک عجیب طریقہ﴾

اللہ تعالیٰ نے ایک طریقہ بتلایا، کیا طریقہ بتلایا؟ کہ لوگ اگر سوال کرے تو آپ کو کیا کرنا ہے؟

فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ

اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا[پارہ: ۱۶ ،سورۃ مریم: ۲۶](اورلوگوں میں سے کسی کو آتا دیکھوتو اشارے سے کہہ دینا کہ: آج میں نے خدائے رحمٰن کے لئے ایک روزے کی منت مانی ہے، اس لئے میں کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی۔) مریم! یہاں جنگل میں کوئی آدمی آجائے،اتفاقاً (Bychance) کوئی جنگل میں گھومتا پھرتا آدمی آجائے اور وہ تم کو پہچاننے والا ہو، وہ تم کو دیکھ لے یا تم شہر میں جاؤ اور وہاں کوئی تم سے سوال کرے کہ مریم! یہ بچہ کہاں سے آیا؟ تو لوگوں کو یوں کہنا’ آج میں نے روزہ کی منت مانی ہے۔

پہلے روزہ کی منت مان لینا اور اس کے بعد صحیح صحیح بتلا دینا کہ آج میرا روزہ ہے اور روزہ کی حالت میں میں کسی سے بات نہیں کروں گی، یہ جواب دے دینا اور خاموش رہنا، تمہاری خاموشی ان لوگوں کے فتنہ کو دبانے کے لئے بہترین علاج ہوگا۔

﴿فتنوں سے حفاظت کا مجرب نسخہ﴾

میری دینی بہنو! خاموش رہنا بہت سے فتنوں کا علاج ہے، اگر آپ نے اپنی زندگی میں یہ صفت اپنائی تو اللہ تعالیٰ انشاء اللہ بڑے بڑے فتنوں، جھگڑوں سے آپ کی حفاظت فرمائیں گے، یہ خاموشی بہت قیمتی دولت ہے، ہاں! ضرورت کے موقع پر ضروری بات کرنی چاہئے،ضروری وضاحت کردینی چاہئے۔

﴿میرے پیرومرشدؒ کا ایک ملفوظ﴾

میرے پیرومرشد حضرت اقدس مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ فرمایا کرتے تھے’’فتنہ کے زمانے میں جب لڑائی، جھگڑے کا ماحول ہو، ایسے زمانہ میں اگر اپنے آپ کو فتنہ سے بچانا ہے، جھگڑوں سے بچانا ہے تو کان کھلے رکھو، آنکھ کھلی رکھو، زبان بند رکھو‘ یعنی کان کو کھلا رکھنا ہے ان کو تو بند کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ بات سنتے رہو، کوئی بولے سنتے رہنے کا، آنکھ کھلی ہے دیکھنے کا، لیکن زبان بند رکھنے کی۔ فرمایا: جس نے اپنی زبان

کو بند رکھا اللہ فتنوں سے اس کی حفاظت فرمائیں گے، جھگڑوں سے اس کی حفاظت فرمائیں گے، یہ اللہ والوں کا بتایا ہوا عجیب علاج ہے۔

﴿اس امت پر اللہ کا خصوصی کرم﴾

میری دینی بہنو! اُس زمانہ میں ایسا روزہ بھی ہوتا تھا کہ صبح سے شام تک چپ چاپ رہنے کی منت مان لو کہ آج پورا دن میں چپ رہوں گی، بالکل نہیں بولوں گی، اس طرح کے روزوں کی منت اُس شریعت میں جائز تھی، گویا ان کے دین میں نہ بولنے کا روزہ رکھنے کی نیت بھی درست تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت پر بڑا کرم فرمایا کہ ایسا روزہ ہماری شریعت میں نہیں ہے، لیکن ہم کو یہ تعلیم ہے کہ روزہ کی حالت میں بولو لیکن اچھی بات بولو، غیبت مت کرو، جھوٹ مت بولو، چغلی مت کرو، کسی کے ساتھ جھگڑے، فتنے مت کرو، قرآن پڑھو، تسبیح پڑھو، اللہ کا ذکر کرو، اللہ سے دعا کرو، دین کی باتیں بولو، اچھی باتیں بولو، اگر روزہ رکھ کر کسی کی غیبت کی، چغلی کی، جھوٹ بولے، گالی بولے تو روزہ کا نور، روزہ کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

﴿دوعورتوں کا عجیب واقعہ﴾

فضائل اعمال کی تعلیم میں آپ نے یہ قصہ سنا ہے، دوعورتوں نے روزہ رکھا تھا پھر ان کو روزہ بہت لگا، روزہ میں تکلیف ہوئی، بہت سخت بھوک لگی، مرنے کے قریب ہوگئی، نبی کریم ﷺ کو ان دوعورتوں کے متعلق پوچھا گیا، حضور ﷺ نے ان کے پاس پیالہ بھیجا کہ اس میں قئے (الٹی) کرو تو اس قئے میں گوشت کے ٹکڑے نکلے، تازہ کھایا ہوا خون نکلا۔ لوگوں کو یہ منظر دیکھ کر بہت حیرت ہوئی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا’انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال روزی سے روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں، گویا غیبت کرنا مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے، وہ ان کی قئے سے

ظاہر ہوا۔

اگر چہ غیبت کے نتیجہ میں اس طرح گوشت، خون کا ظاہر ہونا نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے۔

﴿رمضان مشق کا زمانہ ہے﴾

اس لئے میری دینی بہنو! روزہ کی حالت میں غلط چیز نہیں بولنی، ورنہ روزہ کی برکت ختم ہو جاتی ہے، بلکہ میں تو آپ کو یوں کہتا ہوں کہ Life (پوری زندگی) کیسے گذارنے کی، روزہ اس کے لئے Practice (مشق) ہے، اللہ تعالی یہ چاہتے ہیں کہ رمضان کے دنوں میں مشق کرو کہ غیبت نہیں کروں گی، جھوٹ نہیں بولوں گی، چغلی نہیں کروں گی، تہمت نہیں لگاؤں گی، تاکہ یہ Practice (مشق) پورے سال گیارہ مہینہ تم کو کام آئے، قرآن مجید کی آیت سے بھی یہ مفہوم نکلتا ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [پارۃ: ۲، سورۃ البقرۃ: ۱۸۳] (اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو) یعنی رمضان کی برکت سے تم تقوی والے ہو جاؤ، ایسا تقوی جو پورے سال پوری زندگی حرام اور گناہ سے بچنے پر مدد کرے۔

کوئی بات آپ کو ناگوار گذرے، میں پہلے ہی Sorry آپ کو کہہ دیتا ہوں، ہماری بہنوں کو روزہ رکھنے کا بہت شوق ہوتا ہے، روزہ رکھنے میں وہ مردوں کے مقابلہ میں بہت آگے ہیں۔

لیکن میں یوں کہا کرتا ہوں کہ اگر خاموشی کا، چپ رہنے کا روزہ ہوتا تو شاید ہماری کوئی بہن روزہ نہ رکھ پاتی، اللہ صحیح سمجھ دیوے، اپنی زبانوں پر قابو رکھنے کی توفیق عطا

فرمائے، زبان کو غلط باتوں میں استعمال کرنے سے اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

﴿حضرت مریمؑ تنہائی سے آبادی کی طرف﴾

چنانچہ حضرت مریمؑ اپنے بچہ کو گود میں لے کر کے جنگل سے چلی، بستی میں آئی، بعض روایات میں ہے کہ جس دن حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے اسی دن لے کر کے آگئی اور بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ چالیس دن یعنی نفاس کے خون سے جب وہ پاک ہوگئی اس کے بعد آئی۔

﴿ایک غلط فہمی﴾

ہمارے یہاں بعض بہنیں یہ سمجھتی ہیں کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد (۴۰) روز نماز معاف ہو جاتی ہے، (۴۰) روز بعد غسل کرے پھر نماز پڑھے، یہ غلط بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے ساتھ عورت کو نفاس کا خون (L.c) چالو ہوتا ہے، جب تک نفاس کا خون چالو ہو وہاں تک نماز نہ پڑھیں، پھر غسل کر کے نماز شروع کردیں۔

نفاس کا خون زیادہ سے زیادہ (۴۰) روز آسکتا ہے، (۴۰) سے زیادہ ہو تو وہ بیماری ہے اس میں نماز معاف نہیں۔

البتہ بہت ساری بہنوں کو (۴۰) روز سے کم نفاس کا خون آتا ہے، کسی کو تو ایک ہی دن یا چند ہی دن میں خون بند ہو جاتا ہے تو وہ عورت خون بند ہوتے ہی غسل کر کے نماز شروع کردے، (۴۰) دن ختم ہونے کا انتظار نہ کرے اور بعض بہنوں کو بالکل ہی نہیں آتا ایسا بھی ہوتا ہے۔

﴿حضرت مریمؑ کی گود میں بچہ دیکھ کر لوگوں کا سوال﴾

اللہ تعالی فرماتے ہیں "فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا

فَرِيًّا"[پارہ:۱۶، سورۂ مریم:۲۷] (پھر وہ اس بچے کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں، وہ کہنے لگے: کہ مریم! تم نے تو بڑا غضب ڈھا دیا۔) حضرت مریمؑ نے اپنے بچہ کو گود میں اٹھایا اور لے کر کے اپنی قوم کے پاس، فیملی کے پاس آئی۔

سب نے دیکھا کہ مریم جنگل کی طرف گئی اور یہ بچہ لے کر کے آئی، یہ کیسے ہو گیا؟ لوگ بہت رنجیدہ تھے اور رو رہے تھے، ایسا کیسے ہو گیا؟

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا اے مریم! یہ طوفان کہاں سے لائی؟ ابھی تو تیری شادی نہیں ہوئی، نکاح نہیں ہوا اور یہ لڑکا کہاں سے لے کر کے آئی؟ بتلاؤ، جلدی جواب دو۔

دوسروں کی بیجا فکر میں رہنے والے افراد

ہر زمانہ میں ایسے لوگ رہے ہی ہیں، اللہ ایسی جماعت کے ممبر بننے سے ہماری حفاظت فرمائے، کہ اس جماعت کے لوگوں کا کام یہی ہوتا ہے کہ کس کے یہاں کیا ہوا؟ کون کیا کر رہا ہے؟ بس اسی کے فکر میں لگے رہتے ہیں، دوسروں کا بیجا فضول فکر کرنا زندگی کا انہوں نے مشغلہ بنا رکھا ہے، بس ان کی زندگی کا نظام ایسا ہی ہوتا ہے۔

اللہ ایسی عادت سے ہماری زندگی کی حفاظت فرمائے، اپنے کام سے کام رکھو، کہاں کیا ہوا؟ کس کے یہاں کیا ہوتا ہے؟ ان سب چیزوں میں اپنے آپ کو مت مشغول رکھو، اس کی وجہ سے نیکیاں کم ہو جاتی ہے، گناہ بڑھ جاتے ہیں۔

لوگوں کا سوال

يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا [پارہ:۱۶، سورۂ مریم:۲۸] (اے ہارون کی بہن! نہ تو تمہارا باپ کوئی برا آدمی تھا، نہ تمہاری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔)

لوگ کہنے لگے: ہارون جیسے بھائی کی بہن! اے مریم! تمہارا بھائی ہارون تو کتنا نیک آدمی تھا اور تم نے کتنا غلط کام کیا، شادی کے بغیر تجھے بچہ ہو گیا؟ لوگ Ton (طعنہ) دینے لگے۔

طعنہ زنی خطرناک گناہ

میری دینی بہنو! کبھی کسی کو گناہ پر طعنہ مت دینا حدیث میں آتا ہے کہ:

"جس نے کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دیا تو طعنہ دینے والے کی اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ خود اس گناہ میں مبتلاء نہ ہو جائے" اس لئے کبھی کسی کو گناہ پر طعنہ مت دینا۔

طعنہ دینے والا گویا کہ اپنے آپ کو اس طرح کی برائی سے بری اور پاک خیال کرتا ہے اور سامنے والے کو حقیر اور چھوٹا سمجھتا ہے، اور اس کی حقارت اور برائی لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے، اگر تم کو کسی مسلمان سے خیر خواہی ہے تو اس کو تنہائی میں اس کی برائی پر سمجھاؤ۔

گناہوں میں مبتلا ہونے کی ایک وجہ

میرے حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ فرمایا کرتے ہیں کہ: آج بہت سے لوگ، یہاں تک کے اچھے اچھے دیندار لوگ بعض خاص قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پہلے انہوں نے کسی مسلمان کو کسی گناہ پر طعنہ دیا تھا، جس کی نحوست سے بعد میں وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہو گئے، اللہ ہی ہماری حفاظت فرمائے۔

حضرت مریمؑ کے بھائی حضرت ہارون

حاصل یہ ہے کہ سوال کرنے والوں نے آپ کو ایک نیک نسبت سے سوال کیا کہ "اے ہارون جیسے بھائی کی بہن مریم" شادی سے پہلے بچہ کیسے آیا؟

کہتے ہیں کہ: حضرت مریمؑ کے ایک بھائی کا نام ہارون تھا، جو بڑے نیک تھے۔

اس کی توجیہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف نسبت ہے، گویا ان کے ساتھ خاندانی رشتہ کی نسبت۔

اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ پہلے لوگ انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کے نام سے اپنے نام رکھتے تھے، گویا حضرت مریمؑ کے بھائی کا نام ہارون جو رکھا گیا وہ حضرت ہارونؑ کی طرف نسبت کر کے رکھا گیا اور ایسی پاکیزہ نسبت کو یاد دلا کر لوگوں نے حضرت مریمؑ سے سوال کیا۔

خاندان کے کسی نیک فرد کی برکت سے پورے خاندان کی نیک نامی

معلوم ہوا خاندان میں اگر کوئی نیک آدمی ہوتا ہے تو اس نیک آدمی کی وجہ سے پورے خاندان کی نیک نامی ہو جاتی ہے، پورے خاندان کا لوگ ادب کرتے ہیں کہ یہ فلانے بزرگ کے خاندان کے لوگ ہیں۔

اور کبھی کوئی برائی ہوگئی تو انہی نیک آدمی کے نام سے لوگ طعنہ بھی دیتے ہیں کہ تیرے ابا کتنے نیک، تیرا بھائی کیسا نیک اور تو گناہ کر رہا ہے؟ تو برائی کر رہی ہے؟

تو یہاں لوگوں نے کہا کہ ’’یٰاُخْتَ ھٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا‘‘[پارہ:۱۶،سورۃمریم:۲۸] اے ہارون جیسے نیک بھائی کی بہن! تیرے ابا حضرت عمران بہت نیک تھے، بیت المقدس کے امام تھے، اماموں کے استاذ تھے، تیری ماں حضرت حنّہ وہ بھی بڑی نیک عورت تھی اور تیرا بھائی بھی نیک۔ غرض تیرا پورا خاندان نیک اور تو یہ شادی سے پہلے بچہ کہاں سے لے آئی؟

اب حضرت مریمؑ کو اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم دی تھی، اس تعلیم پر عمل کیا اور عمل کرنے کی برکت سے اللہ نے حضرت مریمؑ کا کام بنا دیا۔ حقیقت ہے میری دینی بہنو! اللہ کی

طرف سے جو ہدایات ہم کو دی گئی ہیں اس پر عمل کرنے سے دنیا آخرت میں ہمارا کام بن جاتا ہے۔

حضرت مریمؑ کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نصرت

حضرت مریمؑ نے کیا کیا؟ ’’فاشارت الیه‘‘ اپنے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا، مجھے مت پوچھو، اس بچہ سے پوچھو، تو کہاں سے آیا ہے؟ سبحان اللہ..... بچہ کی طرف اشارہ کر دیا، اب لوگوں کو غصہ آیا، بہت غصہ آیا کہ ایک تو مریم بغیر شادی کے بچہ لائی، اوپر سے ہمارا انداق کر رہی ہے کہ ہم اس بچہ سے پوچھیں، کہ بچہ کہاں سے آیا؟ کبھی بچے بولتے ہیں؟

اس لئے لوگوں کو اور غصہ آیا، غصہ میں کہتے ہیں: قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا [پارہ:۱۶،سورۂ مریم:۲۹] (لوگوں نے کہا: بھلا ہم اس سے کیسے بات کریں جو ابھی پالنے میں پڑا ہوا بچہ ہے؟)

ارے مریم! کبھی بچے بولتے ہیں، جو گہوارہ میں ہو؟ اب اللہ پاک کی مدد کو دیکھو۔

میری دینی بہنو! جب ہماری کوئی بہن پاک دامن رہے، اللہ اس کی کیسی مدد فرماتے ہیں، سبحان اللہ.... حضرت مریمؑ کی کیسی مدد ہوئی۔

حضرت مریمؑ کی پاک دامنی کا اعلان

حضرت عیسیٰؑ اپنی ماں کی گود میں تھے، دودھ پی رہے تھے، جب یہ سنا کہ ان کی والدہ پر تہمت لگ رہی ہے، فوراً ماں کی چھاتی کو چھوڑ دیا، دودھ پینا چھوڑ دیا اور کروٹ پر گھوم گئے اور گھوم کر کے اپنے Right Hand (سیدھے ہاتھ) کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور آسمان کی طرف اٹھا کر کے حضرت عیسیٰؑ نے تقریر کرنا شروع کر دیا سبحان اللہ..... ابھی جو لڑکا پیدا ہوا، ابھی معصوم بچہ ہے، ایک دن کا بچہ ہے اللہ اللہ... وہ ماں کی گود میں سو کر کے آسمان کی طرف انگلی کر کے تقریر کرتا ہے اور ایسی زبردست تقریر کہ بڑے بڑے عقلمند لوگ

بھی نہیں کر سکتے، حضرت عیسیٰؑ نے کیا تقریر کی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی پوری تقریر قرآن میں نقل فرمادی۔

﴿اللہ تعالیٰ کی قدرت! ابھی پیدا ہونے والے بچہ کی بے مثال تقریر﴾

قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ وَاَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَیَوۡمَ اَمُوۡتُ وَیَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا [پارہ: ۱۶، سورۂ مریم: ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳] "اس پر بچہ (یعنی حضرت عیسیٰؑ) بول اٹھا کہ:

میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے، اور جہاں بھی میں رہوں مجھے بابرکت بنایا ہے، اور جب تک زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے اپنی والدہ کا فرماں بردار بنایا ہے، اور مجھے سرکش اور سنگ دل نہیں بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ہے مجھ پر اس دن بھی جب میں پیدا ہوا، اور اس دن بھی جس دن میں مروں گا، اور اس دن بھی جب مجھے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا''

یہ پوری تقریر حضرت عیسیٰؑ نے اپنی ماں کی گود میں سوتے ہوئے فرمائی۔ میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ اس بات پر قدرت رکھتے ہیں کہ معصوم بچہ کو بولنا سکھا دے اور اس کے ذریعہ سے ماں کے پاک دامن ہونے کا اعلان کرادے۔

حدیث میں آتا ہے مسند احمد میں روایت ہے: چار بچے ایسے گذرے ہیں جو بچپن میں بولے ہیں یعنی بالکل چھوٹی عمر میں چار بچے بولے ہیں

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلامؑ

(۲) حضرت یوسفؑ پر تہمت لگی تو سورہ یوسف میں ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ

اَهۡلِهَا [پارہ: ۱۲، سورۃ یوسف: ۲۶] (اور اس عورت کے خاندان ہی میں سے ایک گواہی دینے والے نے یہ گواہی دی۔) زلیخا نے جب حضرت یوسفؑ پر گناہ کی تہمت لگائی تو اللہ نے ایک چھوٹے بچہ کو زبان سے بلوایا اور اس چھوٹے بچہ نے حضرت یوسفؑ کی Fever (طرفداری) میں یہ گواہی دی کہ حضرت یوسفؑ پاک ہے۔

(۳) اور حضرت موسیٰؑ کا بھی ایک معاملہ ہوا تھا فرعون کے دربار میں، تب فرعون کی عورتوں کو جو بال بنانے کے کام کرنے والی عورت تھی اس عورت کے بچہ نے حضرت موسیٰؑ کی طرف داری میں گواہی دی۔

ہوا یہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ نے بچپن میں فرعون کی ڈاڑھی پکڑ لی اور فرعون کا منہ کھینچ کر جھکا دیا اور طمانچہ مار دیا، فرعون حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنا چاہتا تھا تو ایک بچہ نے کہا کہ اس کا Exam (امتحان) لے لو، اس کے سامنے انگارہ اور ہیرے رکھ دو، اگر انگارہ منہ میں رکھ لے سمجھنا کہ بچپنہ سے یہ کام کیا ہے، اور ایسا ہی کیا گیا اور حضرت موسیٰؑ کی حفاظت ہوئی۔ یہ بات بھی ایک چھوٹا بچہ بولا تھا۔

(۴) بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑے اللہ کے ولی تھے ''حضرت جریجؒ'' جب ان پر کسی عورت نے زنا کی تہمت لگائی تو ایک چھوٹا بچہ بولا تھا کہ یہ اللہ کا ولی پاک دامن ہے۔

یہ چار مواقع ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے بچہ کو بولنا سکھایا اور ان کے بولنے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے براءت کا اعلان فرمایا۔

کیسی اللہ کی مدد آئی؟ کہ حضرت عیسیٰؑ معصوم بچے ہیں، دودھ پی رہے ہیں، ماں کی گود میں ہیں اور اتنا لمبا بیان کر دیا، حضرت عیسیٰؑ کا بیان سن کر کے پوری Public (عوام) سمجھ گئی کہ حضرت مریمؑ پاک ہے، انہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا۔

حضرت مریمؑ اپنے بیٹے کی شہادت کی برکت سے بچ گئی اور یہ بات بھی یاد رکھنا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کو حضرت مریمؑ کو پاک بتانا تھا، اس لئے حضرت عیسیٰؑ بولے، پھر بولنا بند ہو

گیا، پھر عام طور پر جس عمر بچے بولتے ہیں تب پھر بولنا شروع ہوا، یہ بولنا معجزہ تھا، بس اس وقت بولے پھر بولنا بند ہوگیا۔

﴾حضرت عیسیٰؑ کی بچپن کی تقریر کا خلاصہ﴿

حضرت عیسیٰؑ کیا بولے؟ عجیب تقریر کی حضرت عیسیٰؑ نے ماں کی گود سے کہا:

(۱) قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں، میری ماں پر شک مت کرو، میری ماں پر تہمت مت لگاؤ، اللہ نے اپنی قدرت سے مجھے پیدا کیا ہے۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اس میں یہ اشارہ بھی ہوگیا کہ Future (مستقبل) میں لوگ میرے بارے میں غلط فہمی میں نہ رہیں، میں ہمیشہ اللہ کا بندہ ہوں، میں کبھی God اور خدا نہیں ہوں۔

﴾بندہ ہونے کا اعلان﴿

حضرت عیسیٰؑ نے دنیا میں تشریف لاتے ہی سب سے اول اعلان اپنے متعلق جو فرمایا وہ یہ ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ عبدیت یعنی اللہ کا بندہ ہونا یہ انسان کے لئے سب سے بڑی سعادت ہے، اعلیٰ ترین عزت ہے، اس لئے قرآن میں خود نبی کریم ﷺ کے لئے یہ لفظ آیا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا [پارہ:۱۵، سورۃ بنی اسرائیل: ۱] (پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی، جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کی ہیں، تاکہ ہم انہیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ ہر بات سننے والی، ہر چیز جاننے والی ذات ہے۔)

حالانکہ مقام بیان ''اسراء'' کا ہے، بے مثال سفر اور اللہ کی نوازش کے بیان کا موقعہ

ہے، معراج کے قصہ کی شروعات ہو رہی ہے، کوئی اور خطاب جیسے خلیل وغیرہ ہونا اچھا لگتا، یہ ہم جیسے کوتاہ نظر کو سمجھ میں آ سکتا تھا؟ لیکن لفظ ''عبد'' نے سارے احتمالات ختم کر ڈالے کہ اعلیٰ ترین شرافت کمال کی بات عبدیت یعنی بندہ بن کر رہنا ہے۔ اللہ ہم سب کو صحیح معنی میں اپنا بندہ بنا دے۔

بندہ وہ ہوتا ہے جو ہر حال میں اپنے مالک کی اطاعت، فرماں برداری کرے اور ہر حال میں مالک کے فیصلہ پر راضی ہو۔

﴾ایک غلط عقیدہ کی اصلاح﴿

آج دنیا میں بہت سے لوگ حضرت عیسیٰؑ کو Jesus Is God سمجھتے ہیں، یعنی حضرت عیسیٰ خدا ہے۔

میری دینی بہنو! اپنے بچوں کو یہ عقیدہ سکھاؤ کہ حضرت عیسیٰؑ Jesus Is Not God وہ خدا نہیں ہے، وہ اللہ کے بندہ ہیں، اللہ کے نبی ہیں، اللہ تعالیٰ ایک ہی خدا ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ دونوں اللہ کے بندے ہیں، یہ عقیدہ اپنی اولاد کو سکھاؤ۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ نے اپنی قدرت سے بغیر باپ کے مجھے پیدا کیا ہے۔

یہاں اپنی اولاد کو ایک دوسرا عقیدہ بھی سکھاؤ، پتہ نہیں یہاں کی Syllabus Book (نصاب کی کتاب) کا کیا حال ہے؟ ہمارے یہاں انڈیا میں جو عیسائی اسکول ہوتے ہیں، وہاں کا حال یہ ہے کہ اسکولوں میں جو کورس پڑھایا جاتا ہے اس میں ایک چیز اور غلط پڑھائی جاتی ہے کہ حضرت مریمؑ کا نعوذ باللّٰہ جنگل میں کسی سے غلط تعلق ہوگیا تھا Josef Carpenter (یوسف نجار) کے ساتھ، جس کے نتیجہ میں حضرت عیسیٰؑ پیدا

ہوئے ،ایسی من گھڑت داستان بچوں کو پڑھائی جاتی ہے۔

اس لئے اپنے بچوں کو یہ عقیدہ بھی سکھاؤ کہ حضرت عیسیٰؑ کا کوئی باپ نہیں تھا، اللہ نے اپنی قدرت سے ان کو پیدا فرمایا تھا، اور حضرت مریمؑ کا کسی سے کوئی غلط تعلق نہیں ہوا وہ پاک دامن تھیں۔

﴿تعلیم کے نام پر کفریہ عقائد﴾

انڈیا میں دمن (Daman) نام کا ایک شہر ہے، وہاں کے حضرات کے ساتھ اور وہاں کے جامعہ کے ساتھ تعلق کی بنیاد پر جانا آنا رہتا ہے، ہمارے ایک تعلق والے نے ایک عجیب واقعہ سنایا۔

کہ اتوار کو انہوں نے اپنے بچے کی اسکول کی کاپی دیکھی، وہ بچہ عیسائی اسکول میں جاتا تھا، کاپی کے پہلے صفحے پر چونکا دینے والی ایک بات بچہ نے لکھ رکھی تھی:

The God is Three (خدا تین ہیں)

One jesus(ایک عیسیٰؑ)

Second Mother Marry(دوسرا ماں،مریم)

Third ALLAH(تیسرے اللہ)

دیکھئے! ایک نہایت غلط عقیدہ آج انگریزی تعلیم کے عنوان سے مسلمان بچوں میں آرہا ہے، اللہ اس سے ہماری اور ہماری نسلوں کی حفاظت فرمائے، اس لئے اپنے بچوں کی School Book اور NoteBook دیکھتے رہنا ضروری ہے۔

(۲) اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ اے لوگو! اللہ نے مجھے پکّا وعدہ فرمادیا ہے کہ بڑے ہونے کے بعد اللہ مجھے انجیل کتاب عطا فرمائیں گے۔

(۳) وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا اور بڑا ہونے کے بعد اللہ کا میں نبی بننے والا ہوں، اللہ کا

پیغمبر بننے والا ہوں۔

(۴) وَجَعَلَنِیْ مُبَارَکًا اَیْنَمَا کُنْتُ میں جہاں رہوں گا میں برکت والا بن کر رہوں گا، حضرت عیسیٰؑ کی برکتیں میں نے آپ کو بتائی تھی کوئی بیمار آتا کوئی آنکھ کا اندھا آتا، کوڑھ والا آتا آپ اس پر اپنا برکتی ہاتھ پھیر دیتے وہ اچھا ہوجاتا اور جب قیامت سے پہلے دنیا میں آئیں گے آپ کے آنے کے بعد برکت ہی برکت ہوجائے گی، پھل فروٹ بھی بہت ہوں گے۔

حدیث میں آتا ہے ایک بکری میں سے، گائے میں سے، اونٹنی میں سے اتنا دودھ نکلے گا کہ پورے پورے خاندان، قبیلہ کو کافی ہوجائے گا، پھر بھی دودھ ختم نہیں ہوگا، اللہ جانوروں میں اتنی برکت دے دیں گے حضرت عیسیٰؑ کے تشریف لانے پر۔

(۵) وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ اور مجھے تاکید سے حکم دیا ہے نماز پڑھوں، دوسروں کو پڑھاؤں، مال میں سے زکوۃ دوں، دوسروں کو کہوں کہ زکوۃ نکالو۔ مَادُمْتُ حَیًّا جب تک زندہ رہوں۔

(۶) وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ اور میں اپنی ماں کی خدمت کروں چونکہ بغیر باپ پیدا ہوئے تھے، صرف ماں تھی۔

(۷) وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا اللہ نے مجھے بد بخت نہیں بنایا، برے اخلاق کا نہیں بنایا۔

حضرت عیسیٰؑ بڑے نرم اخلاق کے، بڑے پیار والے، بڑے شفقت والے، بڑی محبت والے تھے۔

(۸) وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا اللہ نے تین موقع پر میرے لئے خاص سلامتی رکھی؛ پیدا ہونے کے دن کہ شیطان مجھے ہاتھ نہیں لگا سکا، میری موت کے دن کہ شیطان مجھے ہاتھ نہیں لگا سکے گا، چنانچہ ابھی تو حضرت عیسیٰؑ

آسمان پر زندہ ہے، قیامت سے قبل دنیا میں تشریف لائیں گے۔

اس کے متعلق حدیث شریف میں ہے یتزوّج دنیا میں آکر شادی کریں گے، ویولد لہ ان کی اولاد بھی ہوگی اور پھر جب ان کا انتقال ہوگا تو مسجد نبوی ﷺ میں نبی کریم ﷺ کے پڑوس میں ان کو دفن کیا جائے گا۔ ان کی موت کے دن بھی ان کے لئے سلامتی ہوگی اور قیامت کے دن جب قبر سے نکلیں گے اس دن بھی ان کے لئے سلامتی ہوگی۔

حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے جب حکمت بھری عجیب، معجزانہ تقریر لوگوں نے سنی تو سب حیران رہ گئے، اور یقین ہوگیا کہ حضرت مریمؑ پاک دامن ہے اور اس بچہ کی پیدائش اللہ تعالی کی طرف سے اور اللہ کی قدرت سے ہے۔

﴿اللہ تعالی کی اطاعت کے ساتھ زندگی گذارو﴾

میری دینی بہنو! حضرت مریمؑ نے جب اللہ تعالی کی عبادت کی اور اطاعت کے ساتھ زندگی گذاری، انہوں نے اپنی عفت اور پاک دامنی کی حفاظت کی، تو اللہ تعالی نے ان کو حضرت عیسیٰؑ جیسا صالح اور نیک بیٹا عطا فرمایا، بڑی پیاری نیک اولاد اللہ نے ان کو عطا فرمائی۔

حقیقی بات ہے میری دینی بہنو! جو اللہ کی اطاعت کر لے، اللہ کی مرضی پر زندگی گذار لے، اللہ تعالی ان کو دنیا اور آخرت میں نوازتے ہیں، اللہ تعالی ان کو دنیا آخرت میں عزت عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالی نیک صالح، فرماں بردار بیٹا عطا فرماتے ہیں۔

میری دینی بہنو! اپنی عفت اور پاک دامنی کی حفاظت کرو، اپنے Character کی حفاظت کرو، اپنی جوان لڑکیوں کے Character کی حفاظت کرو اور اللہ کی عبادت کرنے والیاں بن جاؤ۔

﴿تہمت لگانا ایک گناہ﴾

دیکھو! تہمت لگانا بڑا خطرناک گناہ ہے، اللہ کو یہ گناہ اتنا ناپسند ہے کہ جب کوئی کسی نیک عورت پر تہمت لگائے، اللہ تعالی اپنی قدرت سے عجیب عجیب معجزہ سے ایسی پاک دامن عورتوں کی براءت ظاہر فرماتے ہیں، جیسا ابھی حضرت مریمؑ کے واقعہ میں آپ نے سنا، اس لئے اللہ کے واسطے تہمت لگانے کے گناہ سے بچو۔ یہ غیبت سے بھی زیادہ خطرناک گناہ ہے اور اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کی فکر کرو، انشاء اللہ! اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں بہترین رزق اور میوے عطا فرمائیں گے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین

سبحٰن ربّك ربّ العزّة عمّا يصفون وسلٰم على المرسلين و الحمد للّٰه ربّ العٰلمين

رباعیات

گناہوں سے ہی بچنا اس جہاں میں ہوشمندی ہے
وہ توبہ ہی نہیں توبہ جو نذر جام ہو جائے
غم فرقت ہی کیا کم ہے میرے دل کے جلانے کو
ستم ہو اسپر تو یہ گل چراغ شام ہو جائے

o......o......o

علی محمد صلوة الابرار   صلی علیه الطيبون الاخيار
قد كان قواما بكى بالاسحار   يا ليت شعرى و المنايا اطوار
هل تجمعنى و حبيبى الدار

(حضرت محمد ﷺ پر نیک اور اچھے لوگ درود پڑھ رہے ہیں، وہ راتوں کو جاگنے والے اور سحر کے وقت روزہ رکھنے والے تھے، موت تو آنی ہی ہے کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد مجھے محبوب کا وصل نصیب ہوگا)

۷

تقویٰ کے حصول کا موسم رمضان

اس بیان کے چنندہ

جواہر پارے

- ''جمعہ کے بعد خدا تعالی کی زمین پر پھیل جاؤ حلال روزی تلاش کرو'' اس آیت کے ذیل میں مفسرین لکھتے ہیں ''جمعہ کے بعد کاروبار میں ۷۰/گنی زیادہ برکت ہوتی ہے''
- ''حلال چیزوں کو اللہ تعالی نے ایک پورا مہینہ صبح سے رات تک چھڑوایا تاکہ اس مشق (પ્રેક્ટીસ) سے حرام چیزوں کو چھوڑنے کے ہم عادی ہو جائیں''
- ''ہر پھل کا ایک موسم آتا ہے اسی میں وہ پھل کثرت سے آسانی سے حاصل ہوتا ہے سمجھو کہ رمضان تقوی حاصل کرنیکا خصوصی موسم ہے اس میں تقوی بڑی آسانی سے بندہ کو حاصل ہوتا ہے''
- انسانی ضروریات کیا ہیں؟ (۱) رہنے کے لئے کوارٹر (۲) پہننے کے لئے سویٹر (۳) کھانے کے لئے ٹماٹر، بس یہ ضروریات ہیں انسان کی۔
- '' لوہار کی دکان سے لوہا ملتا ہے سنار کی دکان سے سونا ملتا ہے اللہ والوں کے یہاں سے اللہ کا تقوی ملتا ہے۔'' ''لکل شیٔ معدن ومعدن التقوی قلوب العارفین'' ''ہر چیز کی ایک کان ہوتی ہے اور تقوی کی کان عارفین کے دل ہیں''
- ''روزہ ہماری زندگی کے لیے پیغامِ انقلاب ہے، روزہ عادت غلامی کے خلاف اعلانِ جنگ ہے، روزہ نفسِ امارہ کے قلعوں کو جنہیں اس نے گیارہ مہینے میں تعمیر کیا تھا ڈھا دیتا ہے، روزہ ایک قدرتی دیوار ہے جو غلط جذبات کے تکلیف دہ اور ناقابل مدافعت تلاطم کو آگے بڑھنے سے روک دیتا ہے''

۷

تقویٰ کے حصول کا موسم رمضان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ عَلَی الۡاِطۡلَاقِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ أَمَّابَعۡدُ! فَقَدۡ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی کَلَامِہِ الۡمَجِیۡدِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡحَمِیۡدِ۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنِ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ . (پارہ ۲/رکوع ۷/آیت ۱۸۳)

ترجمہ: اے ایمان والوں! تم پر روزے فرض کر دئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کئے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو۔)

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اتَّقُوۡا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

(پ ۱۱، رکوع ۳، آیت ۱۱۹)

(ترجمہ: -اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔)

اللہ تعالی نے مسلمانوں پر رمضان کے مہینہ میں روزے فرض فرمائے، روزہ کھانا پینا اور صحبت کو چھوڑ دینا ہے، صبح صادق سے لے کر سورج کے ڈوبنے تک یعنی ان تینوں چیزوں کو روزے کی نیت کر کے چھوڑ دینا یہ روزہ کہلاتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی امت سے پہلے دوسری امتوں پر بھی روزے فرض فرمائے، اللہ سبحانہ تعالی نے اس چیز کو قرآن میں ذکر فرمایا تاکہ

امت محمد یہ کے لوگ روزے کی وجہ سے ڈر نہ جائیں۔

آج کل تو بڑی کمزوری کا زمانہ ہے لوگوں کے سامنے تھوڑی سی محنت ومشقت کی بات آتی ہے تو لوگ فوراً گھبرا جاتے ہیں، روزے کا حکم سن کر کے بھی دل میں ڈر پیدا ہوسکتا تھا، لگتا ایسا ہے کہ اللہ تعالی نے تسلی دینے کے لئے ہمت دلانے کے لئے حوصلہ بڑھانے کے لئے، ترغیب کے انداز میں ارشاد فرمایا کہ یہ روزے تم سے پہلے دوسری امت کے لوگوں نے بھی رکھے ہیں۔

انسانوں کے مزاج بھی عجیب ہیں! جب کوئی تکلیف کی چیز کسی انسان پر اکیلے پر آتی ہے، یا دو چار آدمی پر آتی ہے تو وہ انسان زیادہ ڈرتا اور گھبراتا ہے لیکن جب وہ تکلیف کی چیز عام انسانوں پر آتی ہے تو وہ ہلکی محسوس ہوتی ہے، انسانوں کی اسی مزاج کی اس آیت کریمہ میں رعایت کی گئی ہے، اور فرمایا گیا کہ پہلے زمانہ کے لوگوں نے بھی روزے رکھے ہیں صرف تم پر اکیلے پر نہیں۔

﴿روزہ کا ثمرہ﴾

باری تعالی روزے کے ذریعہ تقوی عطاء فرمانا چاہتے ہیں۔ خدا تعالی کا نظام بھی بڑا عجیب ہے وہ اللہ اتنے مہربان ہیں کہ کچھ چھڑواتے ہیں تو اس کے بدلہ میں کوئی بڑی نعمت عطا فرماتے ہیں۔

﴿جمعہ کو اذان سے بلوایا اور جمعہ کے بعد حلال کمائی کی ترغیب﴾

قرآن کی آیت: **یایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون** (پارہ ۲۸/سورئہ جمعہ/ آیت ۹) (ترجمہ: اے ایمان والوں! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو، اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر

ہے، اگر تم سمجھو)

آجکل جمعہ کی پہلی اذان اس سے مراد لی گئی ہے اب غور کرو حکم دیا کہ اذان ہو دنیا داری چھوڑ دو اور عبادت کے لئے فارغ ہوجاؤ اس کا بہترین بدلہ دنیا میں بھی دیا اور آخرت میں بھی انشاء اللہ دیں گے۔ دنیا میں یہ بدلہ دیا کہ جمعہ کے بعد خدا تعالی کی زمین پر پھیل جاؤ حلال روزی تلاش کرو۔ اس لئے مفسرین لکھتے ہیں جمعہ کے بعد کاروبار میں ۷۰ گنی زیادہ برکت ہوتی ہے۔

﴿روزہ میں تین چیز کی پابندی﴾

روزہ میں باری تعالی نے صبح صادق سے غروب تک کھانا پینا اور صحبت کو چھڑوایا اور اس کے بدلہ میں تقوی جیسی عظیم نعمت عطاء فرمائی۔

خدا تعالی کے خزانوں میں کمی نہیں ہے۔

نعوذ باللہ دل میں کہیں یہ خیال نہ آوے کہ روزہ میں اللہ تعالی ہم سے کھانا پینا چھڑوا رہے ہیں تو خدا تعالی کے خزانہ میں کوئی کمی ہو رہی ہے؟

اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔ **وللہ خزائن السموات والارض** (پارہ: ۲۸، سورۂ منافقون: ۷)

﴿حلال چیز کو چھڑوانے کی مشق تاکہ حرام سے بچنا آسان ہوجاوے﴾

آپ غور فرمائیں کھانا جو ہمارے گھر میں ہے حلال کا ہے ہماری ملکیت ہے۔ پانی جو ہمارے گھر میں ہے حلال کا ہے ہماری ملکیت ہے ہماری بیوی یا ہمارا شوہر جس سے شرعی نکاح ہوا وہ حلال ہے ہمارے لئے۔ ان حلال چیزوں کو اللہ تعالی نے ایک پورا مہینہ صبح سے رات تک چھڑوایا تاکہ مشق (પ્રેક્ટીસ) سے حرام چیزوں کو چھوڑنے کے ہم عادی ہوجائیں ہر سال ایک مرتبہ رمضان آتا ہے گویا سال میں ایک مرتبہ مشق کرلو۔ اور اس کے فوائد

پورے سال حاصل کرو۔

﴿علانیہ اور خفیہ دونوں طرح کی چیزیں چھڑوائیں﴾

پھر روزہ کے ان تین ارکان پر غور کرو کھانا پینا تو سب کے سامنے بھی ہوتا ہے اور چھپ کر بھی ہوتا ہے جب کہ صحبت کا تعلق تنہائی سے ہے خفیہ طور پر انسان اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے گویا علانیہ، ظاہری اور خفیہ، چھپی ہوئی دونوں طرح کی چیزیں باری تعالی نے ہم سے چھڑوائیں۔

یہ بھی ایک طرح سے مشق ہے ظاہری، باطنی علانیہ، خفیہ ہر طرح کے گناہ چھوڑ نیکی۔

وذروا ظاهر الاثم وباطنه (پارہ ۸، رکوع ۱، آیت ۱۲۰)

(ترجمہ:- اور تم ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے گناہوں کو چھوڑ دو۔)

نیز ہمارے احوال پر غور کرو ہم گھر میں اکیلے ہوں، بیوی یا اولاد کوئی نہ دیکھتا ہو پھر کیا روزہ میں ہم کھاتے ہیں؟ غسل خانہ یا جہاں تنہائی ہوتی ہے وہاں بھی پانی پیتے ہیں؟ حالانکہ وہاں کوئی نہیں دیکھتا غسل خانہ میں تنہائی میں پانی پی لیوے تو کسی کو پتہ نہیں چلتا، پھر بھی ہم تنہائی میں جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو نہ ایک قطرہ پانی پیتے ہیں نہ ایک دانہ کھاتے ہیں گویا دل میں یقین کی علامت ہے کہ تنہائی میں بھی اگر کھا پی لیا تو اللہ تعالی تو دیکھ لیں گے اور روزہ ٹوٹ جاویگا اللہ تعالی ناراض ہوں گے آخرت میں پکڑ ہوگی۔

اس میں ایک حکمت یہ ہے کہ جس طرح ہم تنہائی میں کھانے پینے سے ڈرتے ہیں اسی طرح پورا سال پوری زندگی تنہائی میں بھی گناہ سے خود کو بچانا ہے اگر ہم خفیہ طور پر، جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو اس جگہ گناہ کریں گے تو بھی اللہ تعالی کو معلوم ہے اور آخرت میں پکڑ ہوگی۔

اگر روزہ کی مشق سے یہ یقین پیدا ہو جاوے کہ اللہ تعالی تنہائی میں بھی دیکھتے ہیں اور نافرمانی سے اللہ تعالی ناراض ہوں گے تو گناہ سے بچنا ہمارے لئے انشاء اللہ آسان ہو

جاوے گا۔ اور ہمارا یہ ڈر اللہ کے یہاں پسندیدہ ہے۔

الم يعلم بأن الله يرى (سورۂ علق / پارہ ۳۰ / آیت ۱۴)

ترجمہ: کیا اسے معلوم نہیں ہے؟ کہ اللہ دیکھ رہا ہے

﴿ایک مؤمن کا ڈر دوسرے کے لئے ایمان کا ذریعہ﴾

میرے مرشدِ ثانی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری ایک واقعہ سناتے ہیں، ایک صاحب قدرۃ اللہ شہاب نامی گزرے ہیں، بڑے (I.C.S) آفیسر تھے، انہوں نے اپنی کتاب ''شہاب نامہ'' میں اپنی زندگی کے کچھ حالات لکھے ہیں، اس میں انہوں نے لکھا ہے: کہ میں ایک زمانہ میں سفیر کی حیثیت سے ڈچ لوگوں کے ملک ہالینڈ گیا، اور وہ لکھتے ہیں کے ڈچ لوگ اسلام کے معاملہ میں بہت متعصب ہیں، ویسے تو سارا یورپ اس صفت سے متصف ہے کے اسلام کے نام سے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا ہے، لیکن ڈچ لوگ ان میں سب سے زیادہ متعصب ہیں۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو جیسے بچے کی پیدائش پر تاریخِ ولادت نوٹ کرانی پڑتی ہے، میونسلٹی میں جا کر فارم بھرا جاتا ہے اس میں بچہ کا نام، باپ کا نام اور ماں کا نام نوٹ کرایا جاتا ہے، اسی طرح ان کا مذہب نوٹ کرایا جاتا ہے، تو ڈچ لوگوں کے یہاں جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور فارم بھرا جاتا ہے تو مذہب کا خانہ پور نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو خالی رکھا جاتا ہے، کہ جب بچہ بڑا ہوگا تو وہ اپنی سمجھ سے جو مذہب اختیار کرے گا: وہ اس خانہ میں لکھا جائے گا اس لئے کہ یورپ والے انسانی آزادی کے قائل ہیں، ماں باپ اگر بچہ کا مذہب اگر متعین کر دیں تو مذہب کے معاملہ میں بچہ پر پابندی عائد ہو جائے گی، جو ان کے یہاں انسانی آزادی کے خلاف ہے، اس لئے مذہب کا جو خانہ ہوتا ہے اس کو خالی رکھا جاتا ہے اور وہاں یہ لکھا جاتا ہے کہ جب بالغ ہوگا تو وہ اپنی سمجھ سے اسلام کے سوا جو مذہب چاہے گا؛

اختیار کرے گا، یعنی اتنے متعصب لوگ ہیں۔

خیر! شہاب صاحب کہتے ہیں: کہ ایک مرتبہ میں وہاں (یعنی ہالینڈ) کے قیام کے زمانہ میں ایک باغ میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں میں نے سنا کہ ایک شخص سورۂ رحمٰن کی بہت عمدہ طریقہ سے تلاوت کررہا ہے۔ یہ آواز سن کر میں ادھر گیا تو دیکھا کہ ایک بینچ کے اوپر ایک ڈچ (گورا) بیٹھا ہوا قرآن پاک کی تلاوت کررہا ہے، میں اس کے پاس گیا اور سلام کیا اور اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا نام عبدالرحمٰن ہے، میں نے اسلام قبول کیا ہے، میں نے اس سے گفتگو شروع کی دورانِ گفتگو اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ سنایا، اس نے کہا: میں ایک اسٹیمر میں سوار تھا اور ہمارا اسٹیمر شدید گرمی کے زمانہ میں کراچی کی بندرگاہ کے اوپر مال لادرہا تھا، وہاں حمال اور مزدور اسٹیمر پر مال لادرہے تھے، شدید گرمی کے سبب مزدور پسینے میں شرابور ہورہے تھے، اس لئے انہیں پانی دیا گیا؛ تو انہوں نے نہیں پیا، میں نے ان سے پوچھا: تم پانی کیوں نہیں پیتے؟ تو انہوں نے کہا: ہمارا روزہ ہے، اس لئے ہم پانی نہیں پئیں گے، میں نے دیکھا کہ ان میں ایک بوڑھا شخص بھی ہے اور اس کی حالت تو بہت ہی زیادہ قابلِ رحم تھی، میں اس کو اپنی کیبن (Cabin) میں لے گیا اور کیبن کا دروازہ بند کیا اور اس بوڑھے کو بیٹھایا اور اپنے ریفریجریٹر اور فریز میں سے جیوس (Juice) کا ایک گلاس نکالا اور اس بوڑھے کے سامنے پیش کیا اور اس کو اشارہ کیا (کیونکہ زبان تو میں جانتا نہیں تھا) کہ دیکھو! دروازہ بند ہے اور تمہیں کوئی دیکھ نہیں رہا ہے، یہ جیوس پی لو؛ لیکن اس نے انکار کردیا اور منہ موڑ لیا، میں نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ نہیں مانا، اس نے اپنا منہ میری طرف پھیرا ہی نہیں اور نہیں پیا۔ میں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے، پھر بھی اس نے نہیں پیا تو مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں سوچنے لگا کہ کوئی اور طاقت ایسی ہے جو اسے روک رہی ہے، بس! یہی واقعہ میرے اسلام لانے کا سبب بنا۔

تو حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان چاہے وہ کیسا ہی گیا گذرا ہو جب ایک مرتبہ

روزہ کی نیت کرلے گا تو پھر وہ پانی نہیں پئے گا؛ بلکہ پینے کا تو سوچے گا بھی نہیں۔ وہ سوچے گا کہ چاہے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے لیکن اللہ تعالی تو دیکھ رہا ہے؛ میں کیسے پیئوں۔ بس! یہی جذبہ کہ اللہ تعالی دیکھ رہے ہیں۔ اس تصور سے کھانا، پانی وغیرہ جو دوسرے اوقات میں آپ کے لئے حلال ہیں، روزہ کی وجہ سے ایک خاص وقت تک وہ سب ممنوع ہے؛ یہی عبادت ہے۔

﴿روزہ تقوی حاصل کرنے کا موسم﴾

ہر پھل کا ایک موسم آتا ہے اسی میں وہ پھل کثرت سے آسانی سے حاصل ہوتا ہے سمجھو کہ رمضان تقوی حاصل کرنیکا خصوصی موسم ہے اس میں تقوی بڑی آسانی سے بندہ کو حاصل ہوتا ہے۔

﴿عجیب اللہ تعالی کا انعام﴾

﴿حصول تقوی کے لئے دونوں دشمنوں کو قید﴾

انسان کو تقوی کے حاصل کرنے سے رکاوٹ ایک تو انسان کا نفس ہوتا ہے دوسرا شیطان یہ دونوں انسان کے دشمن ہیں جو تقوی کے لئے رکاوٹ بنتے ہیں روزہ میں انسان بھوکا رہتا ہے اس سے نفس کمزور پڑتا ہے اور تقوی حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

﴿نفس کی تخلیق اور شرارت﴾

غالباً تفسیر صاوی میں دیکھا تھا کہ باری تعالی نے جب تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہر مخلوق نے پیدائش کے بعد باری تعالی کے سامنے سجدہ کیا آسمان پیدا ہوئے اس نے سجدہ کیا زمین پیدا ہوئی اس نے سجدہ کیا غرض ہر مخلوق نے پیدائش کے بعد سجدہ کیا گویا یہ عملی اظہار تھا کہ آپ ہمارے رب ہیں خالق ہیں مالک ہیں اور ہم آپ کے بندے ہیں مخلوق ہیں مملوک ہیں اس کا عملی اظہار تھا، لیکن جب انسانی نفس کو باری تعالی نے پیدا فرمایا وہ اکڑ کر کے اللہ

تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور سجدہ نہیں کیا اور یہ کہنے لگا۔ ''**أنت أنت أنا أنا**''

اے اللہ تو تو ہے میں میں ہوں۔

باری تعالیٰ خالق وہ اپنی مخلوق کی ہر حالت سے واقف، باری تعالیٰ نے نفس کی اصلاح فرمائی چنانچہ **فألقاہ فی بحر الجوع** نفس کو بھوک کے سمندر میں ڈالا اس کو طویل عرصہ بھوکا رکھا تو نفس کمزور ہوگیا اور باری تعالیٰ کے سامنے آکر سجدہ کیا، مطیع فرمانبردار ہوگیا۔

سمجھ میں آیا کہ بھوک یہ نفس کی اصلاح کا عجیب ذریعہ ہے ماشاء اللہ رمضان میں ہم بھوکے رہتے ہیں اس کی برکت سے نفس کمزور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت آسان ہوجاتی ہے۔

﴿گناہ سے بچنے کا ایک نسخہ روزہ ہے﴾

بخاری شریف میں حدیث آئی **عن عبداللہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم البائۃ فلیتزوج فإنہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فإنہ لہ وجاء متفق علیہ. (مشکوٰۃ شریف: ۲۶۷)** (ترجمہ:-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے جوانوں کے گروہ! تم میں سے جو شخص مجامعت کے لوازمات (یعنی بیوی بچوں کا نفقہ اور مہر ادا کرنے) کی استطاعت رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ نکاح کرلے، کیونکہ نکاح کرنا نظر کو بہت چھپاتا ہے، اور شرم گاہ کو بہت محفوظ رکھتا ہے (یعنی نکاح کر لینے سے اجنبی عورت کی طرف نظر مائل نہیں ہوتی، اور انسان حرام کاری سے بچتا ہے) اور جو شخص جماع کے لوازمات کی استطاعت نہ رکھتا ہو، اسے چاہئے کہ وہ روزے رکھے، کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لئے خصی کرنے کا فائدہ دے گا

(یعنی جس طرح خصی ہوجانے سے جنسی ہیجان ختم ہوجاتا ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے بھی جنسی ہیجان ختم ہوجاتا ہے۔) (مظاہر حق جدید: ۶/۴)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو شادی کرنے کی ترغیب دی جن نوجوانوں کے پاس بیوی کے خرچہ کپڑا مکان کا انتظام ہو شادی کرے شادی کی برکت سے آنکھوں کی حفاظت ہوتی ہے شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔

﴿بارات سے براءت﴾

ہمارے یہاں نکاح کے موقعہ پر بارات جاتی ہے اور وہ آج کل گناہوں کا مجموعہ بن گئی ہے بس بارات سے تو براءت ہی اچھی۔

حدیث شریف سے یہ عمل ثابت ہوتا ہے کہ خود لڑکی کا باپ دلہن کو دلہے کے یہاں پہنچانے کا انتظام کرے اس سے امید ہے کہ سنت کا ثواب بھی ملے گا اور گناہوں سے بھی حفاظت ہوجاوے گی۔

خیر تو بارات کی وجہ تسمیہ پر ایک مرتبہ یہ نکتہ سمجھ میں آیا کہ کئی جگہوں سے بری کرنے کے لئے بارات ہے اس لئے کہ شادی سے قبل ہمارے نوجوان اِس جگہ اُس جگہ لڑکی کی تلاش میں ہوتے ہیں اِس کو اُس کو دیکھتے پھریں گے۔ اسی میں جائز حدود سے بڑھ کر حرام تک راستہ اپناتے ہیں اب جو بارات نکلی تو جناب دلہے صاحب یا دلہن صاحبہ سب سے بری ہوگئے اور ایک کے ہوکر رہیں گے۔ ایک کے وفادار رہیں گے گویا کہ براءت دلانے کے لئے بارات ہے۔

﴿روزہ حرام سے بچنے کے لئے مددگار﴾

غرض یہ حدیث شریف عرض کررہا تھا کہ نکاح سے آنکھوں کی اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوگی۔ آگے ارشاد فرمایا جس کے پاس طاقت نہ ہو بیوی کے لئے روٹی کپڑا مکان

کی وہ روزہ رکھے۔اس لئے کہ یہ تین بنیادی ذمہ داریاں ہیں۔

انسان کی تین بنیادی ضروریات

ہمارے ایک مخلص دوست مرحوم بھائی صوفی انعام پانڈولیؒ تھے حضرت شیخ زکریا صاحبؒ کی بڑی خدمت کی ہے حضرت کے عاشق تھے۔

ذکر جہری میں دوران تسبیح یہ شعر والہانہ انداز میں پڑھتے تھے:

تو نہ رہے یا میں نہ رہوں اے شیخ زکریا
لیکن تیرا یہ گلشن آباد رہے

بیان بھی مرحوم کا جوشیلا ہوا کرتا تھا،ایک مرتبہ فرمانے لگے انسانی ضروریات کیا ہیں؟

رہنے کے لئے کوارٹر،
پہننے کے لئے سویٹر،
کھانے کے لئے ٹماٹر،

بس یہ ضروریات ہیں انسان کی،لیکن ہم نے ان ضروریات کو بلاوجہ پھیلا رکھا ہے۔

تو عرض یہ کررہا تھا کہ جن نوجوانوں کے پاس طاقت نہ ہو بیوی کے حقوق ثلاثہ کی ادائیگی کی وہ روزہ رکھیں خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فإنه له وجاء جس کا حاصل یہ ہے کہ روزہ سے گناہ پر بندش لگ جاوے گی،گرہ لگ جاوے گی۔

روزہ سے نفس کی قوت کمزور ہوگی اور گناہ سے بچنا آسان ہوگا۔

نوجوانوں کے لئے ایک خاص نصیحت

اس لئے جن نوجوانوں کا ابھی قریب میں شادی کا انتظام نہیں ہے انکو خاص طور پر کھانے پینے میں احتیاط رکھنا چاہئے۔ایسا کھانا جس سے شہوۃ میں اضافہ ہو خواہش بڑھتی ہو نفس میں ہیجان پیدا ہو ایسی غذاء اور کھانے سے خاص پرہیز کریں، خاص کر بڑے کا

گوشت، (گائے کا بیل کا) اس سے حرارت پیدا ہوتی ہے گناہ کی طرف طبیعت چلتی ہے اس سے بچنا چاہئے ہمارے یہاں ڈابھیل کا پاٹیا (પાટિયા) مشہور ہے (بڑے کے گوشت کو دھوئے بغیر قیمہ کرکے اس کو نلی کے گدود سے تیار کیا جاتا ہے) وہ تو بہت ہی گرم تاثیر ہے۔ نوجوانوں کو خاص کر بے شادی شدہ کو اس سے بچنا چاہئے؛ لیکن نوجوانوں کو دیکھتا ہوں پٹیئے پر بیٹھ کر (ڈابھیل کے تالاب کے کنارے کی لاریاں جہاں لکڑے کی نشست بنی ہوئی ہیں اس پر بیٹھ کر پاٹیا کھایا جاتا ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔ پاٹئے سے مزے لیتے ہیں پھر شکایت کرتے ہیں کہ گناہ کے لئے نفس امارہ دعوت دے رہا ہے۔گویا گناہ کے اسباب بالقصد ہم نے اپنا رکھے ہیں اس سے بچنا چاہئے۔مرتب)

خلاصۂ حدیث

آپ غور فرمائیں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ سے بچنے کا ایک علاج روزہ تجویز فرمایا اور ماشاء اللہ رمضان میں یہ چیز ہم کو حاصل ہوتی ہے نفس بھوک کی وجہ سے کمزور ہوتا ہے اس لئے سحر میں کھانے پینے میں احتیاط کرنی چاہئے۔رمضان کی راتوں میں گرم غذائیں اور سحری میں زیادہ مقدار کا کھانا پھر اس پر روزہ کی گرمی یہ تینوں چیزیں جمع نہ ہوجائیں۔اس کا خیال رہے ہمارے علاقہ ہندوستان میں لوگ دور دور سے سفر کرکے راندیر،لاجپور،سورت،جھانپا بازار محض کھانے پینے کے لئے جاتے ہیں۔

راندیر کے کسی ہندو کا بیان

راندیر کے کسی ہندو کا قول ہم نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تم مسلمان کیا روزہ رکھتے ہو سورج ڈوبتے ہی کھانا شروع کیا اور صبح تک پوری رات کھاتے ہو صرف کھانے کے اوقات تمہارے بدلتے ہیں باقی مقدار بھی بڑھ جاتی ہے۔

چونکہ پوری رات یہ بازار کھانے پینے سے آباد رہتے ہیں،اور وہ اسکو دیکھتے ہیں،

اس لئے اس طرح کی بات اس نے کہی۔ اس سے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے ایسا کام ہم کو نہ کرنا چاہئے۔

﴿دوسرا دشمن شیطان﴾

تو پہلا دشمن نفس روزہ کی برکت سے کمزور ہوا دوسرا دشمن شیطان ان میں جتنے بھی شریر بدمعاش قسم کے ہوتے ہیں باری تعالی نے انکو قید کروادیتے ہیں، چھوٹے موٹے آپکے شہر کی گلی میں گھومتے ہوں گے لیکن بڑے اور شرارتی سب قید ہوجاتے ہیں، یہ اللہ تعالی کا احسان ہے۔

غرض دونوں دشمن ایک نفس کمزور ہوا ہے دوسرا شیطان قید میں ہے اللہ تعالی نے انتظام فرمادیا کہ تقوی حاصل کرنے میں رکاوٹ نہ رہے۔

﴿تراویح میں چلہ﴾

روزہ میں انسان صرف اللہ کی محبت کے خاطر صبح سے شام تک بھوکا رہا پھر رات کو ۲۰ رکعت تراویح پڑھی ہر رکعت میں دو سجدے کل ۴۰ سجدے ہوئے، گویا تراویح یہ سجدوں کا چلہ ہے۔

اور رمضان میں اللہ تعالی سجدوں کا ایک چلہ روزانہ ہم سے لگواتے ہیں اور سجدہ باری تعالی کے قرب اور محبت کا انتہائی مقام ہے۔ قرآن میں اللہ تعالی سورۂ علق میں فرمایا سجدہ کرو اللہ کا قرب حاصل کرو۔ گویا روزہ سے عشق محبت کی آگ دن بھر انسانی جسم میں بھڑکائی اور رات کو سجدے کے ذریعہ اللہ کی محبت کو قرب اور نزدیکی کو اور زیادہ تپا کر گرم کردیا گیا تاکہ انسان اللہ کا مقرب محبوب بندہ بن جاوے۔

﴿تراویح میں قرآن﴾

پھر تراویح میں ایک قرآن سننا سنت ہے اور قرآن سے دلوں سے میل گندگی صاف ہوتی ہے نورانیت پیدا ہوتی ہے دیکھو حضرت عمرؓ جیسے انسان نے قرآن سنا دل سے کفر شرک

کی گندگی صاف ہوگئی، اور اللہ اور اس کے نبی کی محبت پیدا ہوگئی کامل ایمان والے بن گئے۔

اللہ تعالی ہم کو بھی رمضان میں تراویح میں قرآن سنوا کر دلوں کی صفائی دلوں میں نورانیت دینا چاہتے ہیں۔

اس لئے صحیح قرآن تراویح میں ہو اس کا خاص فکر کرنا چاہئے۔

﴿رمضان اور اعتکاف﴾

پھر رمضان میں اعتکاف سنت ہے اعتکاف یعنی بندہ اللہ کے دربار کی چوکھٹ پر آکر بیٹھ گیا اور زبان حال سے یہ عرض کررہا ہے کہ اب تو بس تجھ کو راضی کرکے ہٹونگا، تیرے خاطر گھربار چھوڑ کر تیرے در پے آکے پڑ گیا ہوں یہ تمام چیزیں جمع ہورہی ہیں تاکہ مؤمن تقوی والا بن جاوے۔

﴿اجتماعی اعتکاف کے فوائد﴾

ماشاء اللہ ہمارے دادا پیر حضرت شیخ زکریاؒ صاحب کے یہاں اور میرے حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے یہاں رمضان میں عجیب بہار ہوتی تھی۔ آپ کے یہاں قریب میں چپاٹا شہر میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب متالا مدظلہ العالی (خلیفہ حضرت شیخ زکریاؒ) اور لوساکا میں حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب کے یہاں اجتماعی اعتکاف ہوتا ہے وہاں ڈابھیل ہمارے حضرت مفتی احمد صاحب مدظلہ العالی اور مختلف مقامات پر باری باری ہمارے حضرتؒ کے جانشین حضرت مولانا ابراہیم صاحب پانڈور کا اعتکاف ہوتا ہے جس میں ہزاروں انسان اجتماعی اعمال کی برکت سے تقوی والی زندگی اور روحانیت سے مالامال ہوتے ہیں، اور کئی لوگ صاحب نسبت ہوجاتے ہیں۔

﴿تقوی کہاں ملے گا؟﴾

مشہور ہے کہ لوہار کی دکان سے لوہا ملتا ہے سنار کی دکان سے سونا ملتا ہے اللہ والوں

کے یہاں سے اللہ کا تقوی ملتا ہے۔

آیۃ یٰـاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ۔

(ترجمہ) اے ایمان والے! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہا کرو۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے: لکل شئ معدن ومعدن التقوی قلوب العارفین۔ (ترجمہ:- ہر چیز کی ایک کان ہوتی ہے اور تقوی کی کان عارفین کے دل ہیں۔) اس لئے کسی صاحب نسبت بزرگ سے بیعت ہوکر ان کی خدمت میں رمضان اور رمضان کے علاوہ کچھ اوقات گذارنا چاہئے۔

رمضان میں اس کا فائدہ بڑھ جاتا ہے چونکہ روزہ تراویح تلاوت پھر نیک صحبت اس لئے تقوی بڑی آسانی سے حاصل ہوگا۔

رمضان اور عبادت کے لئے فراغ

اس لئے اس مبارک ماہ میں عبادت کے لئے فارغ ہوجانا چاہئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک حدیث شریف میں بیان کیا گیا آپ لنگی باندھ لیتے تھے، بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اخیر عشرہ میں حضور ﷺ لنگی کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور راتوں کا احیاء فرماتے اور اپنے گھر کے لوگوں بھی جگاتے، لنگی مضبوط باندھنے سے کوشش میں اہتمام کی زیادتی بھی مراد ہوسکتی ہے اور بیویوں سے بالکلیہ احتراز بھی مراد ہوسکتا ہے۔ یعنی عبادت کے لئے پورے طور پر فارغ ہوجاتے تھے، حالانکہ آپکی زندگی کا ہر لمحہ عبادت تھا لیکن مزید اہتمام ہوتا تھا۔

روحانیت کی فصل بہار

اس جگہ آپ کے ملک ملاوی کے نامور عالم دین حضرت مولانا سلیم احمد صاحب ایسات مدظلہ العالی جو میرے مشفق اور میزبان ہے ان کا لکھا ہوا ایک مضمون پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں، موصوف نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں یہ مضمون لکھا تھا۔

حضرت مولانا سلیم صاحب کا مضمون

قدرت کا یہ قانون ہے کہ بارہ مہینے یکسانیت میں بسر نہ ہوا ایسی یکسانیت قوائے حیات کی نشو ونما کے خلاف ہے۔

دیکھئے لوہا ایک ہی حالت میں پڑا رہے تو زنگ آلود ہو جاتا ہے۔

پانی ایک ہی حالت میں رہے تو اس میں بدبو آنے لگتی ہے۔

آندھیوں کے ذریعہ شہروں اور بستیوں کی خراب ہوا صاف ہوتی ہے۔

دریاؤں میں طوفان آتا ہے، اوران میں زمین کی زندگی اور سیرابی کا راز مضمر ہوتا ہے۔

ہماری زندگی بھی فصلوں اور موسموں سے خالی نہیں اس کے لئے بہار بھی ہے، اور خزاں وگرمی بھی ہے۔

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے، جس نے انسانی زندگی کو فصلوں اور موسموں میں تقسیم کیا ہے یعنی بچپن، جوانی، بڑھاپا اور ان سے فائدہ بھی اٹھایا ہے۔

جس کھیت میں ہل نہ چلے اس میں گھانس پھوس اور جھاڑ جھنکاڑ اگ آتے ہیں، ہمارے دل ودماغ کی حالت بھی تقریباً یہی ہے، ہماری قوتیں اعمال و معاشرت کی یکسانیت سے افسردہ اور زنگ آلود ہوجاتی ہے، ہماری روحانیت کی سرزمین میں برے اخلاق اگ آتے ہیں، فطرتِ انسانی کا اپنے معاشرے کے حالات سے متأثر ہونا یقینی ہے، آپ اہل دنیا کے حالات پر ایک نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ قسم قسم کی بری عادتیں، طرح طرح کی بے اعتدالیاں، رنگ برنگ کی بداعمالیاں، اور بھات بھات کی بدیاں اور ہر نوع کی بیماریاں انسان کو اس طرح سے جکڑے ہوئے ہیں کہ ہر انسان اپنی جگہ پر بے بس سا نظر آتا ہے۔

لہذا ضروری تھا کہ عالم روحانی میں بھی سال کے مختلف حصوں میں تبدیلی آئے اور معاشرے کی بداعتدالیوں کو ختم کردے، ایک سیلاب امڈے اور بری عادتوں کو خس وخاشاک

کی طرح بہالے جائے، رحمت خداوندی کی تیز وتند ہوا چلے اور گلشن روحانی کے کمزور پتیوں اور ٹہنیوں کو آلائش سے پاک کردے، اور فطرتِ انسانی کے ہر گوشے میں رحمت وسعادت کی مسلا دھار بارش اور نیکی کی گھٹائیں اٹھے نجات و مراد کی ہوئیں چلے، ایمان ویقین کی بجلیاں چمکے پھر اس مبارک موسم اور فرخندہ بہار میں زندگی کے کھیتوں میں ہل چلایا جائے اور انہیں گھانس پھوس سے پاک کیا جائے اور نئے سرے سے اخلاق وروحانیت کے بیج بودئے جائے۔

غالباً رمضان اور صوم کا یہی فلسفہ ہے، اس میں معاشرت کا نظام بدل جاتا ہے، انسان پر بھوک اور پیاس کا دورہ کھول دیا جاتا ہے تاکہ اس کا سرکش نفس رام ہو، اس کی ناز پروری اور نازک بدنی اور آرام طلبی مجروح ہو، اس کی روح عادت قید سے نکلے۔

اس کا دل تکلیف اور اضرار کی بھٹی میں پگھل کر کھوٹ اور میل سے پاک ہو۔

برے اخلاق جل جائیں اور ملکوتی صفت کو ابھرنے اور زندگی پانے کا موقع ملے۔

روزہ ہماری زندگی کے لیے پیغامِ انقلاب ہے۔

روزہ عادت غلامی کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

روزہ نفسِ امارہ کے قلعوں کو جنہیں اس نے گیارہ مہینے میں تعمیر کیا تھا ڈھادیتا ہے، روزہ ایک قدرتی دیوار ہے جو غلط جذبات کے تکلیف دہ اور ناقابل مدافعت تلاطم کو آگے بڑھنے سے روک دیتا ہے۔

روزہ سے انسان کی روحانیت کا گناہ آلود مطلع چھٹ جاتا ہے اور محبت الٰہی اور تقوی کی نکھری ہوئی روشنی زندگی کے درودیوار کو منور کر دیتی ہے۔ روزہ کی تائید کے بغیر سرکش اور مفسد روح اپنے خالقِ حقیقی کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں۔

روزہ صبر واستقلال اور پاک دامنی کا سرچشمہ ہے۔

خدا کو ہمارے روزہ کی ضرورت نہیں بلکہ ہم خود کو روزوں کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں ہمارا ہر اعتبار سے فائدہ ہے۔

بہت ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو روزوں کے ذریعہ اپنی روحانیت کی آبیاری کرتے ہیں اور اپنے خدائے ذوالجلال والاکرام کی رضامندی وخوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

حضرت مولانا سلیم احمد صاحب ایبات مدظلہ کا مضمون مکمل ہوا۔

﴿کشتی کی مثال﴾

وہاں انڈیا میں دمن شہر ہے سمندر کے کنارہ پر واقع بہت خوش نما منظر والا شہر ہے۔ وہاں جامعہ نورالاسلام ہے جس کی کچھ خدمات کی سعادت حاصل ہے اس لئے جانا آنا رہتا ہے وہاں کے ہمارے مخلصین جناب حاجی شوکت قریشی صاحب اور حاجی ساجد میمن صاحب کبھی کبھی محبت سے موقع نکلوا کر سمندر کے کنارہ لے جاتے ہیں ایک مرتبہ بارش کے موسم میں جانا ہوا دیکھا سینکڑوں چھوٹی بڑی کشتیاں سمندر سے نکال کر زمین پر رکھی گئی ہے۔ احباب نے بتایا کہ سال میں ایک مرتبہ ان کو پانی سے نکال کر مرمت وغیرہ کے کام ہوتے ہیں رنگ روغن ہوتا ہے تاکہ پھر سال بھر ضرورت نہ پڑے۔

اس پر اللہ تعالی نے یہ نکتہ ذہن ڈالا رمضان کا مبارک مہینہ روحانی رنگ وروغن مرمت کا مہینہ ہے سال بھر دنیا میں چلتے رہے دل لگاتے رہے یہ ایک ماہ ذرا دنیوی گندگیوں سے باہر نکل کر یکسوئی سے عبادت کرلیویں تو سال بھر انشاء اللہ تقوی کے ساتھ چلنا آسان ہوگا۔

﴿خلاصۂ کلام﴾

اس لئے دینی بہنوں اللہ تعالی کی طرف سے ایک نہایت قیمتی اہم مبارک موقع ہم کو پھر سے نصیب ہوا ہے اس رمضان کے مبارک مہینہ کی قدر کرلو، اللہ تعالی روزوں کو ہمارے لئے تقوی کے حصول کا ذریعہ بنائے تراویح تلاوت کو عشق الٰہی میں اضافہ کا ذریعہ بنائے صالحین کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور رمضان کی قدر عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العلمین